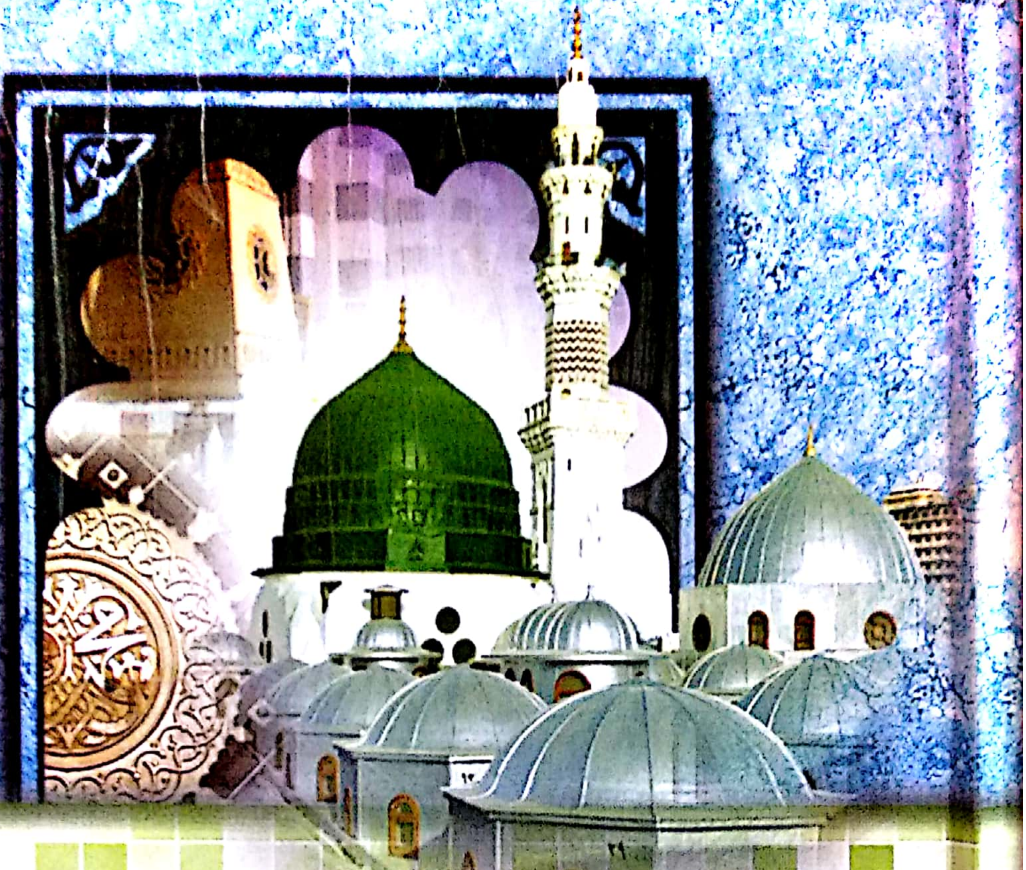

درمیانی اُمت

مُصنّف
مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

اسلامی کتب خانہ
(دھونرہ، ضلع بریلی شریف (یوپی)

Scanned by CamScanner

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور ایسے ہی ہم نے تم کو بنایا ''درمیانی امت'' تاکہ تم
لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں (القرآن)

درمیانی امت

المرتب

(مولانا) تطہیر احمد رضوی بریلوی

ناشر

اسلامی کتب خانہ، رضا مارکیٹ
قصبہ دھونرہ، بریلی شریف، پن: ۲۴۳۲۰۴

Islami Kutubkhana

Town Dhaunra, Distt. Bareilly-Pin243204

Scanned by CamScanner

نوٹ: یہ کتاب مصنف کی اجازت کے بغیر نہ چھپوائیں اجازت لیکر بغیر کسی تبدیلی اور تصرف کے چھپوا سکتے ہیں

نام کتاب : درمیانی امت

مصنف : مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

ناشر : اسلامی کتب خانہ قصبہ دھونرہ ضلع بریلی یوپی

کمپوزنگ : صغیر الدین امر آرٹ کتب خانہ روڈ بریلی

سال طباعت : پہلا ایڈیشن۔ ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء

جدید ایڈیشن۔ ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۸ء

تعداد : ۲۰۰۰ قیمت Rs. 100=00

ملنے کے پتے

- ☆ کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل جامع مسجد دہلی
- ☆ مکتبہ رحمانیہ درگاہِ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف
- ☆ قادری کتاب گھر نومحلہ مسجد، بریلی شریف
- ☆ اعلیٰ حضرت دار الکتب ۱۲۸۔ اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف
- ☆ برکاتی بک ڈپو نومحلہ مسجد بریلی شریف
- ☆ مکتبہ مشرق، کانکر ٹولہ بریلی شریف
- ☆ حارث بک ڈپو بدھ بازار ٹنڈن مارکیٹ مراد آباد
- ☆ مکتبہ المصطفیٰ نومحلہ مسجد بریلی شریف،
- ☆ رحمانی کتب خانہ میمیان ٹولہ نالہ اسٹریٹ بریلی شریف

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر
یہ کتاب کیوں لکھی گئی	۱۵
☆ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے نبی پر درود سلام	۱۵
☆ اسلام و ایمان کی اہمیت	۱۶
☆ قرآن و حدیث رسول سے ثابت کہ ہر اسلام کا دعویدار مسلمان نہیں ہے	۱۷
☆ حق و ناحق کو پرکھنے کے لئے کوشش ضروری ہے۔	۱۸
"درمیانی امت" نام رکھنے کی وجہ	۱۹
☆ آیت قرآنیہ جس میں امت محمدی کو درمیانی امت کہا گیا۔	۱۹
☆ حضرت عیسیٰ کو عیسائیوں نے خدا مان لیا اور یہودیوں نے انکی شان میں توہین کی۔	۲۱
☆ اس بارے میں اسلام کا درمیانی نظریہ	۲۱
☆ حدیث میں ہے حضور نے لائنیں کھینچیں اور بیچ والی لائن کو سیدھا اور حق کا راستہ بتایا	۲۴
قدریہ اور جبریہ کے درمیان	۲۴
☆ "قدریہ" کے عقیدے میں تقدیر کوئی چیز نہیں انسان خود ہی اپنے اپنے افعال کا خالق ہے	۲۲
☆ حدیث سے ثابت کہ جس کا عقیدہ خراب ہو اس کا کوئی عمل قبول نہیں	۲۵
☆ حضور کا فرمان ہے کہ "بدعقیدہ لوگوں سے دوری ضروری ہے۔"	۲۵
☆ "جبریہ" کا ذکر	۲۷
☆ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان پیڑ اور پتھر کی طرح بالکل مجبور محض ہے۔	۲۷
اس بارے میں مذہب اہل سنت	۲۹
☆ انسان پیڑ پتھر کی طرح مجبور محض	

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
بھی نہیں اور بالکل قادر ومختار بھی نہیں	۲۹
☆ انسان پر برے کام کرنے کی سزا اور اچھے کام کی جزا اس لئے ہے کہ اس کے کاموں میں اس کے ارادے اور کوشش کو دخل ہے۔	۲۹
☆ انسان سے بھی جو کام بے ارادہ اور نیت وجود میں آئیں ان پر اس کی سزا اور پکڑ نہیں۔	۳۰
☆ حدیث میں ہے ایک لڑکی سے زبردستی زنا کیا تو حضرت عمر نے اس کو سزا نہیں دی اور زانی کو سزا دی	۳۱
☆ حضور نے فرمایا غیر عورت پر پہلی نظر معاف ہے اور دوسری گناہ	۳۱
☆ تقدیر کا مسئلہ ایک نازک مسئلہ ہے	۳۱
☆ ہمارا ایمان اللہ ورسول پر ہے نہ کہ عقل ودماغ پر	۳۲
☆ ایمان کا مرتبہ عقل وفکر سے بلند ہے۔	۳۳

مضمون	صفحہ نمبر
☆ جو لوگ دین کی ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر کسنا چاہتے ہیں وہ گمراہ ہو سکتے ہیں۔	۳۳
☆ گورنمنٹ کے بہت سے قانون اور فیصلے بھی عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہوتے ہیں۔	۳۴
☆ عقل کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کو جتنی صلاحیت دی ہے وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔	۳۴
☆ جبریہ اور قدریہ فرقوں کی گمراہی سے متعلق ایک جامع حدیث رسول ﷺ	۳۵
رافضیوں اور خارجیوں کے درمیان	۳۶
☆ یہ دونوں فرقے گمراہ ہوئے ایک حضرت علی کی بے جا محبت میں اور دوسرا عداوت میں	۳۶
☆ اس بارے میں حدیث رسول کی صراحت ووضاحت	۳۷

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
رافضی فرقے کا مختصر تعارف وتاریخ	۳۷
☆ انہیں رافضی اور شیعہ کیوں کہا گیا؟	۳۸
☆ شیعوں نے حضرت امام حسین کو کربلا میں دھوکہ دیا	۳۹
☆ رافضیوں کے بارے میں فرمان رسول	۴۰
☆ رافضیوں کا مذہب جھوٹی روایات گڑھنا اور انہیں بیان کر کے رونا، پیٹنا، چیخنا، چلانا، سینہ کوٹنا اور ماتم کرنا ہے۔	۴۱
☆ رافضی صرف ۴، صحابۂ کرام کے علاوہ باقی ایک لاکھ سے زیادہ حضور کے صحابیوں کو برا کہتے ہیں۔	۴۱
☆ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کو گالیاں دینا انکے مذہب میں ثواب کا کام ہے اور بڑی عبادت ہے	۴۱
☆ فضائل صحابہ خاصکر خلفائے	

مضمون	صفحہ نمبر
ثلثہ کے ذکر میں چند احادیث	۴۲
☆ کیا صحابۂ کرام کی برائی کئے بغیر اہل بیت سے محبت نہیں ہوسکتی؟	۴۴
☆ حضرت ابوبکر وعمر تو آج بھی حضور کے ساتھ گنبد خضریٰ کے نیچے آرام فرمارہے ہیں۔	۴۴
☆ صحابہ پر اعتراض رسول اللہ پر اعتراض ہے	۴۵
☆ موجودہ دور کے رافضی اور شیعہ عموماً کافر ہیں ان سے دعاء وسلام، میل جول، بیاہ شادی حرام ہے ان کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حرام ہے۔	۴۷
رافضیت کیسے پھیلی اور پھیلتی ہے؟	۴۹
☆ سبائی گروہ کی تخریب کاری	۴۹
☆ عوام کی خاندان پرست ذہنیت	۵۰
☆ خاندان پرستی کے بارے میں اسلام کا درمیانی نظریہ	۵۱
☆ اسلام میں خاندان اور برادری کا بھی	

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
لحاظ رکھا گیا ہے لیکن ایک حد تک	۵۱
☆ حضور کے بعد حضرت علی بلا فصل پہلے خلیفہ ہوتے تو پیغمبر اسلام پر خاندان پرستی کا الزام لگایا جاسکتا تھا۔	۵۳
☆ اللہ کے نبی دنیوی بادشاہوں اور امیروں کی طرح نہیں ہوتے۔	۵۴
☆ خاندان پرستی میں حد سے آگے بڑھنا اسلام کے لئے خطرہ ہے۔	۵۶
متعہ حلال کرنا	۵۷
رافضی ہوتے ہی سید صاحب	۵۸
رافضیت کو روکنے کی کچھ ترکیبیں	۵۹
☆ تقریروں میں اہل بیت کے ساتھ ساتھ صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے ثلثہ کے فضائل ضرور بیان کئے جائیں۔	۵۹
☆ چاروں خلفاء کرام کے وصال کی تاریخوں پر نیاز و فاتحہ اور ذکر فضائل کی محفلوں کا انعقاد کریں۔	۵۹
☆ چاروں خلفاء کی تاریخ وصال	۶۰
☆ کیلنڈروں یا طغروں میں صرف حضرات اہل بیت کا نام نہ لکھا جائے بلکہ خلفاء ثلثہ کا بھی نام لکھا جائے۔	۶۰
تفضیلیت	
☆ تفضیلی فرقے کا تعارف اور انکے بارے میں علماء اہلسنت کا فتویٰ	۶۱
☆ حضرت علی کا فرمان کہ جو مجھ کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیگا اسے اسی (۸۰) کوڑے کی سزا دونگا	۶۱
☆ حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو نصیحت ومشورہ	۶۳
☆ رافضیوں کی کچھ باتیں جو سنیوں نے اپنائی ہیں۔	۶۴
☆ تعزیئے داری اور میلے وغیرہ	۶۵
☆ تعزیئے داری کے حرام ہونے پر اجماع امت	۶۵
خارجی فرقے کا تعارف	۶۶

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
☆ خارجیوں کا حضرت علی پر شرک کا فتویٰ لگانا اور آپ کا ساتھ چھوڑنا	۶۷
☆ خارجی فرقے کا ذکر حدیثوں میں کثرت سے ہے۔	۶۹
☆ حضرت علی نے خارجیوں کا قتل عام کرایا۔	۷۰
☆ بخاری کی حدیث حضرت علی کے خارجیوں کے قتل عام کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشین گوئی	۷۰
☆ موجودہ دور کے چند خارجی مصنفین کا ذکر	۷۱
☆ خارجیوں نے حضرت سیدنا امام حسین کی شان میں کھلی گستاخیاں کی ہیں اور یزید پلید کی تعریف کی ہے۔	۷۲
☆ وہابیوں نے بھی اب یزید کی تعریف کرنا شروع کردی ہے۔	۷۳
☆ یزید کے بارے میں وہابیت کے دو چہرے	۷۵
☆ مذہب اہل سنت صحابہ اور اہل بیت دونوں سے محبت کا نام ہے۔	۷۹
وہابیوں اور مخالف شرع پیروں کے درمیان	۸۰
☆ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مخصوص اور محبوب بندوں کے ذریعے عام لوگوں تک پہونچایا۔	۸۰
☆ اللہ ہر بات پر قادر ہے جب جس کو جیسے چاہے عطا فرمائے۔	۸۰
وہابی کون ہیں	
☆ وہابیت کا تعارف اور اس کی مختصر تاریخ	۸۲
☆ کیا نمازی اور دیندار بننے کے لئے وہابی ہونا ضروری ہے؟	۸۳
☆ کیا نماز، روزے کی پابندی کے لئے نیاز و فاتحہ میلاد و سلام کو حرام کہنا ضروری ہے؟	۸۳

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
☆ وہابیوں کے ۳، مشہور گروہ	۸۴
☆ وہابیوں کے عقائد ونظریات انکی کتابوں کی روشنی میں	۸۷
☆ وہابیت اللہ کا نام لیکر اللہ والوں کی شان میں گستاخیاں کرنے کا نام ہے۔	۹۲
☆ وہابیوں کی جماعت میں شامل ہر شخص گستاخ نہیں ہے	۹۲
☆ کسی بھی جماعت اور پارٹی کے غلط ہونے کے لئے ضروری نہیں اس میں شامل ہر فرد غلط ہو۔	۹۲
وہابیت کیوں پھیلی اور پھیلتی ہے؟	۹۳
☆ ایک چالاکی کہ توحید الٰہی کا سہارا لیکر انبیاء و اولیاء کو برا بھلا کہنا۔	۹۳
☆ اللہ والوں کو اللہ کے مقابلے میں لاکر ان کی شان میں بکواس کرنا۔	۹۳
☆ وہابیوں کی غلط بولیوں کا صحیح روپ کہ اللہ کی شان بھی بیان ہو جائے اور خدا والوں کی توہین بھی نہ ہونے پائے۔	۹۴
☆ ان سب باتوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال	۹۵
آج کی دنیا کا بے ادب ماحول	۹۶
☆ اب عموماً لوگ ادب و تعظیم کو جانتے ہی نہیں۔	۹۷
☆ اکثر اپنے بڑوں اور بزرگوں کی بات میں حکمت و مصلحت ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے برکت	۹۷
☆ بے ادب ماحول وہابیت کے لئے راس آگیا	۹۸
خانقاہی نظام کی ابتری	۱۰۰
☆ پیشہ ور مقرر اور شاعر	۱۰۱
☆ عوام کی بے راہ روی	۱۰۲
وہابیت کو روکنے کی تدبیریں	۱۰۲

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
☆عقائد کے ساتھ اعمال صالحہ کی ترغیب بھی ضروری ہے۔	۱۰۲
☆صرف زبانی رد کرنے سے کسی باطل تحریک کو پوری طرح نہیں روکا جاسکتا۔	۱۰۳
☆اس بارے میں ایک مثال	۱۰۳
	۹۰
☆جب بدعملی حد سے بڑھ جاتی ہے تو کبھی کبھی ایمان بھی چھین لیا جاتا ہے۔	۱۰۳
☆مقرروں، شاعروں اور پیروں سے زیادہ توجہ اماموں اور مدرسین کی طرف دی جائے اوران کا زیادہ خیال رکھا جائے۔	۱۰۵
☆مذہب اہل سنت میں نیاز وفاتحہ کی مروجہ رسوم کی جو اہمیت ہے اس کو وہیں تک رکھا جائے فرض واجب نہ بننے دیا جائے قول سے بھی اور عمل سے بھی	۱۰۶

مضمون	صفحہ نمبر
☆وہابی کسے کہتے ہیں	۱۱۵
☆صرف نیاز وفاتحہ نہ کرنے سے آدمی وہابی نہیں ہوتا ہاں نیاز وفاتحہ سے منع کرنا وہابیوں کا کام ہے۔	۱۱۶
☆کسی مسلمان کو وہابی کہنے میں جلدی نہیں کرنا چاہئے اس کی تفصیل	۱۱۹
☆مدارس اور تنظیموں وغیرہ کے نام رکھنے میں لفظ ''اسلام'' کا بھی استعمال ہونا چاہئے۔	۱۲۱
☆جو پکے وہابی ہیں ان سے دور رہا جائے۔	۱۲۳
مخالف شرع پیر، مکار صوفی اور فقیر	۱۲۴
☆جس طرح اللہ کا نام لیکر اللہ والوں کی شان میں توہین کرنے والے گمراہ ہیں ایسے ہی پیروں، ولیوں کی بے جا محبت وعقیدت میں	

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
اللہ ورسول اورانکے احکام وفرامین کا انکار کرنے والے بھی بددین ہیں۔	۱۲۵
☆ کلمہ طیبہ میں صرف اللہ کا نام ہے اوراس کے رسول کا، تیسرے کا نہیں۔	۱۲۵
مخالف شرع پیروں، مریدوں کی کچھ غیر اسلامی حرکتیں	۱۲۶
☆ پیروں کے فوٹو گھروں میں لگانا، انہیں چومنا	۱۲۶
☆ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمیؒ کی صراحت کہ بزرگوں کی تصویروں کو سجدے کرنا بت پرستی ہے۔	۱۲۷
☆ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بت پرستی کی ابتداء بزرگوں کی تصویروں کو رکھنے اور انکی تعظیم کرنے سے ہوئی۔	۱۲۷
☆ بخاری کی حدیث کہ وُد، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر، قوم نوح کے نیک لوگ تھے بعد میں لوگوں نے انہیں معبود بنالیا۔	۱۲۸
اس بارے میں کچھ حدیثیں	۱۲۸
☆ شریعت اسلامیہ کی مخالفت آج کے جاہل پیروں کی عادت ہوگئی ہے	۱۲۹
☆ شریعت اسلامیہ کا مطلقاً انکار کرنے والے پیر مسلمان نہیں ہیں۔	۱۳۰
☆ آج کے بعض نا اہل پیر غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لئے انکی بولیاں بولنے لگے ہیں، انہیں بغیر مسلمان کئے مرید بھی کر لیتے ہیں۔	۱۳۰
☆ راقم وارثی کانپوری کی کافرانہ باتیں اور غیر اسلامی بکواسیں	۱۳۰
☆ کچھ پیر ہندو باباؤں کی طرح گیروئے کپڑے پہنتے ہیں اور بالکل سادھو معلوم ہوتے ہیں۔	۱۳۲
☆ کچھ مکنپوریوں کی غیر اسلامی باتیں	۱۳۵

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
☆ پیری مریدی کے جھگڑوں میں لوگوں کو نہیں پڑنا چاہیے	۱۴۰
☆ پیر و ولی خدا و رسول تک پہونچانے کا وسیلہ ہیں معاذ اللہ وہ خدا اور سول نہیں ہیں۔	۱۴۳
☆ ایک جگہ کا واقعہ ایک پیر کے آنے پر مریدوں نے نماز توڑ دی۔	۱۴۴
☆ ایک جگہ ایک پیر نے بے وضو نماز پڑھادی اور مرید کہنے لگے وہ تو میاں ہیں انکا کبھی وضو نہیں ٹوٹتا۔	۱۴۴
☆ ایک بزرگ اللہ کا ذکر فرماتے تھے تو لوگوں نے انہیں اللہ میاں ہی کہنا شروع کر دیا۔	۱۴۵
☆ بعض خانقاہوں میں ناچ رنگ، مزامیر و قوالی کا ذکر	۱۴۶
☆ نا اہل پیروں سے قوم کو بچانے کی تدبیر	۱۴۷

مضمون	صفحہ نمبر
☆ شریعت اسلامیہ کا انکار کرنے والوں کو اعلیٰحضرت نے کافر لکھا ہے۔	۱۴۸
وہابیوں اور مخالف شرع پیروں کے درمیان مذہب اہلسنت	۱۴۸
☆ مذہب اہلسنت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کا نام ہے۔	۱۴۹
☆ گمراہ پیر اور وہابی کبھی کبھی ایک ہی صف میں اہلسنت کے مقابل نظر آتے ہیں۔	۱۵۰
☆ مذہب اہلسنت کی صحیح ترجمانی اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے چند فتاویٰ	۱۵۲
☆ دُعا اور استغاثے و استمداد میں فرق	۱۵۴
☆ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے دعا مانگنا امت میں مروج اور معمول	

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
ہے وہاں اس کو چھوڑ کر کسی اور کا ذکر یا بزرگوں سے استغاثہ اور استمداد مناسب نہیں۔	۱۵۵
☆"یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے" کا مفہوم اور حدیثوں سے اس کے جائز ہونے کا ثبوت	۱۵۶
☆آج کے حالات کے پیش نظر زیادہ بہتر یہ ہے کہ براہ راست بزرگوں کو پکارنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور بزرگوں کے نام کو وسیلہ بنایا جائے	۱۵۹
☆اللہ کے ذکر کی فضیلت میں چند احادیث	۱۶۰
☆اللہ والوں کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اس بات کا کیا مطلب ہے	۱۶۱
☆توحید خداوندی اور اعلیٰحضرت کے کچھ اشعار	۱۶۴
☆استغاثے اور استمداد کی حقیقت	۱۶۵
☆مذہب اہلسنت ایک نظر میں	۱۶۷
اشخاص پرستی اور اعمال پرستی کے درمیان	۱۷۰
☆اشخاص پرستی اور اعمال پرستی کا مطلب ومفہوم	۱۷۱
بڑھتے ہوئے عرس ومزار	۱۷۲
☆بزرگوں کے مزار بنانا اور انکے عرس کرنا جائز ہے لیکن آج اس معاملے میں لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اس سب کی تفصیل	۱۷۲
☆حضور مفتئ اعظم ہند نے حضرت جیلانی میاں کے عرس کی اجازت نہیں دی تھی۔	۱۷۴
☆اعلیٰحضرت اپنے والد اور دادا کا عرس اہتمام کے ساتھ نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ لوگ اولیاء کرام سے تھے	۱۷۵

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
☆ صرف خواب کی بنیاد پر مزار بنانا ناجائز ہے۔	۱۷۸
☆ مزارات سے متعلق غلط پروپیگنڈے	۱۷۹
☆ کیا اسلام صرف درگاہوں کی حاضری کا نام ہے؟	۱۸۰
مزارات کو چومنے چھونے کا مسئلہ	۱۸۴
مزارات پر چادر چڑھانے کا مسئلہ	۱۸۷
ایک بھول	۱۷۹
امید اور خوف کے درمیان	۱۹۱
☆ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا رہے چاہے کتنا ہی نیک و پرہیزگار ہو۔	۱۹۱
☆ اس بارے میں حضرت شیخ سعدی کے دو اشعار	۱۹۲
☆ اعلیٰحضرت بریلوی اور خدا کا	
خوف	۱۹۴
☆ پیروں اور مولویوں کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو ڈراتے بھی رہیں اور انہیں ناامید بھی نہ ہونے دیں	۱۹۴
☆ عذاب الٰہی سے بے خوف کردینے والے یا اس کی رحمت سے بالکل ناامید کردینے والے مولوی اور پیر شیطان کا کام کررہے ہیں۔	۱۹۵
☆ آجکل کے مقررین کے بارے میں حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب کی رائے	۱۹۵
☆ خوف امید کے تعلق سے آیات قرآنیہ اور احادیث مصطفیٰ	۱۹۶
عورت کے بارے میں اسلام کا درمیانی نظریہ	۱۹۸
☆ اسلام کے علاوہ دنیا کی اکثر تہذیبوں میں عورت کو جانوروں کی	

Scanned by CamScanner

مضمون	صفحہ نمبر
طرح ذلیل قرار دیا	۱۹۹
☆ آج کی نئی تہذیب میں عورت کو ہر اعتبار سے مردوں کے برابر لایا جارہا ہے	۲۰۰
☆ اسلام کا اس بارے میں درمیانی نظریہ نہ عورت جانوروں کی طرح ذلیل ہے اور مرد کے بالکل برابر	۲۰۱
☆ گھر میں محبت بیوی کو ملے اور حکومت شوہر کو	۲۰۱
☆ عورت کی بالا دستی کی وجہ سے معاشرے میں کس کس طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں	۲۰۲
☆ کسی بھی نظام اور حکومت کو چلانے کے لئے سپر پاور ایک ہی ہونا چاہیے	۲۰۳
☆ عورت گھر میں شوہر کی نائب اسسٹینٹ ہے اس کی نوکرانی	

مضمون	صفحہ نمبر
باندی یا داسی نہیں ہے	۲۰۷
☆ اسلام میں عورت کے مقام کے متعلق ایک حدیث رسول	۲۰۷
☆ عورت نہ سر پر بیٹھانے کے لئے	۲۰۹
ہے نہ پیر سے ٹھکرانے کے لئے بلکہ دل سے محبت کے لئے ہے اور دل کی جگہ درمیان میں ہے نا بالکل اوپر نہ بالکل نیچے	۲۰۸
عورتوں کے خاص دنوں سے متعلق درمیانی اسلام کی روش	۲۱۱
عبادت و ریاضت کے معاملے میں میانہ روی	۲۱۲
☆ اس بارے میں آیات واحادیث	۲۱۴

اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟

ساری تعریفیں اللہ جل جلالہ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے سب کو پیدا کرنے والا صرف وہی ہے اور زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے جس کو جو چاہے عطا فرمائے اور جس سے جب چاہے جو چاہے چھین لے جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کردے ساری بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے وہ جو چاہے کرے اس کا ذکر دلوں کا چین اور اس کی یاد دماغوں کا سکون ہے مخلوق میں کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کر سکے اور اس کی شان کما حقہ بیان کر سکے۔

بے شمار، انگنت درود وسلام اور اللہ جل جلالہ کی رحمتیں نازل ہوں اس نورانی پیکر پر کہ خدائے تعالیٰ نے کائنات میں جس کو جو کچھ دیا سب انہیں کے ذریعے صدقے اور وسیلے سے دیا اور مخلوق پر اپنی ہر نعمت واحسان کو انکی نچھاور بنا دیا۔ ان کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے کروڑوں اربوں عاشقوں کے دل میں اس کی تحریر موجود ہے۔ یہی وہ نام ہے جو ایمان والوں کے کلیجوں کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور ہے۔ یہ نام خود اللہ جل جلالہ کو اتنا پسند ہے کہ جو اس نام کو جپتا رہے وہ بھی اس کا محبوب ہے اور جو ان پر درود بھیجے اس سے وہ راضی ہے۔

اور ان کے آل واصحاب پر جو ڈوبتے ہوئے لوگوں کو پار لگانے والے ہیں اور کالی اندھیری راتوں میں روشنیوں کے چراغ ہیں ان سے محبت اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت ہے۔

بھائیو! انسان کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ وہ دنیا میں اس طرح زندگی گذارے کہ جس سے اس کا پیدا کرنے والا پروردگار راضی ہو اور اس راستے پر چلے جس پر چلکر اسے جنت مل سکتی ہو۔ قبر کا تھوڑی دیر کا عذاب اور جہنم کی تھوڑی دیر کی تکلیف دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبتوں، تکلیفوں اور سزاؤں سے بڑھ کر ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کی سب سے زیادہ معظم سورۃ ''الحمد شریف'' میں یہ دعا کرنے کی تعلیم دی :

اِهْدِ نَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔

بھائیو! موٹی سی بات ہے جب مرنا ہے تو مرنے کے بعد کی بھی سوچنا ہے اسی لئے خدائے رحیم وکریم نے رسولوں اور نبیوں کو بھیجا تا کہ انکے ذریعے سے انھیں وہ راستہ بتائے جس پر چل کر وہ مرنے کے بعد نجات اور چھٹکارا حاصل کرسکیں اور مسلم تو مسلم سوجھ بوجھ رکھنے والے غیر مسلم تک اس بات کو جانتے ہیں کہ دنیا میں زندگی گذارنے اور آخرت کو سنوارنے کا سیدھا سچا اور کامیاب راستہ ''اسلام'' ہی ہے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے آخری نبی ختم الرسل دانائے سبل سید الکل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی آپکی اتباع و پیروی کا نام ہے۔ مگر افسوس اسلام کا نام لینے والوں اور خود کو مسلمان کہنے والوں میں کافی لوگ ایسے ہوئے اور ہیں کہ جن کے پاس اسلام کا صرف نام ٹائٹل اور عنوان ہے انکے نظریات، خیالات، عقائد ومُسلّمات پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے ایک دم مخالف ومتضاد ہیں۔ اس کی نشاندہی اس غیب کی خبر رکھنے والے رسول نے خود فرمادی تھی اور واضح اشارہ فرمادیا تھا۔ فرماتے ہیں :

Scanned by CamScanner

عنقریب ایسا زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائیگا اور قرآن کا خوبصورتی اور اچھی آواز سے پڑھنا رہ جائیگا انکی مسجدیں آباد نظر آئینگی مگر حقیقت میں ہدایت وعبادت سے خالی ہونگی انکے مولوی سب سے زیادہ غلط لوگ ہونگے۔ **مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، صفحہ ۳۸**

اور فرماتے ہیں :

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں سوائے ایک کے سب جہنم میں جائینگے۔ پوچھا گیا جو جہنم میں نہیں جائینگے وہ کونسا گروہ ہے، ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے اصحاب کے راستہ کو اپنائینگے۔

مشکوٰۃ ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، صفحہ ۳۰

قریب قیامت ایسے کم عقل نوعمر لوگ آئینگے جو باتیں تو سب سے زیادہ اچھی کرینگے، نماز روزے کے اتنے پابند ہونگے کہ تم خیال کروگے کہ ہم انکے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں، خوب رو رو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں گے لیکن یہ ایمان وقرآن انکے گلوں سے نیچے نہیں اتریگا، وہ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہونگے جیسے تیر شکار سے صاف نکل جاتا ہے، تم انہیں جہاں پاؤ قتل کردینا، انہیں قتل کرنے والے کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

بخاری جلد ۲، باب قتال الخوارج صفحہ ۱۰۲۴

اس قسم کی سیکڑوں احادیث اور پیشن گوئیاں پیغمبر اسلام ﷺ سے مروی ہیں۔ ان سب کو لکھنے سے مضمون طویل ہونے کا خطرہ ہے۔ خود قرآن کریم میں بھی جگہ جگہ اس بات کی وضاحت وصراحت موجود ہے کہیں فرمایا گیا "اس کتاب کو پڑھ کر کچھ لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور کچھ ہدایت پاتے ہیں۔" کہیں فرمایا گیا "کچھ

لوگ کہتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لائے مگر وہ مسلمان نہیں ہیں۔" کہیں فرمایا گیا "بہانے مت بناؤ تم اسلام لا کر بھی کافر ہو۔"

گویا کہ یہ بات یقینی ہے کہ ہر اسلام کا نام لینے والا اور خود کو مسلمان کہنے والا مسلمان نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جسے خدا اور رسول کو راضی کرنا ہے، مرنے کے بعد کی فکر ہے، جنت کی آرزو ہے۔ دوزخ کا خوف ہے اس کے لئے ہر ضرورت سے زیادہ ضروری اسلام کے صحیح راستے کو تلاش کرنا ہے اور ان فرقوں، گروہوں اور جماعتوں سے بچنا ہے جن کے پاس اسلام کا صرف نام ہے اور انکے خیالات ونظریات غیر اسلامی ہیں۔ یہ کتاب انہیں لوگوں کے لئے لکھی جا رہی ہے جو اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے، حساب وکتاب ہونا ہے، جنت یا دوزخ میں جانا ہے۔

آج انسان دنیا کی کوئی چیز خریدتا ہے تو اس کو خوب دیکھتا، بھالتا، جانچتا، پرکھتا ہے۔ اگر اپنا دماغ کام نہ کرے تو دوسروں کو دکھاتا ہے، ان سے مشورہ کرتا ہے، کئی کئی دن سوچنے، سمجھنے میں لگا دیتا ہے، مگر افسوس دنیا کی چیزوں کو خوب جانچ پرکھ کر لینے والے یہی لوگ مذہب کے معاملے میں اتنے لاپرواہ ہو گئے ہیں کہ انہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ ہم کس کے پیچھے چل رہے ہیں اور کونسے عقائد وخیالات پر قائم ہیں؟ انہیں مذہبی معاملات میں کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کی فرصت نہیں کتابیں پڑھنے کا انکے پاس وقت نہیں۔ ٹھنڈے دل سے سوچنے اور ذہن پر زور دینے کا انہیں ہوش ہی نہیں۔ بہت سے وہ ہیں جو یہ کہکر جان چھڑا لیتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ لیکن بھائیو یہاں تو یہ کہنے سے جان چھوٹ گئی لیکن قیامت کے دن یہ کہکر جان نہیں چھوٹے گی وہاں یہ ضرور کہا جائے گا کہ کیا تم کو

Scanned by CamScanner

ہم نے جو ذہن وفکر اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، عقل و دماغ کی نعمت دی تھی وہ سب دنیا کے دھندوں کے لئے دی تھی؟ دین کے لئے تمہارے پاس نہ فرصت تھی نہ دماغ؟ نہ عقل تھی نہ فراغ؟

حق و باطل کو پہچاننے اور غلط و صحیح کو جاننے کے لئے بزرگوں کے فیضان سے **اللہ تعالیٰ** نے کچھ باتیں میرے ذہن میں القا فرمائیں جنہیں عوام بھائیوں تک پہونچانا میں نے ضروری سمجھا۔ اور موت کا کچھ پتہ نہیں کب وقت آجائے لہٰذا جو کچھ خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب اور محبوب کے محبوبوں کے ذریعے ہم تک پہونچایا اسے دوسروں تک پہونچانے کے لئے یہ کتاب لکھنے بیٹھ گیا، پڑھئے، سمجھئے اور اگر آپ حق پر ہیں تو اپنے ایمان کو تازہ کیجئے اور اگر آپ حق کے متلاشی ہیں تو اسے حاصل کر لیجئے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

"درمیانی امت" نام رکھنے کی وجہ

اس کتاب کا نام "درمیانی امت" کیوں رکھا گیا؟ بات دراصل یہ ہے کہ اس امت یعنی امت محمدی ﷺ کو **اللہ تبارک وتعالیٰ** نے قرآن کریم میں **"اُمَّةِ وَسَطْ"** یعنی درمیانی امت سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے :

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ.

اور ایسے ہی ہم نے تم کو بنایا درمیانی امت (افضل امت) تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ **(پارہ ۲، رکوع ۱)**

"وَسَط" کے لغوی معنٰی اس جگہ کے ہیں جو درمیان اور بیچ میں ہو دونوں کناروں سے اس کی دوری بالکل برابر ہو اور چونکہ عموماً گڑبڑی، فساد و خرابی

کناروں اور اطراف میں آتی ہے، درمیان کی چیز غالباً محفوظ صحیح وسالم عمدہ و بہتر ہوتی ہے۔اس لئے علماء مفسرین نے اس کے معنی افضل اور بہترین امت لکھے۔

انسان کی عادتوں اور خصلتوں میں بھی عموماً درمیانی اور بیچ کی روش اچھی ہوتی ہے مثلاً کنجوس ہونا بھی ایک بری عادت ہے اور فضول خرچی بھی ایک خراب روش ہے اور ان دونوں کے بیچ کا راستہ جو سخاوت ہے وہ عمدہ اور اچھی عادت ہے۔ جوشیلا اور جذباتی ہونا بھی مذموم ہے اور بزدل اور کم ہمت ہونا بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا لیکن ان دونوں کے درمیان کا طریقہ جو شجاعت اور بہادری ہے دنیا اس کی تعریف کرتی ہے۔قد وقامت میں بہت زیادہ لمبا انسان بھی اچھا نہیں لگتا اور ناٹا اور بونا ہونا بھی عیب مانا جاتا ہے۔ بہت زیادہ موٹے انسان کو دیکھ کر لوگ ہنستے ہیں اور زیادہ دبلے پتلے سوکھے ہوئے کو بھی گری نظروں سے دیکھتے ہیں۔انسان کی عمر میں جوانی جو بڑھاپے اور بچپنے کے درمیان کی عمر ہے کون نہیں جانتا کہ وہی مقصد زندگی اور حاصل حیات ہے اور کھانے پینے سونے اور زندگی سے لطف اندوز ہونے کا وہی زمانہ ہے۔سوکھے اور قحط سالی سے بھی بربادی آتی ہے اور بارش کی بہت زیادتی بھی سیلاب کی شکل میں تباہی لاتی ہے۔ بہت زیادہ گرمی سے بھی انسان کی طبیعت گھبراتی ہے اور ناقابل برداشت سردی بھی اسے بے چین کردیتی ہے۔غرض یہ کہ عادات وشمائل ہوں یا امور معاشرہ عموماً درمیان میں ہونا ہی افضل و بہتر و پسندیدہ ہے۔

''اُمۃ وسط'' کے معنی میں مفسرین کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پچھلی امتیں غلو اور تقصیر میں مبتلا ہوئیں۔''غلو'' کے معنی ہیں تعریف میں حد سے آگے بڑھ جانا اور ''تقصیر'' کے معنی ہیں مرتبے کو گھٹانا اور توہین وتذلیل کرنا مثلاً حضرت

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملے میں نصاریٰ یعنی عیسائی غلو کر بیٹھے اور انہیں خدائے تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اور بعض نے انہیں خدا ہی مان لیا اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم کو زانیہ اور بدکار قرار دے کر جنابِ عیسیٰ کو ولد الزنا کہہ ڈالا **نعوذ باللہ من شر الاقوال** اور اسلامی نقطۂ نظر سے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے نہ کسی زانیہ کے بچے بلکہ خدا لئے تعالیٰ کے برگزیدہ بندے صاحب عظمت وجلال پیغمبر نبی اور رسول ہیں۔

احکام ومسائل کے معاملے میں بھی شریعت اسلامیہ ایک درمیانی راستہ ہے۔ جس کی تفصیل کی میں یہاں ضرورت نہیں جانتا۔

ایک حدیث میں پیغمبر اسلام ﷺ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ بیچ کا اور درمیانی راستہ ہی سیدھا اور سچا راستہ ہے اور جو اِدھر اُدھر ہیں وہ سب ٹیڑھے اور گمراہی کے راستے ہیں۔

حدیث : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اس کے بعد اس کے دائیں اور بائیں خط کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۳۰)

اور واقعی حقیقت یہی ہے کہ ایک نکتے سے جب ایک سیدھا خط (لائن) کھینچ دیا جائے پھر اسی نکتے سے داہنے اور بائیں جو خطوط یعنی لائنیں کھینچی جائینگی وہ سب ٹیڑھی ہونگی اور درمیان میں نہ چل کر ادھر ادھر کو بھاگیں گی۔ ذیل کے نقشے سے بھی اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے :

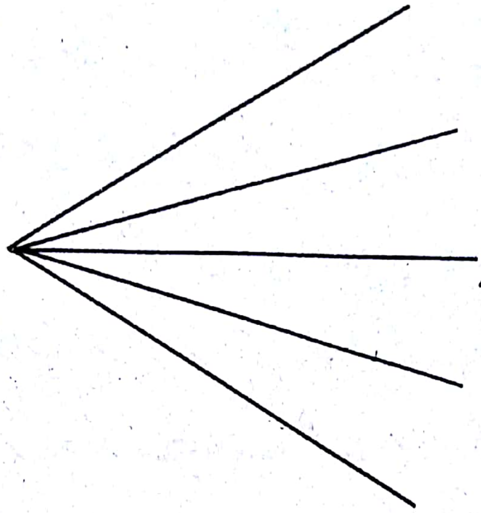

اس نقشے سے ظاہر ہے کہ سیدھا اور درمیان کا راستہ صرف ایک ہے اور اس کے داہنے بائیں جو راستے ہیں وہ سب ٹیڑھے ہیں یعنی اِدھر اُدھر کو بھاگنے والے ہیں اور یہ سب گمراہی کے راستے ہیں۔

اور یہ ایک ایمانی لطیفہ ہے کہ جس طرح امت مسلمہ کو خدائے تعالیٰ نے قرآن کریم میں درمیانی امت فرمایا تو امت میں فرقے اور گروہ ہو جانے کے بعد بھی اہل حق وصداقت کو آج تک درمیان ہی میں رکھا یعنی جس طرح اسلام مذاہب باطلہ کے درمیان غلو و تقصیر سے پاک بیچ کا سیدھا راستہ ہے ایسے ہی اسلام کے نام لیوا باطل اور جھوٹے فرقوں میں عقائد و نظریات کے اعتبار سے فرقۂ ناجیہ اہلسنّت والجماعت ہمیشہ سے درمیان ہی رہا ہے اور آج بھی ہے۔

پیش نظر اوراق جو ایک کتابچے کی شکل میں بنام ''درمیانی امت'' آپ کے ہاتھوں میں ہیں ان میں اسی اجمال کی قدرے تفصیل، اسی راز کا انکشاف ملاحظہ فرمائیں گے اور یقیناً اہل ایمان کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ فرمان الٰہی کے مطابق آج تک وہ درمیان ہی میں چلے آرہے ہیں۔

کتابیں لکھنے کے معاملے میں فقیر کا اب تک کا جو معمول اور طریقۂ کار

Scanned by CamScanner

ہے کہ میں عام طور سے بولی جانے والی زبان یعنی عام بول چال میں اپنے دل کی بات دوسروں تک پہونچانے کا عادی ہوں وہی یہاں بھی رہے گا یعنی بجائے اپنی قابلیت دکھانے کے عوام بھائیوں کو فیض پہونچانے کی کوشش کی جائے اور قابل آدمی میں ہوں بھی نہیں۔ تقریروں کی زیادتی، جلسوں میں شرکت کی کثرت نے ایک عام آدمی بنا کر رکھ دیا ہے۔ کم پڑھا لکھا تو پہلے ہی تھا اب بے پڑھا لکھا ہو چکا ہوں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ کہیں کتاب میں کوئی کمی یا غلطی پائیں تو بجائے مجھ پر ملامت کرنے کے بذریعہ خط و کتابت آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو دور کیا جاسکے۔ اب آپ کتاب کا مطالعہ کیجئے اور ملاحظہ فرمائے کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے آج تک اہل حق کو درمیان میں رکھا ہے۔

تطہیر احمد رضوی بریلوی

مقام و پوسٹ دھونرہ

ضلع بریلی، پن : 243204

PH: 0581-3252466, MOB. 9319295813

نوٹ:

یہ کتاب ہندی میں شائع ہوگئی ہے۔ ہمارے دیئے ہوئے پتوں سے حاصل کریں۔

Scanned by CamScanner

قدریہ اور جبریہ فرقوں کے درمیان

پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تاریخ اسلام کے اس ابتدائی دور میں جن گمراہ فرقوں نے جنم لیا ان میں ''قدریہ'' اور ''جبریہ'' دو مشہور فرقے ہیں یہ دونوں راہ حق یعنی سیدھے اور سچے راستے سے ہٹے اور اِدھر اُدھر کو بھکے اور مسلمان کہلا کر بھی کافروں کے عقائد اختیار کئے ان دونوں کے خیالات ایک دم ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں۔ ذیل میں ہم ان دونوں کے گمراہ کن خیالات کا مختصر انداز میں جائزہ لیں گے اور پھر فرقۂ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے عقائد اس سلسلے میں بیان کریں گے جنھیں پڑھکر آپ پر خوب واضح ہو جائیگا کہ اہل حق درمیان میں ہیں اور سیدھے سچے اور بیچ کے راستے پر ہیں۔

قدریہ

یہ فرقہ صحابہ کرام کے زمانے ہی میں وجود میں آچکا تھا یہاں تک کہ ان کا ذکر بڑے واضح اور صاف انداز میں حدیث کی مشہور کتاب صحیح مسلم کی ایک حدیث کے اندر ہے جس کو ابھی ہم چند سطر کے بعد بیان کریں گے۔

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ انسان خود ہی اپنے افعال کا خالق ہے جب وہ کچھ کرتا ہے تبھی وہ کام وجود میں آتا ہے تقدیر کوئی چیز نہیں ہے یعنی پہلے سے کچھ لکھا ہوا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی کسی کام کا علم تبھی ہوتا ہے جب انسان اسے کرتا ہے۔ صدور و وجود سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے بھی علم میں نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ ان کے نزدیک انسان پوری طرح مالک ومختار اور قادر ہے۔

Scanned by CamScanner

اس کا ارادہ ہی سب کچھ ہے پہلے سے لکھا ہونا یعنی تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔

اس فرقے کا بانی بصرے کا رہنے والا ایک شخص تھا جس کا نام ''مَعْبَدْ جُھنی'' تھا سب سے پہلے اسی شخص نے تقدیر کا انکار کیا صحیح مسلم میں ہے۔

حدیث : حضرت یحیٰ بن معمر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے تقدیر کا جس نے انکار کیا وہ ''معبد جھنی'' ہے یحیٰ کہتے ہیں کہ میں اور حُمید بن عبدالرحمٰن حج کے لئے مکہ معظّمہ گئے تو ہم نے کہا کہ اگر حضور کے صحابہ میں سے ہمیں کوئی ملا تو ہم اس سے تقدیر کے بارے میں معلومات کریں گے۔ اتفاق سے ہمیں حضرت عبد اللہ بن عمر مل گئے جو مسجد شریف میں داخل ہو رہے تھے تو ہم دونوں ان کے داہنے اور بائیں ہو لئے۔ یحیٰ کہتے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ حمید خود بات نہ کر کے مجھ سے ہی بات کرائیں گے لہٰذا میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں۔ علم دین حاصل کرتے ہیں اور بھی کچھ انکی تعریف کر کے میں نے کہا کہ وہ لوگ خیال کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ'' تقدیر کوئی چیز نہیں ہے (یعنی پہلے سے لکھا ہوا کچھ نہیں ہے) انسان کا کرنا ہی سب کچھ ہے اور وہ اپنے کاموں کا خود ہی خالق ہے۔''

یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں سے ملاقات کرو تو میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ میرے نہیں میں ان کا نہیں پھر حضرت عبد اللہ بن عمر نے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ اگر کوئی شخص اُحُد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ خیرات قبول نہیں فرمائیگا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایک طویل حدیث رسول پاک

Scanned by CamScanner

ﷺ کا فرمان گرامی بیان فرمایا جس میں اچھی بری تقدیر کا عقیدہ رکھنا ایمان کے لئے ضروری فرمایا گیا ہے۔

صحیح مسلم جلد ۱، کتاب الایمان صفحہ ۲۷

اس حدیث سے جہاں فرقہ قدریہ کی اصل اور انکے باطل عقائد کا پتہ چلا وہیں یہ بھی معلوم ہوا جو لوگ گمراہ و بددین اور بدعقیدہ ہوں ان سے دوری اور نفرت بے حد ضروری ہے اور ان کا کوئی عمل بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں جب تک ان کا عقیدہ و خیال درست نہ ہو خواہ وہ کتنا ہی قرآن پڑھیں اور دیندار بن کر رہیں۔ ایسے بدعقیدہ نام کے مسلمانوں سے نفرت کرنا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا طریقہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ "قدریہ" ایک باطل فرقہ ہے جو تقدیر کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پہلے سے کچھ لکھا ہوا نہیں مقدر اور تقدیر کوئی چیز نہیں۔ جو ہوا اور جو ہوگا ان سب کا علم رکھنے والے پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے انکے بارے میں پہلے ہی سے فرما دیا تھا۔

قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت کو نہ جاؤ اگر وہ مریں تو انکے جنازے میں شریک نہ ہو۔

مشکوٰۃ باب الایمان بالقدرہ صفحہ ۲۲

تقدیر پر ایمان لانا اور ایمان رکھنا مسلمان کے لئے ضروری ہے اور تقدیر کا منکر یقیناً اسلام سے خارج ہے۔ اس پر ایمان رکھنے کی اہمیت کے پیش نظر کتب احادیث و عقائد میں علماء نے کتاب القدر اور باب الایمان بالقدر کے نام سے مستقل ابواب ذکر فرمائے ہیں اور سیکڑوں حدیثیں اس پر ایمان سے

Scanned by CamScanner

متعلق روایت کی گئی ہیں یعنی ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے یا انسان جو کچھ کرتا ہے اچھے کام ہوں یا برے کام سب پہلے سے لکھا ہوا ہے اور سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور اس کے علم میں سب پہلے سے ہے لیکن انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں اس کا اپنا ارادہ بھی شامل ہوتا ہے اور اسی ارادے اور کوشش کی وجہ سے وہ اچھے کام پر ثواب اور برے کام پر عذاب وسزا کا مستحق ہے۔ تقدیر کا مطلقاً انکار انسان کو خالق ماننا ہے اور قرآن کریم میں ہے **هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰه** یعنی اللہ کے علاوہ کوئی اور خالق نہیں۔ اس سب کی تفصیل ابھی آگے آتی ہے۔

جبریہ

یہ ایک دوسرا فرقہ ہے جو قدریوں کے بالکل مقابل وجود میں آیا اور انہوں نے بیچ کا راستہ اختیار نہ کر کے تقدیر کے معاملے میں انسان کو بالکل مجبور محض پیڑوں، پتھروں کی طرح قرار دیا یعنی انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں اس کا ارادہ کوئی چیز نہیں اور اس کی نیت کا کوئی دخل نہیں اور اس کو کسی قسم کی کوئی قدرت و طاقت حاصل نہیں، اس کو بالکل اختیار نہیں وہ تقدیر یعنی لکھے ہوئے کے آگے مٹی کے ڈھیلوں، پیڑوں، پتھروں کی طرح مجبور ہے یعنی جس طرح لکڑی پتھر اور ڈھیلے وغیرہ کی حرکات ہیں کہ ادھر سے ادھر جانے، نیچے اترنے اور اوپر چڑھنے میں ان چیزوں کا نہ اپنا ارادہ ہے نہ اختیار، نہ طاقت وقوت بلکہ جو انہیں جب جہاں چاہے لے جائے ایسے ہی انسان ہے۔ انکے نزدیک کسی انسان کا شراب پینا ایسا ہی ہے جیسے کسی لکڑی یا پتھر میں سوراخ کر کے شراب انکے اندر پہونچا دی گئی جس طرح لکڑی یا پتھر کے اپنے ارادے، خیال اور نیت کو دخل نہیں انسان بھی

Scanned by CamScanner

تقدیر کے آگے اسی طرح مجبور ہے یعنی اس کا ارادہ اور نیت کوئی چیز نہیں۔

اس فرقے کا یہ عقیدہ بھی اسلامی نقطۂ نظر سے بڑی گمراہی و بددینی ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ ظالم قرار دینا ہے کیونکہ انسان جب اچھے یا برے کام کرنے میں تقدیر کے آگے ایسا مجبور ہے کہ اس میں اس کا اپنا ارادہ اور نیت بھی شامل نہیں تو اس پر عذاب کرنا ظلم ہی کہا جائیگا حالانکہ قرآن کریم میں فرمان الٰہی ہے :

وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْد میں بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔

اور فرماتا ہے :

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْن (یہ عذاب) بدلہ ہے انکے کرتوتوں کا

اور فرماتا ہے :

مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

یعنی انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں تقدیر کے ساتھ ساتھ اس کا اپنا ارادہ بھی شامل ہے اور جو کام اس کے ارادے کی شمولیت سے وجود میں آتے ہیں انہیں پر عذاب دیا جائے گا، قدریہ اور جبریہ کے خیالات کو جو تفصیل سے جاننا چاہے وہ علم عقائد و کلام کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

ضروری نوٹ: اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے مثلاً کوئی حوالہ غلط لکھ گیا ہو، یا کسی قسم کی کمی نظر آئے تو بذریعہ خط و کتابت ہمیں مطلع کریں۔

اس بارے میں مذہب اہل سنت و الجماعت

اوپر کے بیان سے آپ پر ظاہر ہو گیا کہ دونوں باطل فرقے قدریہ اور جبریہ نے تقدیر کے معاملے میں سخت غلطی کی اور ایک نے تقدیر کا سرے سے انکار کر دیا اور انسان ہی کو اس کے افعال کا خالق اور مکمل طور پر قادر مان لیا جب کہ دوسرے نے انسان کو لکڑی، پتھر اور مٹی کے ڈھیلوں کی طرح بالکل مجبور قرار دے دیا، لیکن راہ حق جو اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث کے مطابق ہے وہ درمیانی راستہ ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ اس بارے میں یہ رہا ہے اور آج بھی ہے۔

انسان کوئی اچھا کام کرے یا برا، وہ اس کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا فرما دیتا ہے تو خالق اللہ ہی ہے اور وہ کام اگرچہ اللہ جل شانہ کے علم میں پہلے سے ہے لیکن اس کی تخلیق اور پیدائش انسان کے ارادہ کرنے کے بعد ہی وجود میں آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان نہ خدائے تعالیٰ کی طرح قادرِ مطلق اور خالق و موجد ہے (جیسا کہ قدریہ کا خیال ہے) اور نہ پیڑ، پتھر کی طرح پوری طرح مجبور بے ارادہ اور بے نیت اور بے عقل ہے (جیسا کہ جبریہ کا خیال ہے)

سیدھا راستہ درمیان میں ہے یعنی خالق و قادر مطلق اور موجد ہر شئے کا اللہ ہی ہے لیکن انسان کی کرنی میں چونکہ اس کا ارادہ بھی شامل ہے لہٰذا وہ جزا اور سزا کا مستحق ہے۔

Scanned by CamScanner

ظاہر ہے کہ انسان میں عقل اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے اور اچھے برے کو نفع ونقصان کو سمجھنے کی صلاحیت اس کو عطا فرمائی ہے اور پیغمبروں کو بھیج کر اس کی عقل کی رہنمائی فرمائی ہے اور پیڑ، پودھوں کو لکڑی اور پتھروں کو یہ نعمت نہیں دی گئی ہے لہٰذا اس کی اور انکی حرکات وسکنات اور افعال میں فرق کرنا ہوگا۔ اگر کسی انسان کے سر پر پہاڑ سے پتھر یا پیڑ سے ٹہنا ٹوٹ کر گر جائے اور وہ کچل کر مر جائے تو اس پہاڑ یا درخت کو کوئی دنیا کا کورٹ سزا نہیں دیتا اور اسی پتھر یا ٹہنے کو کوئی انسان کسی کے سر پر گرادے تو وہ لائق سزا قرار دیا جائے، آخر کیوں؟

بات یہی ہے کہ انسان کے کام اس کے ارادے، نیت، خیال اور چاہنے کے بعد ہی بارادہ الٰہی وجود میں آتے ہیں اور پیڑ، پودھوں، پتھروں میں ارادہ کرنے اور چاہنے کا کوئی مطلب ہی نہیں۔

بلکہ انسان سے بھی کبھی کبھی بے ارادہ حرکات وافعال کا صدور ہوتا ہے مثلاً کسی انسان کو رعشہ یعنی ہاتھ یا سر میں کپکپانے اور ہلنے کی بیماری ہو اور اس کا ہاتھ یا سر خود بخود ہلتا رہتا ہو اور ایک شخص قصداً اپنا ہاتھ یا سر ہلائے تو اس رعشہ کے بیمار اور اس تندرست کی حرکات میں فرق ضروری ہے۔ یہاں تک کہ انسان سے بھی اگر کوئی غلط کام اس کے ارادے اور چاہے بغیر وجود میں آجائے تو اس پر اس کی پکڑ نہیں مثلاً ایک وہ عورت کہ جس کو چند لوگ زبردستی پکڑ کر اور اس کو ننگا کر کے اس کے ساتھ زنا کریں اور ایک وہ جو براضی وخوشی بدکاری کرائے، ایک وہ شخص جس کو چند لوگ دبوچ کر کسی طرح اسکے پیٹ میں شراب پہونچا دیں اور وہ اس کو ناپسند کرتا ہے اور ایک وہ جو شراب کی دوکان پر خود جائے اور خریدے اور پئے۔ تو جس عورت کے ساتھ زبردستی مجبور کر کے زنا کیا گیا اور جس کے پیٹ

Scanned by CamScanner

میں مجبور کر کے شراب پہونچا دی گئی ان پر کوئی گنہ اور پکڑ نہیں کیونکہ اس میں انکے ارادے اور چاہنے کو دخل نہیں تو گناہ وعذاب تبھی ہے جب کہ انسان کا ارادہ اس فعل میں شامل ہو یہاں تک کہ اس قسم کے صدہا مسائل کو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے اسلامی حدیث وفقہ کی کتابوں میں ''باب الاکراہ'' کے نام سے مستقل ایک عنوان باندھا گیا ہے یعنی ''مجبور کرنے کا بیان''۔ صحیح بخاری جلد۲ میں اسی عنوان کے تحت ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ایک لڑکی کے ساتھ جبراً زنا کیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مرد کو سزا دی لیکن اس لڑکی کو سزا نہیں دی۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے علی جب کسی (اجنبی عورت کے چہرے یا بدن) پر تمہاری ایک نظر پڑ جائے تو دوسری نظر اس پر مت ڈالو، پہلی نظر میں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں اور دوسری تمہارے لئے جائز نہیں۔

مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ صفحہ ۲۶۹

ظاہر ہے کہ پہلی نظر اسی لئے معاف ہے کہ اس میں انسان کے قصد و ارادے اور نیت کو دخل نہیں ہوتا اور یہ وہ نظر ہے جو اچانک کسی عورت کے چہرے پر پڑ جاتی ہے۔ تو یہ بات واضح ہے کہ انسان غلط کام کرنے میں تبھی گنہگار اور عذاب کا سزاوار ہے جب کہ اس میں اس کا ارادہ شامل ہو اور جب اس کا اپنا ارادہ شامل ہے تو اس کو سزا ملنا اور اس پر عذاب ہونا ہی چاہئے اور کسی بھی ایمان و عقل والے کو اس میں شک نہیں ہونا چاہئے۔ اسی مسئلے کو جو شخص اور بھی زیادہ تفصیل تحقیق کے ساتھ دلائل کی روشنی میں سمجھنا چاہے وہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ

Scanned by CamScanner

احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرے، بڑے انوکھے، نرالے لاجواب طریقے سے مثالوں اور دلیلوں کی روشنی میں انہوں نے اس مسئلے کو سمجھایا ہے اور خاص اس بارے میں دو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں :

۱. التحبیر بباب التدبیر

۲. ثلج الصدر لایمان القدر

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ تقدیر کا مسئلہ ایک نہایت نازک مسئلہ ہے یہاں تک کہ اس سے متعلق بحث و مباحثہ کرنے سے حدیث پاک میں منع فرمایا گیا ہے اور پیغمبر اسلام سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ بلا ضرورت عوام کے سامنے اس بحث کو وہی لوگ چھیڑتے ہیں جو گمراہ ہوتے ہیں اور شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس کے اشارے پر دوسروں کو بھی پھانسنا چاہتے ہیں۔

اس موقع پر اپنے بھائیوں کی رہنمائی کے لئے میں ایک خاص بات بتا دوں کہ تقدیر کا مسئلہ ہو یا کوئی اور اسلامی، قرآنی، ایمانی بات اگر آپ کا دماغ اس کو قبول نہ کرے اور شیطان آپ کو شک و شبہ میں ڈالے تو اس کے شر سے بچنے اور ایمان سلامت رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ آپ یہ دیکھئے کہ ہمارا ایمان، ہماری عقل، سمجھ بوجھ اور دماغ و فکر پر نہیں ہے ہمارا ایمان تو اللہ و رسول پر ہے۔

جو بات اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ نے فرمائی اور قرآن و حدیث میں آئی وہ بالکل حق ہے خواہ ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے ہمارا دماغ اسے قبول کرے یا نہ کرے ہمارے ذہن میں سمائے یا نہ سمائے۔ عقل دھوکہ کھا سکتی ہے دماغ غلط سوچ سکتا ہے ذہن و فکر میں کچھ کا کچھ آ سکتا ہے لیکن اللہ و رسول کا

فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ انسانی عقل دھوکہ کھاتی ہے۔ ایک ہی مرض کے بارے میں ایک ڈاکٹر کچھ کہتا ہے تو دوسرا کچھ اور، بسا اوقات انسان اپنے نفع کے لئے کوئی کام کرتا ہے اور اس میں اسے نقصان ہو جاتا ہے فائدے کے لئے کرتا ہے اور گھاٹا ہو جاتا ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے ہی لوگ پڑھے لکھے ہوشیار چالاک سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں لیکن نہایت تنگدست روٹی روزی کو پریشان ہیں اور کتنے ہی وہ ہیں کہ بالکل بھولے بھالے سیدھے سادھے ہیں اور بے پڑھے لکھے عقل کے کمزور ہیں لیکن عزت و دولت والے ہیں اور پرسکون زندگی گذار رہے ہیں۔

غرضکہ انسانی عقل کا کچھ بھروسہ نہیں کچھ کا کچھ سمجھتے اسے دیر نہیں لگتی اس پر اعتقاد رکھنا اور ہر مذہبی بات کو اس کی کسوٹی پر کس کر دیکھنا بڑی بھول ہے۔

بھائیو! ایمان کا مرتبہ عقل و فکر سے بہت بلند ہے اور اللہ و رسول کا کلمہ ہر کلمے سے اونچا ہے۔ انکی بات ہر بات سے بالا ہے ہماری سمجھ میں تو جب شریعت کی کوئی بات نہیں آتی اور عقل اسے قبول نہیں کرتی تو ہم تو عقل کو ایک طرف رکھتے اور اس کو غلط سمجھتے اور فرمان خدا اور رسول کو سینے سے لگاتے اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر نہ کہ اپنی عقل و دماغ و فکر پر۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِک.

جو لوگ مسلمان ہو کر کسی بھی بات کو تبھی ماننے کو تیار ہوتے ہیں جب وہ انکی عقل میں آ جائے وہ یا تو گمراہ ہو چکے ہیں یا عنقریب ہونے والے ہیں ایسوں کا خاتمہ ایمان پر ہونا بڑا مشکل ہے۔ اور وہ ایسا ہی ہے کہ گویا انہوں نے سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کو رسول ماننے کے بجائے اپنی عقل کو رسول مان لیا ہے اور اسی کا کلمہ پڑھ رکھا ہے۔

Scanned by CamScanner

ولا حول ولا قوۃ الا باالله

اور یہ مرض یونیورسٹیوں، کالجوں کے تعلیم یافتہ لوگوں میں عام ہوتا جارہا ہے ان میں سے بہت سے وہ ہیں کہ نہ تو وہ دینی اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ہی باصلاحیت علماء سے رابطہ کرتے ہیں بس کوئی بات انکی سمجھ میں نہیں آتی تو مذہب اسلام پر اعتراض کرنا شروع کردیتے ہیں۔ اپنی کھوٹی سمجھ پر یقین رکھے ہوئے ہیں اور انگریزی اور سائنس پڑھ کر خود کو عالم دین بلکہ مجتہد خیال کیے ہوئے ہیں۔

کیا نہیں دیکھتے کہ گورمنٹ اور حکومت کی بہت سی باتیں فیصلے اور قانون عام آدمی کی سمجھ میں نہیں آتے اور وہ گورمنٹ کو کوستا اور اس کو برا بھلا کہتا رہتا ہے اور اس کی حکمت جب اسے سمجھائی جائے تو اس کا دماغ صاف ہوجاتا ہے لیکن ہر قانون ہر فیصلے کی ہر حکمت ہر شخص کو نہ بتائی جاسکتی ہے نہ سمجھائی جاسکتی ہے۔ ایسے ہی دینی امور اور مذہبی معاملات اور اسلامی مسائل کی ہر حکمت اور ہر مصلحت ہم نہیں جان سکتے سوا اس کے کہ جو ہماری سمجھ میں آگئی یا ہمیں بتادی گئی تو اس کے بارے میں ہمیں یہی کہنا لازم وضروری ہے کہ وہ ہماری سمجھ سے ورا اور عقل سے بالا ہے لیکن بالکل حق ودرست، صحیح اور سچ ہے۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

بھائیو! عقل کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور اس کو جتنی صلاحیت، طاقت وقوت دی ہے وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور جب وہ اس کی مخلوق ہے اور وہ اس کا پیدا کرنے والا خالق تو خالق اپنی ہی مخلوق میں کیسے سما سکتا ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ذات اور ساری صفات اور اس کی ہر بات

آپ کی عقل میں آ جائے؟ اگر آپ کا ایسا ہی خیال ہے تو آپ سے بڑا کوئی نادان نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر کے مسئلے میں جبریہ اور قدریہ دونوں فرقے اِدھر اُدھر چلے اور حد سے آگے بڑھے، بیچ کا سیدھا راستہ چھوڑ کر داہنے بائیں کو بھاگے ایک نے انسان ہی کو اپنی حرکات وافعال کا خالق مان لیا ہے اور دوسرے نے اسے پتھروں کی طرح مجبور مان لیا، دونوں گمراہ ہوئے اور اہلسنت والجماعت نے دونوں کے درمیان راہ حق کو اختیار کیا کہ انسان نہ تو معاذ اللہ خدائے تعالیٰ کی طرح مختار، قادر وخالق ہے اور نہ ہی پیڑ، پتھر، لکڑی، ڈھیلوں، گھاس، پھوس اور پتوں کی طرح مجبور بلکہ حق درمیان میں ہے۔ اور بے شک ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے لیکن تدبیر کو بھی ایک خاص قسم کا دخل ہے۔ اور انسانی تدبیر کوئی لاشئی محض نہیں۔ اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ جیسا لکھا ہوا ہے انسان کو وہ کرنا ہی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جیسا وہ کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے وہ لکھ دیا ہے۔

اوپر کے بیان میں قدریہ اور جبریہ دونوں فرقوں کے عقائد اور اہلسنت والجماعت کے نظریات پڑھ کر آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ ''اُمَّۃِ وَسَط'' یعنی درمیانی امت فرمایا فرقہ بندی کے بعد بھی اہل حق کو عقائد و نظریات کے معاملے میں درمیان ہی میں رکھا۔

اب اخیر میں ان دونوں فرقوں کی گمراہی کے اظہار کے لئے ایک حدیث لکھ کر اس عنوان کو سمیٹ دیا جائے۔

حدیث : فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت کے دو گروہوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں مرجیہ (جبریہ) اور قدریہ مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۲۔

Scanned by CamScanner

رافضیوں اور خارجیوں کے درمیان

اسلام کے ابتدائی دور میں پیدا ہونے والے باطل فرقوں میں یہ رافضی اور خارجی دونوں فرقے بڑے مشہور ہیں۔ رافضیوں کو شیعہ اور خارجیوں کو ناصبی بھی کہتے ہیں، ان کا ایک نام حروریہ بھی ہے۔ تفصیل سے ان فرقوں کی تاریخ انکے مختلف گروہ انکے عقائد و دلائل اور انکی تردید جاننے کے لئے بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہاں تو ہم صرف مسلم بھائیوں کے لئے ایک جائزہ پیش کریں گے کہ یہ دونوں باطل و کاذب فرقے یعنی رافضی و خارجی درمیان کا راستہ جو حق و درست ہے اس کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کو بھاگے اور ان میں سے ایک دوسرے کے نظریات ایک دم متضاد ہوئے اور اہلسنت کو خدائے تعالیٰ نے درمیان میں ہی رکھا اور یہ دونوں اسلام کی حدوں کو پار کر گئے اور کفر کی گھاٹیوں مین جا گرے۔ ان دونوں فرقوں کی گمراہی کے بارے میں سرکار دو عالم پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا تھا اور انکی مکمل نشاندہی یوں فرمائی تھی :

حدیث : حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے۔ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ انکی ماں (حضرت مریم) پر تہمت لگائی اور عیسائیوں نے محبت کی تو انہیں انکے مرتبے سے آگے بڑھا دیا (انہیں خدا کا بیٹا یا تیسرا خدا مان لیا) حضرت علی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بارے

میں بھی دو قسم کے لوگ گمراہ ہونگے ایک محبت میں حد سے آگے بڑھنے والا جو تم کو تمہارے مرتبے سے آگے بڑھائیں گے اور دوسرے وہ جو تم سے دشمنی رکھیں گے اور اس دشمنی کی وجہ سے وہ تم پر بہتان لگائیں گے۔

مشکوٰۃ باب مناقب علی ابن طالب فصل ثالث صفحہ ۵۶۵

رافضیوں، خارجیوں کے عقائد کی معلومات رکھنے والے اہل ایمان جب حضرت علی مروی اس حدیث کو پڑھتے ہیں تو خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں کہ واقعی قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ ساری لکیریں پیغمبر اسلام نے کھینچ دی ہیں۔ اب ہم الگ الگ ان دونوں فرقوں کی مختصر تاریخ اور حالات و عقائد کی قدرے تفصیل بیان کریں گے جسے پڑھ کر خوب واضح ہو جائیگا کہ واقعی حدیث کے مفہوم کے مطابق ہوا اور یہ دونوں نام نہاد اسلامی فرقے اسلامی حدوں کو پھلانگ گئے اور ایک کو حضرت علی کی بے جا محبت اور دوسرے کو ان کی عداوت جہنم میں لے جائیگی۔

حسن سنی ہے پھر افراط و تفریط اُس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی
(اُستادِ زمن مولانا حسن بریلوی)

رافضی

انکا پرانا نام شیعہ ہے۔ شیعہ کے معنی پیروکار، طرفدار اور حمایتی کے ہیں چونکہ یہ لوگ حضرت سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے طرفدار، پیروکار اور حمایتی کہلاتے تھے اس لئے انہیں شروع میں شیعان علی اور پھر شیعہ کے نام سے جانا گیا۔ پھر حضرت مولائے کائنات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں یہ لوگ حد

Scanned by CamScanner

سے آگے بڑھے اور دیگر صحابۂ کرام خاصکر حضرات خلفائے ثلٰثہ یعنی سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے۔

رافضی کے معنی میدان جنگ میں اپنے امیر کو چھوڑ کر بھاگنے والے کے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت زید بن علی کو ان لوگوں نے اپنا امام و پیشوا مان لیا تھا اور انہیں اموی بادشاہ ہشام بن عبدالملک کے مقابلے پر کھڑا کر دیا اور پھر ان سے کہنے لگے کہ ابوبکر اور عمر سے بیزاری کا اعلان کیجئے ورنہ ہم آپ کو چھوڑ دینگے لیکن حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی شان میں گستاخی کرتا ہو اور پھر ایک حدیث بیان فرمائی۔

حدیث : مجھ سے میرے والد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی جو ہم تم سے محبت کا دعوٰی کریگی ان کا ایک برا لقب ہوگا جس سے وہ جانے جائینگے تو جب تم انہیں پاؤ تو قتل کر دینا، وہ مشرک ہیں۔

یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت زید نے فرمایا :

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الرَّافِضَةُ جاؤ تم ''رافضی'' یعنی ساتھ چھوڑنے والے ہو۔

تبھی سے انکا لقب رافضی ہو گیا اور بجائے شیعہ کے انکو رافضی ہی کہنا مناسب ہے۔ غنیۃ الطالبین میں بھی انکو رافضی کہنے کی وجہ یہی بتائی گئی ہے اور انکی اسی غداری کی وجہ سے حضرت زید کو اس اموی ظالم بادشاہ کے مقابل شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ ہشام نے آپ کو گرفتار کر کے سولی پر لٹکایا۔

Scanned by CamScanner

تاریخ ابن جریر طبری مترجم جلد ۷. صفحه ۲.۰۲۳
اور انہیں حضرت امام حسین کو پوتے حضرت امام زید ابن علی نے ان لوگوں کو مخاطب فرما کر یہ بھی کہا تھا

خارجیوں نے تو انھیں کو برا کہا جو ابو بکر وعمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان وعلی لیکن ابو بکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی ہمت وہ بھی نہ کر سکے لیکن اے رافضیو تم تو بہت آگے بڑھ گئے کہ ابو بکر وعمر کو بھی برا بھلا کہنے لگے تو قسم اللہ کی اب کون رہ گیا جس کو تم نے برا نہ کہہ دیا۔

ترجمہ عبارت:۔ الصواعق المحرقة ص ۵۳ مطوعه مکتبه مجیدیه ملتان
اور حضرت سیدنا امام حسین کے دوسرے پوتے حضرت سیدنا عمر بن علی رافضیوں کے بارے میں فرماتے تھے

ما هٰؤ لاءِ الا متاکلین بنا یہ لوگ ہمارے نام کا سہارا لیکر کھانے کمانے والے ہیں

الصواعق المحرقة بحواله دارقطنی ص۵٦
اور یہی غداری یہ لوگ امام حسین کے ساتھ کربلا میں کر چکے تھے۔انہیں بلا کر انکے دشمن کے ساتھ ہو گئے اور شہید کرادیا اور بعد شہادت رونے پیٹنے لگے، ماتم اور سینہ کوبی کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔
خزیمة اسدی کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں اس وقت داخل ہوا جب حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی وقار سیدنا امام حسین کی شہادت کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ کربلا سے گرفتار کر کے ظالم ابن زیاد کے پاس کوفہ لے جائے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ کوفے کی عورتیں

Scanned by CamScanner

گریبان پھاڑ پھاڑ کر رو رہی تھیں اور حضرت امام زین العابدین فرما رہے تھے :

يَا اَهْلَ الْكُوْفَة اِنَّكُمْ تَبْكُوْنَ عَلَيْنَا فَمَنْ قَتَلَنَا غَيْرُكُمْ

اے کوفے والوں تم ہم پر رو رہے ہو بتاؤ ہمیں تمہارے علاوہ اور کس نے قتل کیا ہے؟ **(مقدمه مختصر تحفه اثنا عشربه)**

اور اس قسم کا مفہوم ایک شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون جلد۲ ص ۵۹۶ پر بیان کیا ہے۔

رافضیوں کے بارے میں بالکل صاف الفاظ میں ایک اور حدیث امام بیہقی نے حضرت علی کی روایت سے نقل کی ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

يكو ن فى امتي قومٌ يسمون الرا فضة ير فضون الاسلام :

میری امت میں رافضی نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام سے بھاگے ہوئے ہوں گے

مواهب الدنيه جلد٣ صفحه ٥٧٢

خلاصہ یہ کہ رافضی یعنی شیعہ وہ فرقہ ہے جو حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور اہلبیت کی محبت کا دعویٰ کر کے نکلا اور پھر اس محبت میں غلو کر گیا یعنی حد سے آگے بڑھ گیا اور اسلامی دائرے سے باہر قدم رکھ دیا جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں عیسائی۔ یہاں تک کہ رافضیوں کے مختلف گروہوں میں سے ایک گروہ جس کو غالیہ کہتے ہیں انہوں نے جناب علی مرتضیٰ کو خدا مان لیا، ان کے بعض نے نبی اور رسول کہا۔ ان میں خود اتنے گروہ ہیں جنکا شمار و انحصار اس مختصر میں بڑا مشکل ہے اور انکی کتابوں میں بڑی بڑی عجیب باتیں اور حکایتیں اور واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ انکے مذہب کی بنیاد تاریخی واقعات گڑھنے اور جھوٹی

Scanned by CamScanner

حکایتیں بنانے اور انکو بیان کر کر کے رونے، چیخنے، چلانے، سینے پیٹنے، ماتم کرنے اور گریبان پھاڑنے پر ہے اور یہ ہی ان کا اسلام ہے۔

ان میں خود پچاس (۵۰) سے زائد گروہ ہیں ان سب کے نام اور عقائد و نظریات جاننے کے لئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی معرکۃ الآرا تصنیف "تحفہ اثنا عشریہ"، امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی کی "الملل والنحل"، حضور سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی کی "غنیۃ الطالبین" اور حضرت سیدنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا رسالہ (رد روافض) اور مولانا محمد احمد مصباحی مبارکپوری کی "حدوث الفتن و جہاد اعیان السنن" وغیرہا کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

تاہم آجکل مسلمانوں میں رافضی اور شیعہ نام سے جو فرقہ پایا جاتا ہے۔ ان میں کے سبھی گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ اور سب کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی بلا فصل خلیفہ ہیں یعنی حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے بعد پہلا جانشین وخلیفہ حضرت علی کو ہی ہونا چاہئے تھا ان سے پہلے حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی جو خلیفہ ہوئے انکی خلافت ظالمانہ، غاصبانہ اور حضرت علی کی حق تلفی تھی۔ حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر اور حضرت مقداد اور حضرت عمار بن یاسر وغیرہم چند حضرات کے علاوہ باقی سارے اصحاب رسول خاص کر خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی تبرا کرنا اور انہیں برا بھلا کہنا انکے مذہب میں داخل اور انکے یہاں بڑے ثواب کا کام ہے یہ لوگ اس کو حضرت علی کی محبت سمجھتے ہیں۔ جب کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

حدیث: میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اگر تم میں کا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر

Scanned by CamScanner

سونا خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک سیر یا آدھا سیر گیہوں اور جو کے برابر بھی اس کو ثواب نہیں ملیگا۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۳ باب مناقب الصحابۃ فصل اول

اور فرماتے ہیں کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے ساتھیوں کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

مشکوٰۃ صفحہ ص ۵۵٤

خود مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کثیر احادیث اور آپکے ارشادات سے ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرام علی سیدہم وعلیھم الصلاۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں اور پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

صحیح بخاری میں ہے :

حضرت محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی سے پوچھا کہ حضور کے بعد امت میں سب سے افضل کون ہیں انہوں نے فرمایا ''ابو بکر'' میں نے کہا پھر کون ہیں فرمایا ''عمر'' پھر میں ڈرا کہ اب کہیں ''عثمان'' کو نہ کہہ دیں لہٰذا میں نے پوچھا کہ پھر آپ ہیں؟ فرمایا کہ میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔

بخاری جلد ۱ ـ کتاب المناقب صفحہ ۵۱۸

اور حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ ہم لوگ زمانہ پاک رسالت میں افضل امت جناب ابو بکر کو سمجھتے تھے انکے بعد جناب عمر بن خطاب کو اور انکے بعد جناب عثمان ابن عفان کو۔ **بخاری جلد ۱ ـ کتاب المناقب ۵۱٦**

اسی قسم کی سیکڑوں احادیث کتب احادیث میں دیکھی جا سکتی ہیں ان سب کو یہاں لکھنے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت

Scanned by CamScanner

وجانشینی کے لئے تو خود حضور ﷺ نے اشارہ فرما دیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ اپنے مرض میں وصال سے چند روز قبل جب مرض شدت پکڑ گیا اور لوگ مسجد نبوی میں عشاء کی نماز کے لئے آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میرے باپ دل کے نرم ہیں قرآن پڑھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں کسی اور کے لئے فرما دیجئے فرمایا نہیں ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب حضرت عائشہ نے دوسری اور تیسری مرتبہ اپنی بات دوہرائی آپ یہ ہی فرماتے رہے اور حضرت ابوبکر نے حضور کے وصال سے پہلے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کے حکم سے آپ کے مصلے پر نماز پڑھائی۔

مزید تفصیل اور حوالے کے لئے دیکھئے :

بخاری جلد ۱ ص ابواب الامامة صفحه ۹۴، ۹۵

خلاصہ یہ کہ رافضی جو خود کو شیعہ کہتے ہیں انہوں نے حضرت مولیٰ علی اور دیگر حضرات اہل بیت کرام کی محبت حضرت ابوبکر وعمر وعثمان اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی دشمنی اور ان کی برائی کرنے میں سمجھی۔ ان کے نزدیک حضور کے ان جانثاروں کو گالیاں دینا انکو ظالم و غاصب کہنا تبرا بکنا ہی محبت اہل بیت اور علی مرتضی ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ ان کا بڑا دھوکہ ہے اور وہ ایسی غلطی پر ہیں جس کی سزا جہنم ہے۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خود مروی ہے انہوں نے فرمایا جو مجھ کو ابوبکر وعمر سے برتر بتائیگا میں اسے اسی (۸۰) کوڑے کی سزا دونگا۔

كتاب السنة بحواله غاية التحقيق صفحه ۱۲

میں پوچھتا ہوں کیا اہل بیت سے محبت کرنے کے لئے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا ضروری ہے؟ آخر ایسا کیوں؟ اور یہ کیسا اسلام ہے کے جس نبی کا کلمہ پڑھا جائے زندگی بھر اس کے ساتھ رہنے والوں اس پر جان و مال نثار کرنے والوں کو برائی سے یاد کیا جائے انہیں گالیاں دینا مذہب بنا لیا جائے اور ان کی شان گھٹانے، ان پر لعنت کرنے تبرا پڑھنے کو دین سمجھ لیا جائے۔ وہ بھی ایسے ساتھی اور صحابی کہ دنیوی زندگی میں عمر بھر ساتھ رہے اور یہاں سے جانے کے بعد بھی آج تک مزار پر انوار میں رحمت عالم کے جوار میں آپ کے گنبد کے نیچے آرام فرما رہے ہیں کون نہیں جانتا کہ وہ گنبد خضریٰ جس پر ایک نظر اہل ایمان و عقیدت کے لئے کائنات کی ہر دولت ونعمت سے بڑھ کر ہے اس میں پیغمبر اسلام کے ساتھ آرام فرمانے کا شرف انہیں دونوں یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اعظم کو حاصل ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہے فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (القرآن الکریم)

اور ان دونوں حضرات کا یہ شرف، عزت وعظمت، مقام ومرتبہ، اس حدیث پاک کا نظارہ، اس فرمان رسول کا جلوہ، معنی مطلب ومفہوم ہے جس میں ہے حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

ہر نبی کے دو وزیر آسمانوں میں ہوتے ہیں اور دو زمین میں تو آسمانوں میں میرے وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔

ترمذی جلد ۲ ابواب المناقب صفحہ ۲۰۸ اور مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰

اور حق یہ ہے کہ رسول اللہ کے ساتھیوں، آپ کے صحابیوں کو برا بھلا کہنا

Scanned by CamScanner

ان کو نا اہل حق پوش، ظالم، جابر و غاصب بتانا خود رسول پاک کی شان اور آپ کے کمال پر دھبہ لگانا ہے اور آپ کی ذات بابرکات بے مثل و مثال کو عیب دار بتانا ہے۔ کیونکہ جس کے ساتھ رہنے والے یار دوست احباب و اصدقاء عیب دار ناقص اور غلط روش پر چلنے والے ہوں تو وہ خود بھی کوئی اچھا انسان نہیں ہوگا۔ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی ہی سے منقول ہے فرماتے ہیں ''آدمی کو اس کے ہم نشینوں سے پہچانو'' یعنی یہ دیکھو کہ اس کے پاس بیٹھنے اُٹھنے والے اور اس کے قریب رہنے والے کیسے ہیں اگر وہ اچھے ہیں تو یہ اچھا ہوگا اور وہ غلط ہیں تو صحیح یہ بھی نہیں ہوگا۔ قربان جاؤں کیا عمدہ بات ہے؟ کیسا اچھا فرمان ہے؟ اور کتنی حکمتوں بھرا ارشاد ہے اس مولائے کائنات کا جس کو رسول پاک ﷺ نے علم کا دروازہ فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی غیر مسلم کوئی مشرک، آریہ، ہندو، عیسائی یا یہودی یہ سوال کردے کہ مسلمانوں کا پیغمبر ایسا ناقص و نا اہل تھا معاذ اللہ کہ اس کے ساتھ مُدتوں تک رہنے والے رات دن اس کی صحبت میں بیٹھنے والے ہر وقت اس کا قرب و نزدیکی جنہیں حاصل تھی وہ تک نہیں سُدھر سکے یہاں تک ابوبکر و عمر اور عثمان جیسے لوگ۔ کہ جن کی عمروں کا زیادہ تر حصہ پیغمبر اسلام کی صحبت و نزدیکی میں گذرا وہ بھی نہایت غلط ظالم و جابر، خائن و بے ایمان لوگ تھے تو رافضیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اور ساری شیعہ برادری اس کا تدارک کیسے کریگی؟ اور رافضی تو تین یا چار کو چھوڑ کر باقی حضور کے صحابہ جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے سبھی کو برا کہتے ہیں تو یہ حضور ہی کو برا کہنا ہے اور انہیں کی ذات پاک پر انگلیاں اٹھانے، نکتہ چینی کرنے کا موقع کافروں، غیر مسلموں کو دینا ہے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

حدیث : اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے صحابہ کے معاملے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم ان کو اپنی بدکلامی کا نشانہ بناؤ یاد رکھو جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے سبب اس نے محبت کی جس نے انکو دشمن جانا تو اس نے میری دشمنی کی وجہ سے انہیں دشمن جانا اور جس نے میرے صحابہ کو تکلیف پہونچائی تو اس نے مجھ کو تکلیف پہونچائی اور جس نے مجھ کو تکلیف پہونچائی تو اس نے اللہ کو ناراض کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ فرمائے گا۔ ترمذی جلد ۲

ابواب المناقب صفحہ ۲۲۶۔مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ صفحہ ۵۵۴

رافضیوں کے عقائد میں یہ بھی ہے کہ یہ لوگ موجودہ قرآن کو مکمل نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں خلفائے ثلٰثہ نے فضائل اہل بیت کی آیتوں اور سورتوں کو اس قرآن میں شامل نہیں ہونے دیا۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اسی قرآن میں ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اس قرآن کو ہم نے نازل کیا ہم ہی اس کی حفاظت فرمائینگے۔ ان کی اسی قسم کی باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء اہلسنت نے روافض زمانہ کو خارج از اسلام قرار دیا ہے اور فتوٰی یہی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی کی شان میں تبرا کرنے والے ان کی خلافت کو ظالمانہ اور غاصبانہ کہنے والے، انہیں گالیاں دینے والے موجودہ قرآن کو نامکمل بتانے والے، حضرت علی کو انبیائے کرام سے افضل بتانے والے رافضی یقیناً کافر و مرتد ہیں ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ان سے میل، جول، بیاہ، شادی، دعا، سلام، مصافحہ، معانقہ سب حرام ہے اور یقیناً یہ لوگ مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں، مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی مردار ہے۔ اور اب سے تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے بادشاہ محی

Scanned by CamScanner

الدین حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے دورِ حکومت میں اس وقت کے بڑے بڑے علمائے اسلام کو جمع کر کے اسلامی مسائل کی ایک کتاب لکھوائی تھی جس کا نام ''فتاویٰ عالمگیریہ'' ہے اور جب تک ہندوستان میں اسلامی حکومت رہی کچہریوں میں اسی کتاب سے فیصلے ہوتے تھے چھ ٦ موٹی موٹی جلدوں پر مشتمل عربی زبان میں یہ ایک عظیم انسائکلوپیڈیا ہے اس میں ان رافضیوں یعنی شیعوں کے بارے میں لکھا ہے۔

ویجب اکفار الروافض وهؤلاء القوم خارج عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين : رافضیوں کو کافر کہنا ضروری ہے یہ فرقہ اسلام سے خارج ہے یہ مرتدین کے حکم میں ہیں

فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ باب ۹ صفحہ ٢٦٤

تفصیل وتحقیق کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالۂ مبارکہ ''ردالرِّفضۃ'' جس میں انہوں نے سیکڑوں کتابوں میں سیکڑوں علماء متقدمین اور متاخرین کے اقوال وفتاوٰی سے انہیں کافر ثابت کیا ہے۔

اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کے بعد خلافت جس ترتیب سے ہوئی وہ بالکل حق و درست ہے اور مرتبے بھی اسی ترتیب سے ہیں۔ یعنی حضور کے بعد اول خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہوئے وہ یقیناً حق ہوا اور وہ حق پر تھے اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم ہوئے یہ بھی درست ہوا تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور یہ سب اللہ ورسول اور اس زمانے کے مسلمانوں کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اور ان چاروں رسول اللہ کے یاروں سے محبت وعقیدت مسلمان کے لئے

Scanned by CamScanner

ضروری ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی بھی شان میں گستاخی کرے وہ یقیناً گمراہ ہے راہ حق یعنی سیدھے اور سچے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔

خلافت کی اس ترتیب میں بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات جس ترتیب سے یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے اسی ترتیب سے دنیا سے رخصت بھی ہوئے یعنی اگر پہلے خلیفہ حضرت مولیٰ علی ہو جاتے تو وہ تینوں حضرات خلافت سے محروم رہ جاتے۔ اللہ و رسول کی مرضی اپنی حکمتوں کو وہی جانیں۔ ترتیب خلافت کے مطابق پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی نے وصال فرمایا اور اسی ترتیب سے دنیا سے تشریف لے جانا ہوا۔ ان چاروں کو نبی آخر الزماں کی جانشینی کا موقعہ ملنا تھا اور انہیں چار یار مصطفےٰ کے نام سے دنیا و آخرت میں مشہور ہونا تھا۔ والی اللہ ترجع الامور

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے
کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

خلافت صدیق اکبر اور اندریں سلسلہ دیگر امور مطابق مذہب اہلسنت تحقیق و تفصیل سے جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کی تصنیف **"غایۃ التحقیق فی امامۃِ لعَلیّ وا لصدیق"** اور **"الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی"** کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ دلائل کی کثرت کے ساتھ حق کو واضح اور باطل کو زاھق فرمانے میں اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا جواب نہیں۔

Scanned by CamScanner

رافضیت کیسے پھیلی اور پھیلتی ہے؟

اسلام کے ابتدائی دور میں عیسائیوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کے مقابلے پر پیہم شکستیں کھائیں اور ہر محاذ پر ہار کے منہ دیکھے اور ان کے بہت سارے علاقے اور ممالک مسلمانوں کے قبضے اور تسلط میں آگئے اس سب کا انتقام لینے کے لئے انہوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے، انہیں گروہوں اور فرقوں میں بانٹنے کا کام شروع کیا جو کسی نہ کسی شکل میں آج تک جاری ہے۔شیعہ فرقے کا بانی بھی ایک یہودی النسل شخص تھا جس کا نام عبداللہ ابن سبا تھا۔ یہ دھوکہ دینے کے لئے مسلمان ہوگیا تھا۔اس نے سب سے پہلے حضرت علی کو الٰہ و معبود اور خدا کہنا شروع کیا حضرت علی نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ کیا تو ایسے ایسے کہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ خدا ہیں اور میں آپ کا رسول وپیغمبر۔ حضرت علی نے فرمایا توبہ کر اس نے انکار کیا تو آپ نے اسے قید خانے میں ڈلوا دیا۔کئی دن کے بعد قید خانے سے نکلوا کر پھر پوچھا تو وہ اپنی بکواس پر قائم تھا پھر حضرت علی نے اسے آگ میں جلوا دیا۔مرنے کے بعد وہ اپنے اثرات قوم میں چھوڑ گیا اور اس کے ماننے والے جو سبائی کہلاتے تھے انہوں نے مسلمانوں میں تخریب کاری کا کام جاری رکھا۔حضرت علی سے حضرت امیر معاویہ اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی جنگ کرانے میں بھی اسی عبد اللہ ابن سبا اور اس کے گروہ کی کارگذاریاں تھیں تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والوں سے یہ سب باتیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔

Scanned by CamScanner

عوام کی خاندان پرست ذہنیت

شیعیت اور رافضیت پھیلانے کے لئے تخریب کاروں کا سب سے بڑا ہتھیار عوام کی خاندان پرست ذہنیت رہی ہے۔ اسلام کے آنے سے پہلے تقریباً ساری دنیا میں خاص کر ایران جو عالم رافضیت کا مرکز رہا ہے اور ہے اس میں یہ دستور چلا آرہا تھا کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر مرتا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا، بھائی یا داماد ہی جانشین ہوتا تھا۔ انہیں یہ بات عجیب لگتی تھی کہ پیغمبر اسلام کے بعد ان کا جانشین ایک ایسا شخص کیسے ہوگیا جو نہ ان کا بیٹا تھا نہ داماد اور خاندانی اعتبار سے بھی وہ ان کا کوئی قریبی عزیز نہ تھا۔

یہ عوام کی بہت بڑی کمزوری رہی ہے اور آج بھی ہے کہ وہ عموماً خاندان پرستی میں حد سے آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسلام چونکہ ایک سچا آسمانی مذہب اور خدائی راستہ ہے جس میں حق ہی حق ہے اس نے دنیا سے جہاں دوسرے غلط رسم ورواج، باطل دستور اور قوانین مٹائے وہیں اس ذہنیت کا بھی قلعہ قمع کیا۔ اور قول وفعل سے یہ بتایا کہ اسلام میں خاندان پرستی کو بالکل نظر انداز تو نہیں کیا گیا ہے لیکن مذہب کا مقام اس سے بہت بلند ہے، مذہب نسل پرستی اور خاندانیت کا نام نہیں ہے۔ قرآن کا اعلان ہے :

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ

بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت وشرافت والے وہ ہیں جو زیادہ خدا سے ڈرنے والے متقی وپرہیز گار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا خلیفہ ہونا دنیا بھر کے

عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں اور مشرکوں کے علاوہ ان نومسلموں کے لئے بھی ایک حیرتناک بات تھی جن کے دلوں میں ابھی اسلام پوری طرح رچا بسا نہ تھا اور وہ اسلام کی لذت سے ابھی کامل طور پر آشنا نہیں تھے۔ وہ تو اب تک حکومت و امارت، سلطنت و بادشاہت، خلافت و نیابت کو خاندانی اجارے داری سمجھتے تھے اور یہی سنتے، دیکھتے اور پڑھتے چلے آئے تھے۔ رافضیت پھیلانے والوں نے اس عوامی ذہنیت کا پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آج بھی اٹھاتے ہیں اور اس عوامی مزاج کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

رافضی یہ تو کہتے پھرتے ہیں کہ حضور کے بعد جب ان کے داماد حضرت علی موجود تھے تو کسی اور کو حضور کا خلیفہ اور جانشین بننے کا کوئی حق نہیں پہونچتا لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی تو اپنی اپنی خلافت وحکومت کا زمانہ ختم ہونے پر اپنی اولاد یا دامادوں میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ہمت چاہیے کئی ملکوں کی حکومت و بادشاہت اور رسول خدا کی خلافت و جانشینی کا منصب لیکن دنیا سے جانے کے وقت اپنی اولاد کو اس سب سے محروم کرنا اور دوسرے خاندان کے لوگوں کو اپنی جگہ بیٹھا کر جانا اصلی فقیری اور سچی درویشی ہے اور واقعی تاریخ عالم میں ایسی مثالیں کہاں ملیں گیں؟ یہ تو پیغمبر اسلام اور ان کے سچے جانشینوں کی ہی شان ہے اور یہ حقیقی خدا پرستوں کا مقام ہے کون نہیں جانتا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وصال ہوا تو آپ کے کئی صاحبزادے ایسے تھے جو صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ علم وعمل تقویٰ وطہارت، بہادری اور شجاعت، ذہانت وفطانت کے زیور سے آراستہ تھے لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق نے جس کو اپنی خلافت و نیابت اور

اسلامی حکمرانی کے لئے منتخب فرمایا وہ خطاب کے بیٹے عمر فاروق ہیں جن کا حضرت ابوبکر سے خاندانی اعتبار سے کوئی قریبی رابطہ نہ تھا۔

اور حضرت عمر فاروق اعظم جب اس دنیا سے تشریف لے جارہے تھے تو ان کے صاحبزادے مشہور ومعروف محدث وفقیہ صحابی اور جانثار رسول حضرت عبد اللہ ابن عمر کو کون نہیں جانتا۔ ان میں وہ ساری خوبیاں اور صلاحیتیں موجود تھیں جو رسول اللہ کے جانشین اور اسلامی حکمراں میں ہونی چاہئے لیکن حضرت عمر نے وصال سے قبل مدینے کے جن ٦ اصحاب کی کمیٹی خلیفہ منتخب کرنے کے لئے تشکیل دی تھی کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے اس کمیٹی میں انہوں نے اپنے لائق بیٹے عبداللہ ابن عمر کا نام قصداً نہیں رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مشورے میں شامل تو رہے گا لیکن خلیفہ اور امیر نہیں بنے گا۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۰۷

اور وہ چھ لوگ یہ تھے :

(۱) حضرت عثمان ابن عفان (۲) حضرت علی ابن ابی طالب (۳) حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف (۴) حضرت سعد ابن وقاص (۵) حضرت زبیر بن عوام (٦) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وارضا ہم عنا

ان لوگوں نے بغیر کسی اختلاف ونزاع اور جنگ وجدال کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمالیا۔ اور پھر حضرت عثمان کو جب بلوائیوں نے شہید کیا تو اہل مدینہ نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ خلیفۃ المسلمین مان لئے گئے جب کہ حضرت عثمان غنی اعز ! اور اقربا خاندان واولاد والے تھے لیکن انہوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کے لئے وصیت نہیں کی۔

حضور کے یہ تین خلفاء حضور سے باعتبار قبیلہ اور خاندان کوئی خاص

Scanned by CamScanner

قرابت نہ رکھتے تھے اور خود بھی ایک دوسرے سے ان میں ایسا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ گویا کہ یہ واضح کر دیا گیا کہ مذہب اسلام خاندان پرستی کا نام نہیں اور اسلام میں خلافت وحکومت خاندانی اجارے داری نہیں۔ اور ان تینوں کے بعد حضرت علی کے خلیفہ ہونے سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اسلام میں قرابت ورشتے داری کنبہ و برادری کو ایک دم نظر انداز بھی نہیں کیا گیا ہے بلکہ مذہب اس کا روادار ہے مگر ایک حد تک۔

اسلام میں حسب ونسب، نسل واصل کو کتنا دخل ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس کی کیا حیثیت ہے اس کی پوری معلومات حاصل کرنے کے لئے اور اس بارے میں اسلامی حدوں کو جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی لکھی ہوئی لاجواب کتاب **"ارأة الادب بفاضل النسب"** کا مطالعہ کرنا چاہئے وہاں آپ کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ملے گا۔ اس کتاب کا عرفی نام **"فضیلت نسب"** ہے۔

گویا کہ حضور ﷺ کے بعد پہلے خلیفہ و جانشین حضرت علی کے نہ ہونے میں یہ حکمت الٰہیہ کارفرما رہی اگر حضرت علی بلا فصل خلیفہ ہو جاتے تو اسلام دشمنوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل سکتا تھا کہ پیغمبر اسلام نے بھی دوسرے دنیادار بادشاہوں، امیروں، دولتمندوں کی طرح جو محنت کی تھی مشقت اُٹھائی تھی، جنگیں لڑیں تھیں اور اس کے نتیجے میں جو حکومت قائم کر لی تھی یہ سب اپنی اولاد اور گھر والوں کے لئے کیا تھا۔ بہت سے کلمہ گویوں کو بھی یہ شبہ گذر سکتا تھا مگر قربان جاؤں اسلام اور پیغمبر اسلام کی ہر ادا جداگانہ ہے واقعی روئے زمین پر کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام ہے اور مخلوق میں بالکل بے عیب کامل ومکمل انسان ہے وہ "محمد" عربی

Scanned by CamScanner

کی ذات ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وبارک وسلم دائماً ابداً.

حدیث: قبیلۂ بنی مخزوم کے ایک مالدار گھرانے کی عورت نے چوری کی حضور نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا بول دی اس کا لوگوں میں کافی چرچا ہوا اور حضور سے بات کرنے اور سفارش کرنے کے لئے حضرت اُسامہ بن زید کو منتخب کیا گیا کیونکہ حضور ان سے بڑی محبت فرماتے تھے حضرت اُسامہ نے سفارش کی تو حضور کو جلال آ گیا اور فرمایا :

اتشفع فی حدود من حدود اللہ ثم قام فخطب فقال یاایھا الناس انما ضل من قبلکم انھم کانوا اذا سرق الشریف ترکوہ واذا سرق الضعیف فیھم اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا

یعنی سرکار نے فرمایا کیا تم اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں کے معاملے میں سفارش کرتے ہو پھر آپ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کہ اے لوگو تم سے پہلے والے اسی لئے گمراہ ہوتے تھے کہ جب ان میں کا کوئی بڑے مرتبے والا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور کوئی غریب و کمزور کرتا تو اس کو سزا دیتے اور اللہ کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ نے چوری کی ہوتی تو محمد اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔

بخاری جلد ۲ کتاب الحدود صفحہ ۱۰۰۳

بھائیو! دیکھا آپ نے یہ ہے مذہب اسلام اور اس کے قانون جن کی اقامت اور اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ

Scanned by CamScanner

ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔ جو امیر و غریب، قوی و ضعیف، اپنے اور پرائے سب کے لئے یکساں نافذ ہوتے تھے جن میں خاندان، برادری، کنبہ اور قبیلہ، نسل اور اصل کو نہیں دیکھا جاتا تھا۔

عوام بے چارے جیسے خود اولاد کے لئے کرتے اور اسی کے لئے مرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ باپ کا سب کچھ اولاد ہی کو ملتا ہے کیا نہیں دیکھا کہ بعض دنیادار اگر بڑھاپے میں مرنے کے قریب ہوں اور اولاد کے علاوہ کوئی اور ان کے مکان کی کوئی اینٹ بھی اٹھا کر لے جانے لگے تو لڑنے اور مرنے کو تیار ہو جاتا ہے، کھیت کی مینڈھ سے کوئی گھاس بھی کاٹ لے تو لاٹھی لے کر لڑنے کو آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ حضرات انبیاء و اولیاء اور ان کے مذہبی معاملات کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے اور اسی طرح سمجھتے ہیں قول مشہور ہے کل امرء یقیس علی نفسہ ہر شخص دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ نہیں جانتے کہ دنیوی وراثت اور چیز ہے اور مذہبی خلافت و نیابت اور چیز۔

خلاصہ یہ کہ مذہب کے معاملے میں ضروری نہیں ہے کہ باپ کے بعد بیٹا، داماد یا بھائی ہی خلیفہ ہو۔ ہاں اگر اس میں صلاحیت و اہلیت ہو تو باپ کے قائم مقام ہونا اس کے لئے شرعاً ممنوع بھی نہیں بلکہ بہتر و انسب ہے۔ اور جب کوئی دوسرا اہل و صالح نہ ہو تو اولاد کا ہی ہونا لازم و ضرری ہے جب کہ وہ اہل ہو۔

حاصل یہ ہے کہ عوام کی اس نسل پرستی میں غلو رکھنے والی ذہنیت اور خاندانیت کی بیجا محبت سے رافضیت کی بنیاد رکھنے والوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور انہیں یہ سمجھایا جانے لگا کہ حضور کے بعد حضرت علی کو ہی خلیفہ ہونا چاہئے تھا، ان سے پہلے جو تینوں خلیفہ ہوئے یہ غلط ہوا۔ یہ بات آسانی سے ان کے ذہنوں

Scanned by CamScanner

میں آنے لگی کیونکہ انہوں نے ہمیشہ سے دنیا میں بادشاہوں کی جگہ ان کی اولاد کو بادشاہ بنتے ہوئے دیکھا اور سنا تھا اور پھر دھیرے دھیرے انہیں اور کڑوے گھونٹ پلائے گئے۔ خلفائے ثلٰثہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ظالم و غاصب، حق تلفی کرنے والا کہا گیا اور بہت سوں سے کہلوایا گیا انہیں گالیاں دی گئیں اور دلوائی گئیں اور نسل پرستی میں حد سے آگے بڑھی ہوئی ذہنیتیں اس سب کو قبول کرتی چلی گئیں اور پھر ان سارے صحابہ کو بھی برا بھلا کہا گیا کہ جن کے سامنے یہ حق تلفی ہوئی اور انہوں نے کوئی قدم اس معاملے میں نہ اٹھایا۔ دھیرے دھیرے اہل بیت کی محبت کا نام صحابہ کی عداوت بن گیا اور اہل بیت کی عقیدت کے شہد میں خلفائے ثلٰثہ اور دیگر صحابہ کی دشمنی کا زہر گھول کر پلا دیا گیا اور ایک قوم بنام رافضی وشیعہ وجود میں آ گئی جن کا مذہب رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں صحابیوں کو گالیاں دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت علی اور اہلبیت کی محبت کا صرف نام ہے مقصد اور کام کچھ اور ہی ہے۔

آج بھی جو قوم میں پیر کے بعد پیر، متولی کے بعد متولی، مہتمم کے بعد مہتمم سجادہ نشین کے بعد سجادہ نشین ہونے اور بننے کا حق ہر حال میں صرف اولاد کے لئے خیال کیا جاتا ہے۔ یہ بات اسلامی مزاج کے خلاف ہے اور اس ذہنیت سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔

ضروری نوٹ: اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے مثلاً کوئی حوالہ غلط لکھ گیا ہو، یا کسی قسم کی کمی نظر آئے تو بذریعہ خط وکتابت ہمیں مطلع کریں۔

Scanned by CamScanner

متعہ حلال کرنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عورت کو کوئی شخص کسی مقررہ مدت کے لئے کچھ رقم دینا طے کر کے اپنے لئے حلال کر لے خواہ صرف تھوڑی دیر کے لئے متعہ مَیں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ کتنی عورتوں سے کیا جا سکتا ہے جیسے کہ نکاح میں صرف چار تک ایک مرد کے لئے بیویاں رکھنا جائز ہے لیکن متعہ کتنی بھی عورتوں سے کیا جائے وہ سب جائز ہے یہ اسلام مُیں حرام ہے کیونکہ یہ زنا کاری کی ہی دوسری شکل ہے لیکن رافضیوں نے اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے اس کو حلال کر دیا۔ اس طرح عیاش قسم کے نواب زمیں دار اور منچلے لوگ ان کے مذہب میں کثرت سے داخل ہو گئے۔ تاریخ کی کتابوں میں کچھ ایسے لوگوں کا ذکر بھی ملتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا یعنی خود کو نبی کہلوایا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے اپنے ماننے والوں کے لئے زنا اور شراب کو حلال کر دیا تو جتنے شرابی اور زنا کار تھے ان میں کی ایک بڑی تعداد نے ان کا مذہب قبول کر لیا۔

سجاح نام کی ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس نے جب زنا کاری کو حلال کیا تو عیسائی تک اس کا کلمہ پڑھ کر اس کے مذہب میں داخل ہونے لگے تھے۔ تاریخ اسلام حصہ اول مصنفہ اکبر خاں نجیب آبادی صفحہ ۲۷۳

رافضیوں نے بھی بڑی چالاکی سے کام لیا متعہ حلال کر کے شوقین لوگوں کے لئے اچھا چارہ ڈالا اور خوب مذہب پھیلایا۔ کسی بھی مرد کا کسی بھی عورت پر دل آ جائے بس گھنٹے دو گھنٹے یا رات دو رات کے لئے دس بیس سو پچاس یا ہزار دو ہزار روپے میں جیسے بھی سودا پٹ جائے اپنا کام نکالو پھر وہ اپنے گھر یہ اپنے گھر یہ

Scanned by CamScanner

ہے شیعوں کا متعہ۔ اس سلسلے میں تفصیل درکار ہو تو اردو زبان میں حضرت مولانا شاہ عبدالصمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب ''شیعہ متعے کی حقیقت'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

رافضی ہوتے ہی سید صاحب

رافضی اور شیعہ مذہب قبول کرنے میں ایک آرام یہ بھی ہے کہ اس مذہب کو قبول کرتے ہی آدمی سید آل رسول ﷺ اور حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں کہلانے لگتا ہے۔ باہر کا تو پتہ نہیں ہمارے ہندوستان میں تو یہی ماحول چل رہا ہے کہ چاہے کسی قوم کے ہوں آپکی کوئی برادری ہو کوئی نسل ہو بس رافضی اور شیعہ ہو جاؤ سید صاحب کہلانے لگے پوری شیعہ برادری خود کو سادات کہلاتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی مثالیں کم ہی ملیں گی کہ مذہب بدلنے سے باپ بھی بدل جاتا ہو۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ معاشرے میں جو قومیں گری ہوئی اور نیچ شمار کی جاتی ہیں انکے افراد یہ عیب چھپانے کیلئے رافضی بن جاتے ہوں۔ حالانکہ اسلامی نقطۂ نظر سے کوئی قوم ذلیل نہیں سب مسلمان بھائی بھائی ہیں یہ لوگوں کی غلط فہمی اور انکی غلط سوچ ہے کہ وہ خود کو نیچا اور ذلیل خیال کرتے ہیں یا دوسرے لوگ انھیں گری نظر سے دیکھتے ہیں

حدیث میں ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت ہے

(صحیح مسلم)

Scanned by CamScanner

رافضیت کو روکنے کی ترکیبیں

رافضیت بنام شیعیت کو روکنے اور اس فتنے سے قوم کو بچانے کے لئے درج ذیل مشوروں پر عمل کیا جائے۔

ا۔ حضرات اہل بیت کرام علیہم الرحمہ والرضوان کے ذکر کے ساتھ حضرات خلفائے ثلٰثہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ضرور کیا جائے۔ ہمارے کچھ مقرر اور شاعر لوگ آج کل جلسوں اور تقریروں میں عوام کی نسل پرستی میں غلو رکھنے والی ذہنیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں خوش کر کے لمبے لمبے نذرانے اور انعامات حاصل کرنے کے لئے حضرات اہلبیت کرام علی جدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام اور سادات کرام کے فضائل و مناقب تو خوب بیان کرتے ہیں لیکن رسول اللہ کے ساتھیوں صحابیوں کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں ان کے اس طرز سے رافضیت کو شہہ ملتی ہے اور ایسا یہ مولوی لوگ اس لئے کرتے ہیں کہ قوم کے عوام صحابۂ کرام اور ان کے مقام و مرتبے سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے لیکن بھائیو! جن سے آپ واقف کراؤ گے وہ انہیں سے تو واقف ہونگے، قوم کا قصور کم اور آپ کا زیادہ ہے۔ واللہ الموفق۔

۲۔ چاروں خلفاء کے وصال کی تاریخیں معلوم کر کے ان تاریخوں پر نیاز و فاتحہ مجلسوں اور محفلوں کا انعقاد کیا جائے اور ان کے فضائل بیان کئے جائیں۔ پروگرام خواہ مختصر ہوں باقاعدہ طور پر جلسے اور چندے کرنا ہی ضروری نہیں بعد نماز مسجد ہی میں نمازیوں کی شرکت وتعاون سے یہ نیاز و فاتحہ اور محفل ہوسکتی ہے۔ اور ان محفلوں اور پروگراموں کو ان خلفاء کرام حضور کے یاروں کے نام سے موسوم

کر کے اخباروں اور ریڈیو اسٹیشن کے ذریعے نشر کرایا جائے۔ حضرت ابوبکر کی تاریخ وصال ۲۲ جمادی الثانی اور حضرت عمر کی ۲۷ ذی الحجہ اور حضرت عثمان کی ۱۸ ذی الحجہ اور حضرت علی کی ۱۷ رمضان ہے۔ (تاریخ ابن جریر طبری)

حضرت عمر کی تاریخ وصال بعض روایتوں میں یکم محرم بھی ہے اور حضرت علی کے بارے میں ۲۱ رمضان اور دوسری تاریخوں کی بھی روایتیں آئیں ہیں۔ ہم نے طبری کے حوالے سے عوام کی آسانی کے لئے جن تاریخوں کو زیادہ معتبر سمجھا انہیں لکھ دیا ہے ویسے نیاز اور فاتحہ جس تاریخ اور جس دن بھی نیک نیتی سے دلائی جائے اُس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اس بارے میں تاریخوں کے اختلاف میں زیادہ اُلجھنا نہیں چاہئے مقصد اور کام پر نظر رکھنا چاہیے۔

۳۔ کتابوں، کیلنڈروں وغیرہ میں اللہ و رسول کے نام کے ساتھ صرف اہلبیت کا نام نہ لکھا جائے بلکہ خلفائے ثلٰثہ کا نام بھی لکھا جائے یعنی یوں لکھا جائے:

اللہ جل شانہ، محمد ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

۴۔ جو شخص رافضیوں کی باتیں کرنے لگے اس کو ابتداءً نرمی سے سمجھایا جائے اور جب تک صحابہ کی شان میں تبرا نہ کرے اور کوئی کفری کلمہ نہ بکے اس سے نرمی ہی کا برتاؤ رکھیں اور تبرائی ہو جائے تو توبہ کی دعوت دیں اگر نہ مانیں تو اس سے دعا و سلام، اس کے پاس بیٹھنا، اٹھنا، میل جول سب بند کر دیں۔ اور سبھی تبرائی رافضیوں کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کریں۔

مسلمانو! تمہاری غیرت یہ کیسے گوارا کرتی ہے کہ جو لوگ تمہارے نبی کے جانثاروں کو برا بھلا کہیں اور تم ان سے دوستی و تعلقات کرتے ہو؟ حیرت ہے تمہارے دل ان لوگوں سے کیسے مل جاتے ہیں جن کا مذہب تمہارے نبی کے یاروں کو گالیاں دینا ہے؟

Scanned by CamScanner

تفضیلیت

رافضیت کے اثرات کے نتیجے میں مسلمانوں میں ایک فرقہ اور وجود میں آیا جس کو تفضیلی کہتے ہیں ۔ یہ لوگ حضرات خلفائے ثلثہ پر تبرا اور ان کی شان میں گستاخیاں تو نہیں کرتے لیکن حضرت مولائے کائنات علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان پر فضیلت دیتے ہیں ۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہی ہیں انہیں کافر یا اسلام سے خارج نہیں کہا جا سکتا لیکن بدعتی اور گمراہ ہیں ۔ انہیں احادیث پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ان میں غور کر کے صحیح راستے پر آنا چاہئے ان میں کچھ احادیث ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ۔ خاص کر حضرت مولیٰ علی ہی کے اس فرمان سے عبرت حاصل کریں جس کا اعلان انہوں نے حیات مبارکہ میں بار بار برسر منبر فرمایا تھا ۔ وہ فرماتے تھے :

لا اجد احدا افضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدته حد المفتری

میں نے جس کے بارے میں سنا کہ وہ مجھ کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے اس کو تہمت باندھنے کی حد یعنی اسی (۸۰) کوڑے کی سزا دونگا ۔

الصواعق المحرقہ بحوالہ دارقطنی باب ۳ فصل ا صفحہ ۹۱ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ لاہور

تفضیلیوں میں سے کچھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدکلامی کرتے ہیں اور ان پر لعن طعن کی زبان کھولے رہتے ہیں ۔ یہ لوگ بھی گمراہ ہیں ۔ حضرت امیر معاویہ جید صحابی ہیں ، کاتب وحی رہے ہیں ، حضور کے سالے بھی ، آپ کی بہن حضرت ام حبیبہ کاشانۂ نبوت میں رہنے والی ازواج مطہرات میں سے ہیں جن کا ذکر و مدح قرآن میں بھی ہے ۔ رہا حضرت علی سے

ان کی جنگ کا معاملہ تو بھائیو دو (۲) بڑوں کی لڑائی میں چھوٹوں کو زبان بند رکھنے ہی میں نفع ہے۔ ظاہر ہے کسی شاگرد کے دو اُستاد آپس میں لڑتے ہوں یا اولاد کے سامنے ماں باپ جھگڑتے ہوں تو اولاد اگر ماں کو برا بھلا کہے گی تب بھی بے ادب کہلائے گی اور باپ کے لئے زبان کو کھولے گی تب بھی۔ اور شاگرد استادوں میں سے کسی کے ساتھ بے ادبی کرے بہرحال محروم القسمت ٹھہرے گا۔ اس معاملے میں بڑی سوجھ بوجھ اور دانشمندی کی ضرورت ہے ذرا سی بے ادبی زندگی بھر کے اعمال پر پانی پھیر دیتی ہے اور صحابۂ کرام میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنے والے کا ایمان پر خاتمہ ہونا بڑا مشکل ہے۔

کیا نہیں دیکھا؟ آپسی جھگڑوں مثلاً دو بھائی آپس میں لڑتے ہوں یا باپ اور بیٹے میں اختلاف ہو یا میاں بیوی کی لڑائی ہو یا ایک ہی برادری اور قوم کے لوگ آپس میں لڑتے ہوں تو دوسرے اس میں جلدی مداخلت نہیں کرتے اور خود کو دور رکھتے ہیں اور کہتے ہیں ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ وہ پھر ایک ہو جائینگے ہم پھر دور کے ہیں ہم کسی کے برے کیوں بنیں۔ تو صحابۂ کرام ہوں یا حضرات اولیاء عظام ان کے باہمی مشاجرات نزاعی امور اور اختلافات میں ہمارے لئے احتیاط اسی میں ہے اور ہماری بھلائی اور خیریت اسی میں ہے کسی کی بارگاہ میں بے ادبی نہ کریں وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں ہم بہرحال ان کے مقابلے میں بہت دور کے ہیں اور ان سے بہت زیادہ چھوٹے ہیں۔

کیا نہیں سنا کہ جس وقت حضرت علی کی حکومت میں شامل ایران کے شمالی صوبوں پر عیسائیوں کی ایک زبردست فوج نے حملہ کرنا چاہا اور یہ خبر جب حضرت امیر معاویہ کو پہونچی تو انہوں نے قیصر شاہ روم کو ایک خط لکھا جس میں

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ ہماری آپس کی لڑائی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اگر تم نے علی کی طرف رخ کیا تو علی کے جھنڈے کے نیچے سب سے پہلا سردار جو تمہاری گوشمالی کے لئے آگے بڑھے گا وہ معاویہ ہوگا اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جنگی معاملات زور پر تھے اور حضرت امیر معاویہ کے اس خط کا اثر یہ ہوا کہ موقعہ پرست عیسائیوں کی ہمت نہ پڑ سکی اور انہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر خاں نجیب آبادی حصہ دوم صفحہ ۴۶)

اور حضرت امیر معاویہ تو ایسے صحابی ہیں کہ زبان پاک مصطفیٰ ﷺ سے مروی احادیث میں ان کے لئے یہ دعا وارد ہے : **اللهم اجعله هادياً مهدياً و اهدبه الناس**

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔ مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی صفحہ ۵۷۹

حضرت امیر معاویہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات کو مفصل طور پر جاننے کے لئے علماء اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے جیسے علامہ عبد العزیز فرہاری کی "**النّاهية عن طعن معاويه**" اور مفتی احمد یار خاں نعیمی کی "امیر معاویہ"۔

یہاں میں بات کو پھیلائے بغیر اپنے مسلمان بھائیوں کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے اس بیان کو ختم کردوں کہ بھائیو ایمان کی سلامتی اور خیریت اسی میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ ہوں یا کوئی اور رسول اللہ کا صحابی ہو اس کے بارے میں زبان کو سنبھالنا اور ان کی شان میں بدگوئی سے بچنا بہت ضروری اور ہر شخص کو

Scanned by CamScanner

چاہئے کہ اپنی اوقات کو سمجھے اور اپنی حیثیت کو جان کر کلام کرے اور بڑوں کے جھگڑے میں کسی ایک کو برا کہہ کر اپنی عاقبت کی خرابی سے بچے۔

رافضیوں کی کچھ باتیں جو سنیوں نے اپنائی ہیں

تعزیہ داری، علم اٹھانا، نوحہ کرنا، ماتم کرنا، محرم کے مہینے میں غم منانا، بیاہ شادی نہ کرنا، بچوں کو فقیر بنا کر گھر گھر سے بھیک منگوانا، رونے اور رلانے کے لئے واقعات کربلا بیان کرنا اور سننا اور سن کر چیخنا چلانا، مصنوعی کربلائیں بنانا، وہاں دس محرم کو میلے لگانا، حضرت قاسم کی مہدی نکالنا، اس کے نام پر میلے لگانا، محرم میں ہرے رنگ کے کپڑے یا ٹوپی پہننا، یہ سب وہ باتیں ہیں جو رافضیوں سے اہلسنت کے عوام میں آئی ہیں اور رواج پا گئی ہیں اور یہ سب کام ناجائز ہیں۔ ان سب باتوں کے رائج ہونے اور پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ عوام عام طور سے تفریح و دل لگی اور تماشا پسند ہوتے ہیں انہیں کودنے، پھاندنے اور تماشے کرنے میں مزہ آتا ہے اور اس قسم کی باتوں کو بہت جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ اور کچھ مولوی جن کا مذہب ہی یہ ہے کہ پبلک خوش رہے خواہ خدا و رسول ناراض ہو جائیں وہ ان باتوں کو جائز و ثواب کا کام بتا دیتے ہیں۔ پھر تو لوگوں کو مزہ آجاتا ہے کہ یہ خوب رہی تفریح و دل لگی تماشے اور میلے بھی دیکھنے کو ملے، کودنے، پھاندنے کو بھی ملا، میلے میں بے پردہ بے غیرت لڑکیوں عورتوں کے سنگار بھی دیکھے ان کے جسم سے جسم بھی بھیڑ میں لگانے کو ملا اور ثواب بھی ملا ایسے مولوی صاحب سلامت رہیں

کہ انہوں نے ثواب آخرت بھی دلوادیا اور ارمان بھی دنیا کے سبھی پورے ہو گئے کوئی دل کی حسرت باقی نہیں رہ گئی دنیا کی ہر جائز ناجائز خوشی بھی پوری ہو گئی اور مولوی صاحب کے فتوے کی رو سے چونکہ یہ سب امام حسین کی محبت میں ہوا ہے لہٰذا جنت بھی مل گئی۔

اگر یہ لوگ ان تماشوں، میلوں اور تعزیے داریوں کے نام پر ہونے والی حرامکاریوں کو ویسے ہی کرتے تو اگرچہ یہ لوگ گنہگار تو ہوتے لیکن اسلام اور اسلام والے بزرگ تو بدنام نہ ہوتے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ ان سب پر دو قسم کا وبال و عذاب ہے ایک حرام کام کرنے کا اور دوسرے حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے کا اور جتنا عذاب ان سب لاکھوں، کروڑوں تعزیے داروں پر ہوگا اس سب کے برابر اکیلے ان مولوی صاحب پر ہوگا جنہوں نے اس مروجہ تعزیے داری کو جائز کر دیا ہے اور ثواب کا کام بتادیا ہے۔

بھائیو! اللہ کے مقدس بندوں کی یادگاروں کو میلے اور تماشے، غنڈہ گردی کے اڈے مت بناؤ، اللہ سے ڈرو اور اللہ کے نیک بندوں سے شرم کرو۔ اسلام کو بدنام مت کرو، اللہ والوں سے محبت کرنا ضروری ہے لیکن یہ محبت شریعت اسلامیہ کے دائرے میں رہ کر ہونا چاہئے۔ مروجہ تعزیے داری کو دنیا کا کوئی بھی دیندار باصلاحیت خدائے تعالیٰ کا خوف رکھنے والا عالم جائز نہیں کہتا سوائے ان ایک آدھ ابن الوقت مولویوں کے کہ جو ہر وقت پبلک کو خوش کرنے کے چکر میں لگے رہتے ہیں۔

۱۳۸۸ھ میں یعنی اب سے تقریباً ۴٦ سال پہلے بریلی شریف مرکز اہلسنت سے ایک فتویٰ صادر ہوا تھا جس میں مروجہ تعزیے داری کو ناجائز و حرام فرمایا گیا تھا اور اس زمانے میں پورے ہندوستان کے ۵۷ بڑے بڑے علماء کرام کے دستخط کے ساتھ

Scanned by CamScanner

اس فتوے کو پوسٹر کی شکل میں شائع کیا گیا تھا اسی کی تفصیل حضرت فقیہ ملت مولانا جلال الدین احمد امجدی کی تصنیف خطبات محرم کے صفحہ ۴۷۰ پر ملاحظہ فرمائیں گویا کہ اس تعزیے داری کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے لہٰذا مروجہ تعزیے داری کو جائز کہنے والے یقیناً گمراہ و بدعتی، ضال و مضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے تعزیے داری کے حرام ہونے کے ثبوت میں پوری ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''اعالی الافادہ فی تعزیة الهند و بيان الشهادة'' عوام میں یہ کتاب رسالہ تعزیہ داری کے نام سے مشہور ہے اس کتاب میں اور اس کے علاوہ انہوں نے اپنی دوسری کتابوں میں جگہ جگہ پچاسوں مقام پر تعزیہ داری اور اس کے ساتھ جو خرافاتیں ہوتی ہیں ان سب کو ناجائز و حرام لکھا ہے میں نے بھی آسان زبان میں عام لوگوں کے لئے اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''محرم میں کیا جائز کیا ناجائز''

خارجی، فرقے کا تعارف اور اس کی مختصر تاریخ

حدیث کی روشنی میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت مولائے کائنات علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اے علی ایک گروہ تمہاری محبت میں گمراہ و جہنمی ہوگا اور دوسرا تمہاری عداوت میں۔ حضرت علی کی محبت کا دعویٰ کر کے گمراہ ہونے والے رافضی اور شیعہ فرقے کا بیان آپ سماعت فرما چکے۔ اور وہ فرقہ جو حضرت علی کی عداوت و دشمنی میں گمراہ ہوا انہیں

خارجی کہا جاتا ہے۔

خارجی فرقے کی بنیاد اس وقت پڑی جب امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان ''صفین'' کے میدان میں جنگ ہو رہی تھی۔ فاتح خیبر شکن حضرت علی اور ان کے جانثاروں کے حملوں کی تاب نہ لا کر شامی فوج شکست کھا کر بھاگنے لگی تھی کہ حضرت امیر معاویہ کے کچھ ہوشیار مشیروں نے ایک چال چلی کہ قرآن کریم کے نسخوں کو نیزوں پر بلند کر کے دکھاؤ اور اعلان کر دو کہ ہمارا تمہارا فیصل یہ ہے۔ حضرت علی اور آپ کے کچھ مخلص جانثار اس ہوشیاری کو خوب سمجھ رہے تھے لیکن کچھ فتنہ پرور لوگ جو از راہ تخریب کاری آپ کے ساتھ لشکر میں شامل تھے انہوں نے کہا کہ جب وہ لوگ قرآن کو فیصل ماننے کے لئے تیار ہیں تو آپ ان کی بات کیوں نہیں مانتے اور ایک جمعیت کے ساتھ حضرت علی پر دباؤ بنانا شروع کر دیا اور آپ کا ساتھ چھوڑنے بلکہ الٹا آپ پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگے مجبوراً حضرت مولیٰ علی کو ان کی بات ماننا پڑی اور جنگ بند کر دی گئی۔ اور دونوں طرف سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا گفتگو کے لئے فریقین کی جانب سے نمائندے آنے جانے لگے۔ بالآخر یہ طے پایا گیا کہ حضرت علی کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور جناب امیر معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص وکیل وحکم رہیں اور یہ دونوں حضرات آپس میں گفتگو کر کے جو فیصلہ فرمائیں گے وہ فریقین کے لئے قابل تسلیم ہوگا مگر افسوس صد افسوس کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جب اس قرارداد پر دستخط فرما دئے تو وہی لوگ جنہوں نے آپ کو جنگ بندی کے لئے مجبور کیا تھا یہ کہنے لگے کہ قرآن کریم میں ہے :

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اللہ کے علاوہ کوئی حکم (فیصل) نہیں۔

لٰہٰذا معاذ اللہ علی نے قرآن کی خلاف ورزی کی بندوں کو حَکَم مان کر وہ معاذ اللہ کافر و مشرک ہو گئے۔

حضرت علی اور آپ کے مخلصین نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی اور انہیں قرآن کریم کی وہ آیات پڑھ کر سنائیں جن میں غیر خدا کو حَکَم بنانے اور ماننے کی اجازت بلکہ حُکم فرمایا گیا ہے:

فَابْعَثُوْا حَکَماً مِنْ اَھْلِہٖ وَ حَکَماً مِنْ اَھْلِھَا

یعنی جب میاں بیوی میں اختلاف زور پکڑ جائے تو شوہر اور بیوی دونوں کی طرف سے ایک ایک حَکَم بھیجو۔

انہیں بتایا گیا کہ قرآن شریف میں ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ.

تو آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو آپسی تمام اختلافات میں حَکَم (فیصل) نہ مان لیں۔

حضرت مولائے کائنات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہمارا فیصل صرف کتاب اللہ یعنی قرآن ہی ہے یہ لوگ تو صرف اس کا فیصلہ سنانے والے ہیں لیکن فتنہ پروروں نے آپ کی ایک نہ سنی اور بارہ (١٢) ہزار کی تعداد میں ایک جمعیت کو لیکر آپ کے اوپر شرک کا فتویٰ لگا کر ساتھ چھوڑ کر لشکر سے باہر نکل آئے اس نکلنے کی وجہ سے یہ لوگ خارجی کہلائے اور ''حروراء'' نام کے ایک مقام پر جمع ہوئے۔ خارجی کے معنی ہیں ''ساتھ چھوڑ کر نکلنے والا''

تفصیل سے ان کے حالات کو جاننے کے لئے تاریخ اسلام کی کتابوں کا

مطالعہ کرنا چاہئے مثلاً تاریخ ابن اثیر کامل اور تاریخ ابن جریر طبری اور تاریخ ابن خلدون علاوہ ازیں اردو میں بھی تاریخ اسلام پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ہیں ان میں بھی تقریباً سبھی میں یہ واقعات مذکور ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ خارجی ایک نہایت بدباطن اور گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے مسئلہ تحکیم ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص میں ہر اس شخص کو کافر ومشرک کہا جو اس تحکیم میں شامل تھا یا اس سے راضی تھا انہوں نے قرآن کی ایک آیت کے غلط معنی سمجھ کر اسی کی رٹ لگائی اور دوسری آیتوں کو نظر انداز کر دیا حقیقی اور مجازی کے فرق کو بھلا کر ایک بات پر اڑ گئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی حَکَم اور فیصل نہیں اور یہ نہیں جانا کہ بے شک حقیقی حکم اللہ ہی ہے لیکن مخلوق میں سے کسی کو یہ منصب عطا فرمائے تو اس کی ذات پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔

فرقہ خارجی اور اس کی علامات و گمراہیوں کا ذکر احادیث میں اس کثرت سے ہے کہ امام بخاری نے مستقل ایک عنوان ہی اپنی صحیح میں ان کے نام سے قائم کیا ہے یعنی ''باب قتال الخوارج'' خارجیوں سے جنگ کرنے کا بیان، اس باب کے تحت انہوں نے ان کے فتنے سے متعلق کئی فرامین مصطفےٰ ﷺ یعنی حدیثوں کو روایت کیا ہے۔اور انہیں سے حضرت عبداللہ ابن عمر کا وہ اثر بھی ہے کہ وہ ان خارجیوں کو مخلوق میں سب۔سے براجانتے تھے کہ ان لوگوں نے کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیتوں کا مصداق مسلمانوں کو قرار دے دیا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴)

تاریخ وسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خارجی ابتداءً رورا اور پھر نہروان نام کے ایک مقام میں اکٹھے ہوکر حضرت علی سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔عبداللہ بن وہب راہبی کو انہوں نے اپنا امیر بنالیا تھا اور اس کے ہاتھ پر

Scanned by CamScanner

بیعت کر لی تھی۔

حضرت علی نے شروع میں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا سمجھانے بجھانے کا سلسلہ چلتا رہا حضرت علی کے ارشاد پر حضرت عبداللہ ابن عباس انہیں سمجھانے کے لئے تشریف لے گئے خود حضرت علی نے بھی کئی مرتبہ ان میں جا کر ان کو خطاب فرمایا لیکن یہ لوگ اپنے خیالات فاسدہ سے باز نہ آئے آخر حجت پوری فرمانے کے بعد ان پر لشکر کشی کی گئی علوی فوج کے مقابل جنگ میں یہ لوگ ٹک نہ سکے شیر خدا کے شیر دل مجاہدوں نے ان کا مقام نہروان پر ایسا صفایا فرمایا کہ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) کی جمعیت میں سے شاید دس لوگ ہی جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ (تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

خارجیوں سے حضرت علی کی اس جنگ کو "جنگ نہروان" کے نام سے تاریخ میں ذکر کیا جاتا ہے اس جنگ میں حضور پُر نور دانائے غیوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ بھی ظہور میں آیا۔

حدیث میں ہے حضور نے خارجیوں کی علامات ونشانیاں بتاتے ہوئے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا کہ ان میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ جس کا ایک ہاتھ یا پستان عورتوں کے ہاتھ یا پستان کی طرح ہوگا۔ اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا قَتَلَهُمْ وَ اَنَا مَعَهٗ جِیَٔ بالرَّجُلِ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ النَّبِیُّ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.**

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود حضور سے یہ سنا اور حضرت علی نے

جب انہیں قتل فرمایا تب بھی میں موقعے پر موجود تھا میں نے دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص لایا گیا تو اس میں وہی بات پائی جاتی تھی جو حضور نے پہلے ہی بتادی تھی۔

بخاری جلد ۲ باب من ترک قتال الخوارج صفحہ ۱۰۲۴

خارجی مذہب کی ابتدا حضرت مولائے کائنات علی مرتضٰی کی عداوت اور دشمنی سے ہوئی تھی اور یہ عداوت ان کے بچے کچھے لوگوں میں باقی رہی یہاں تک کہ ایک بدنصیب خارجی ابن ملجم نے دھوکے سے حضرت علی کو شہید کردیا۔

خارجیوں کے مذہب کا بنیادی عقیدہ حضرت علی اور دیگر اہل بیت کرام کی عداوت و دشمنی ہی رہا ہے کچھ اور عقائد میں بھی انہوں نے اہلسنت سے اختلاف کیا ہے جن کی تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اور خاص ضرورت بھی نہیں۔

فتنہ خارجیت کو حضرت مولیٰ علی نے ہی جڑ سے اکھاڑ دیا تھا اور ان کے قریب الکل لوگ مارے جاچکے تھے لیکن پھر بھی یہ فتنہ وفرقہ کسی نہ کسی شکل میں ہر دور میں رہا اور کچھ نہ کچھ لوگ اس سے وابستہ رہے چھٹی اور ساتویں ہجری میں ابن حزم ظاہری اور ابن تیمیہ نے بھی اس کو ہوا دی اور ان کے باطل عقیدے کی کافی حد تک تائید کی۔ برصغیر یعنی ہند و پاک میں خارجیوں کی لکھی ہوئی تین کتابیں میری نظر میں بہت مشہور ہیں:

۱۔ ''خلافت معاویہ ویزید'' اس کتاب کا مصنف خارجی محمود عباسی ہے۔

۲۔ ''سادات بنوامیہ'' یہ کتاب بھی ایک خارجی محمد سلیمان کی تصنیف ہے۔

۳۔ ''رشید ابن رشید'' یہ ابو یزید نام کے ایک خارجی کی لکھی ہوئی ہے۔

یہ تینوں کتابیں اردو زبان ہی میں ہیں ان کے مصنف بدترین قسم کے خارجی اہل بیت رسول اللہ کے دشمن اور یزید پلید کے عاشق ہیں ان کتابوں کے

Scanned by CamScanner

اقتباسات، عبارتیں اور حوالے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ پوری پوری کتابیں ان کا ہر صفحہ اہل بیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاص کر سید الشہداء سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عداوت و دشمنی کا کھلا ثبوت ہے سیدنا امام عالی مقام کو باغی، لٹیرا، ضدی، ہٹ دھرم، وعدہ خلاف، لالچی، ناسمجھ، صحابہؑ کرام کی مخالفت کرنے والا، تفرقے باز، امت مسلمہ کے ٹکڑے کرانے والا، منافق، بے دین، دنیادار، سخت مزاج، تخت کا بھونکا، ناعاقبت اندیش وغیرہا جیسی بے ہودہ صفات سے متصف کیا گیا ہے اور اس سب کو مکاری کے ساتھ جھوٹے شیطانی دلائل سے ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ اور یزید پلید کو امیر المومنین، خلیفہ برحق، امن پسند، سیدنا، اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ صلی اللہ علی امیر المؤمنین یزید لکھا گیا ہے نثر کے علاوہ نظم میں بھی اس کی منقبتیں لکھ کر اپنے شیطانی کلیجے کو ٹھنڈک پہونچائی ہے۔ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں بخشا گیا ہے۔ ان کی شان میں بھی کھلکر بے ادبیاں اور گستاخیاں کی گئی ہیں۔ خدا غارت کرے ان کتابوں کے مصنفین کو جنہوں نے یوں سمجھئے کہ اپنے جہنمی ہونے کا اقرار و اعلان دنیا میں خود ہی اپنے قلم و زبان سے کر دیا ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین سب پاکستانی ہیں اور یہ کتابیں وہیں چھپ کر شائع ہوئی ہیں۔ انکے اقتباسات میں اس لئے بھی نہیں نقل کر رہا ہوں کہ عبارتیں اس قدر دل آزار اور دُکھ پہونچانے والی ہیں انہیں نقل کرتے ہوئے بھی قلم کانپ رہا ہے۔ ان کے باطل خیالات اور جھوٹے مزعومات کی تردید کے لئے میں دلائل دینے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ یزید کو خلیفہ برحق امام المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والوں اور اس پر درود بھیجنے والوں اور حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ

وعلی الصلوٰۃ والسلام کو باغی اور فتنہ پرور، ناحق کوشش بکنے والوں کا جواب بجائے قلم کے تلوار سے ہونا چاہئے تھا۔ خدائے تعالیٰ ایسے مجاہدین پیدا فرمائے جوان سرکشوں کو دنیا ہی میں دشمنی اہل بیت کا مزہ چکھادیں۔ و الی اللہ المشتکی

اور اس سے زیادہ حیرت ناک اور قابل افسوس بات یہ ہے کہ شیخ محمد ابن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مقلدوں یعنی وہابی اور دیوبندی برادری نے بھی ابھی جلدی ہی میں اپنے خارجی اور دشمن اہلبیت ہونے کا اعلان کر دیا یزید کی تعریف کے پلندے باندھنا انہوں نے بھی شروع کر دیا ہے اور حضرت امام عالی مقام کو فتنہ پرور ثابت کرنے کی کوشش میں یہ بھی لگ گئے ہیں۔ پتہ نہیں اس میں ان لوگوں نے اپنے لئے کون سی بھلائی اور بہتری سمجھی اور انہیں اب تھوڑے دنوں سے یزید کی تعریف وتوصیف اور امام عالی مقام کی برائی و مذمت میں جنت نظر آنے لگی جب کہ یزید کا کردار امت مسلمہ میں ہمیشہ اس قدر بدنام اور داغدار رہا ہے کہ خود وہابیت کے بانیوں اور مقتداؤں کو بھی اس کی برائی و نالائقی اور نا اہلی کا اعلان کرنا پڑا تھا۔ اور وہ ایسا نہ کرتے تو وہابیت کی داغ بیل ڈالنا ناممکن ہو جاتا کیونکہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان یزید کی تعریف سننا گوارہ نہ کرتا اور وہابیت کو داخل ہونے کے لئے اہل اسلام کی بستیوں میں کوئی تنگ سے تنگ بھی گلی اور کوچہ ہاتھ نہ آتا مگر افسوس کہ انہوں نے اپنی اس یزید دوستی اور حسین دشمنی کو چھپائے رکھا اور جب دیکھا کہ کروڑوں اہل اسلام ہمارے جال میں پھنس چکے ہیں تبلیغ کے نام پر ایک بڑی تعداد کو اپنا مقلد بنا لیا ہے تب اپنے یزیدی ہونے کا اعلان کھلے عام کرنا شروع کر دیا مگر اب کون واپس آتا ہے اب تو جو جس کا ہو گیا وہ ہو گیا جہنم سے کودنا آسان کام ہے؟

یزید کے بارے میں وہابیوں کے دو چہرے

یہ دیکھئے بانی وہابیت ہندوستان شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی کی ''تقویۃ ایمان'' مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند سن طباعت ۱۹۸۴ء اس کا صفحہ ۷۷ کھولئے اور پڑھئے لکھتے ہیں :

''غور کرو یزید اور شمر نے پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو مارا جو امام وقت تھے اور آپ کے خلیفہ تھے تو جو گناہ شمر اور یزید کو ہوگا اس سے بڑھ کر گناہ تصویریں بنانے والے کو ہوگا کیونکہ ان کو قاتل پیغمبر کا سا گناہ ہے۔''

ظاہر ہے اس عبارت کے ذریعے شاہ اسمٰعیل صاحب نے حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام وقت اور خلیفۂ رسول اللہ تسلیم کر کے یزید اور شمر کو ان کا قاتل مان کر ان دونوں کے بارے میں یہ بھی اقرار کرلیا کہ ان پر بروز قیامت اس گناہ کا عذاب ہوگا۔

اسی تقویۃ ایمان کا صفحہ ۱۹۸ کھولئے اور دیکھئے شاہ اسمٰعیل کا فتویٰ کہتے ہیں :

''اور یاد رکھنا چاہئے ابن زیاد، ابن سعد اور شمر وغیرہ نے یزید کی اجازت سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دُکھ پہونچائے اور قابل مذمت حرکت کی مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اہل بیت کو دنیا یا آخرت میں رنج پہونچے۔''

شاہ اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت ان وہابیوں کے لئے بھی دردسر ہے جنہوں نے اب یزید کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کردیا

Scanned by CamScanner

ہے کہ قتل حسین میں یزید کا کوئی ہاتھ نہ تھا جنگ کربلا میں ہو رہی تھی اور وہ ملک شام میں سیکڑوں میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ سب فاصلے شاہ صاحب نے مٹا دئے اور بات بھی صحیح ہے بادشاہ اور سلاطین جنگ کے میدانوں میں اگرچہ نہ ہوں مگر سپاہیوں سپہ سالاروں کے کام کے وہ ذمے دار ہوتے ہیں اور اجازت دور سے بھی مل سکتی ہے۔ شاہ اسمٰعیل صاحب نے صاف کر دیا کہ سب کچھ یزید کی اجازت سے ہو رہا تھا۔

اور دیکھئے یہ دوسرے وہابی دیوبندی گروہ کے بہت بڑے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ درسی کتب خانہ دہلی سن طباعت ۱۹۸۷ء کا صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے

''یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا۔''

گویا گنگوہی صاحب کے خیال میں بھی یزید کوئی نیک اچھا آدمی نہ تھا بلکہ ایک فاسق و بدکار شخص تھا۔

یہ تو یزید کے بارے میں پرانے وہابیوں کی بولیاں تھیں اب نئی نسل کی ترقی بھی ملاحظہ فرمائے بات دراصل یہ ہے عشق و محبت اور پیار کرنے کا دور آ گیا ہے اور جب پیار ہی کرنا تھا تو پھر یزید جیسا محبوب و معشوق کہاں ملتا لہٰذا بھائی لوگ اسی کو دل دے بیٹھے۔

یہ دیکھئے نام نہاد جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین وہابیوں) کا دہلی سے مولانا عبد السلام بستوی کی ادارت میں شائع ہونے والا ماہنامہ ''الاسلام'' بابت ماہ مارچ ۱۹۶۱ء اس وقت میرے سامنے رکھا ہے اس کے صفحہ ۶ پر حضرت امیر معاویہ کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسی طرح آپ کے صاحبزادے یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انفاق و سخاوت کے خوگر تھے۔''

بھلا بتایئے بھری ہوئی ہیں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں یزید کی بدکاریوں، بے حیائیوں، غنڈہ گردیوں، شراب خوری اور نمازوں میں لاپرواہی وغیرہ خراب عادتوں کے ذکر سے مگر عاشقوں کو اس سے کیا مطلب انہیں کچھ نظر نہ آیا نظر آیا تو بس سخی ہونا نظر آیا اور اس نااہل نالائق کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لکھ مارا۔ کیسا ادب ہے کتنی تعظیم اور احترام سے نام لیا ہے مولانا نے اپنے پیشوا کا۔

اور یہ انہیں سلفی غیر مقلدوں کا ایک دوسرا ماہنامہ ''نوائے اسلام'' جو بہت سارے غیر مقلد مولویوں کو شامل کر کے تشکیل دی گئی مجلس الدعوۃ الاسلامی کے زیر انتظام شائع ہوتا ہے اس کی محرم ۱۴۰۷ھ والی کاپی میرے سامنے ہے۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل اس پورے ماہنامے میں یزید پلید کی تعریف و توصیف کا حق اس کے دیوانوں نے ادا کر دیا ہے۔

اس ماہنامے کی چند دل آزار عبارتیں ملاحظہ فرمایئے۔

صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے :

شہادت حسین کو اپنی زبان و قلم کا موضوع بنانا کسی طرح درست نہیں۔

اسی صفحے پر تھوڑا نیچے لکھا ہے :

سیدنا حسین کے ساتھ ''امام'' کا لفظ (یعنی امام حسین کہنا) شیعیت ہے۔

صفحہ ۲۷ پر ہے :

جن محققین علماء امت نے حقائق کی روشنی میں جذبات سے الگ ہو کر غور کیا وہ یزید کی حکومت کو درست تسلیم کرتے رہے۔

Scanned by CamScanner

صفحہ ۱۵ پر ہے :

جہاں تک یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" کہنے کا تعلق ہے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے، اچھا فعل ہے۔

دیوبندی برادری بھی اپنے حضرت گنگوہی کے فتوے جس میں انہوں نے یزید کو فاسق کہا ہے اس کو بھلا بیٹھی۔ اور ہندوستان میں یوپی کے مشہور شہر مرادآباد کی سرزمین پر قائم دیوبندیوں کے مرکزی ادارے کے ایک مفتی صاحب جن کا نام حبیب الرحمٰن ہے اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "محرم" رکھا نام تو بہت اچھا رکھا لیکن کام بہت خراب کیا یزید کی طرفداری اور وکالت کا حق ادا کر دیا خارجیت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت امام عالی مقام کو شر انگیز فتنہ پرور خلافت الہیہ کا باغی اور مفسد قرار دے کر یزید کو امیر المؤمنین اور خلیفہ برحق ثابت کرنے میں ساری قابلیت خرچ کر ڈالی۔

اور جس وقت یہ کتاب برسر عام آئی تو قوم میں کھلبلی مچ گئی علماء اہلسنت میں سے ایک نہایت درجہ فقیہ و محدث عالم و فاضل بلکہ کامل و واصل شخصیت حضرت علامہ مفتی مبین الدین صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نہایت مفصل، مدلل، مکمل جواب لکھا اور اس کا نام "شہید معظم بجواب محرم" رکھا جواب ایسا لاجواب تھا کہ تب سے اب تک دیوبندی برادری خاموش ہے۔ سناٹے کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا یزیدیت دم توڑ گئی اور خارجیت کے اُلو سسک سسک کر مر گئے۔ حضرت کی یہ کتاب چھپ چکی ہے اور سنی کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور دیوبندی فاضل لکھتے ہیں :

"یزید کے تعلق سے لوگوں میں طرح طرح کے خیالات پائے جاتے ہیں

کربلا کے میدان میں اہل بیت کے ساتھ اُن کی فوج نے ظلم وزیادتی کی ہے اس کا سب کو اقرار ہے لیکن اس ظلم عظیم کو یزید کے سر ڈالا نہیں جا سکتا جو لوگ ایسا کرتے ہیں غلط کرتے ہیں ہمارے علمائے دیو بند نے ہمیشہ یزید کی حمایت کی ہے۔ حضرت قاری طیب صاحب نے انہیں متقی اور امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کیا ہے۔

''اظہار حق'' مصنفہ مولوی نذر محمد قاسمی مطبوعہ مکتبہ طیبہ دیو بند

پیش نظر کتاب اسلامی نام نہاد فرقوں کا ایک جائزہ ہے جس کے ذریعے میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے فرمان کے مطابق اہل حق کو ہمیشہ درمیان میں رکھا لہٰذا میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور یزید کے حامیوں کے دلائل اور اہلسنت کی طرف سے ان کے جوابات کا تذکرہ نہ کر کے بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں ویسے میری رائے میں جس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں یزید کا نا اہل نالائق فاسق وفاجر ظالم وبدکار ہونا تاریخ سے واقف اہل علم بلکہ عوام پر بھی اتنا ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہمیں دلیل دینے کی ضرورت ہی نہیں اور جو صم بکم عمی فهم لا یرجعون کے مصداق ہو چکے ہوں یزید یت کا نشہ انہیں سوار ہو اور یزید کے ساتھ میدان محشر میں خدائے ذوالجلال کے سامنے آنے کا شوق ہو انہیں دلائل سے سمجھایا بھی نہیں جا سکتا یہ بھی وقت کا المیہ ہے کہ آج علماء اہلسنت کو یزید جیسے ظالم وجفا کار کی نا اہلی ثابت کرنے کے لئے مقابلہ ومناظرہ کی ضرورت پیش آئے۔ ہاں یزید کے حامیوں وکیلوں کے لئے سب سے عمدہ جواب یہ ہے کہ دعا کی جائے کہ خدائے تعالیٰ جب ہم اہلسنت کو حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلاۃ کے دامن کرم میں بروز قیامت جگہ عطا فرمائے تو حامیان یزید کو یزیدی جھنڈے کے نیچے اسی کے گروہ میں اٹھائے۔

Scanned by CamScanner

پھر بھی جسے طرفین کے دلائل وشواہد، سوالات و جوابات دیکھنا ہوں وہ اور اندریں سلسلہ اہلسنت کے موقف کو مدلل طور پر سمجھنے کا شوق ہو کتاب مذکور ''شہید معظم'' اور علامہ پیر کرم شاہ ازہری کی تصنیف ''سیدنا امام حسین اور یزید'' کا مطالعہ کرے دونوں بزرگوں نے نہایت عمدہ انداز میں قوی دلائل سے یزید کا فسق و فجور ظاہر فرما دیا ہے اور جانب مخالف کی مکاریوں، عیاریوں، دھوکے بازیوں کے جال کاٹ دئے ہیں۔

مذکورہ بالا سطور میں آپ ہر دو فرقہ ہائے باطلہ رافضیوں اور خارجیوں کا ذکر ملاحظہ فرما چکے ہیں اور آپ پر خوب واضح ہو گیا ہوگا خارجیوں پر اہل بیت کرام کی عداوت کا نشہ سوار ہے اور وہ حضرات اہل بیت کرام کی عداوت اور دشمنی کو مذہب بنائے ہوئے ہیں جب کہ رافضی ان کی محبت میں حد سے آگے بڑھ کر صحابۂ کرام کی دشمنی کو دھرم سمجھے ہوئے ہیں اور خدائے تعالیٰ نے اہلسنت کو ان کے درمیان میں رکھا جو صحابہ اور اہلبیت دونوں سے سچی محبت رکھتے ہیں خلاصہ یہ کہ سنی وہ ہے کہ اس کے دل کو چیر کر دیکھا جائے تو ایک حصے پر ابوبکر و عمر و عثمان لکھا ہو اور دوسرے پر علی، فاطمہ، حسن اور حسین لکھا ہو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

ضروری نوٹ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اسلام میں سب سے بڑا جرم ہے اور اسکی سزا قتل ہے

وہابیوں اور مخالف شرع پیروں کے درمیان

اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے وہ جو چاہے کرے وہ چاہتا تو دین و مذہب اپنے بندوں کے دل میں یونہی براہ راست ڈال دیتا اور جو بھی پیدا ہوتا وہ کلمہ پڑھتا ہوا نماز روزہ اور احکام شرع سیکھے ہوئے ماں کے پیٹ سے آتا لیکن اس کی مرضی یہ ہے کہ میرا راستہ جس کو بھی ملے وہ کسی کے ذریعے وسیلے اور واسطے سے ملے حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جیسے جس کو جو چاہے جب چاہے عطا فرما دے۔ اپنے دین و مذہب کی امانت اس نے براہ راست نہ دے کر کچھ مخصوص بندوں کے ذریعے مخلوق تک پہونچائی انہیں انبیاء اور رسول کہتے ہیں اور ان کی نیابت میں جن لوگوں نے یہ فرائض انجام دئے انہیں اولیاء، ائمہ اور علماء کہتے ہیں یہ لوگ خدائے تعالیٰ اور اس کے عام بندوں کے درمیان پیغامبری کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ قاصد و پیغامبر بھی سب کو نہیں بنایا جاتا بلکہ جو قابل اعتبار لائق اعتماد اور امانتدار ہوں گویا کہ حضرات انبیاء اولیاء اللہ تعالیٰ کی نعمت کے قاسم اس کے انعام تقسیم فرمانے والے اس کے کرم کی بارش اس کی روشنی کے چاند و سورج اور ستارے ہیں۔ یہ کوئی معمولی منصب نہیں ہے کہ ایک بندہ خدائے تعالیٰ کی امانتوں کا امین بن کر مخلوق میں تشریف لائے۔ لہٰذا اسلام یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جن کے ذریعے اپنے دین کی امانت ہم تک پہونچائی تو خدائے تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور اس کی لاشریک لہ کبریائی اور شان کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی امانتوں کے امین ان مخصوص بندوں کی بھی عظمت و محبت دل میں

Scanned by CamScanner

بٹھائی جائے کہ جب خدائے تعالیٰ کے یہاں اس کی وحدانیت کے دربار میں وہ عزت وعظمت والے ہیں تو مخلوق میں پھر انہیں یہ مقام کیونکر حاصل نہ ہوگا؟ اور جنہیں خدائے تعالیٰ قرآن میں اپنا محبوب فرمائے تو اس کے بندے ان سے محبت کیوں نہ کریں گے؟ مگر اس سلسلے میں بھی لوگ حدوں کو پھلانگ گئے اور درمیان کے سیدھے سچے راستے کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگ نکلے اور دو غلط قسم کے گروہ ہمارے سامنے آگئے ایک وہ لوگ جو اللہ کا نام لے کر اللہ والوں کو انبیاء، اولیاء کو بھلانے میں لگ گئے اور دوسرے وہ جو نام نہاد پیروں، فقیروں کے چکر میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو فراموش کر بیٹھے پہلے گروہ کو وہابی اور دوسرے کو جاہل پیروں اور مکار صوفیوں کے نام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یہ دونوں غلطی پر ہیں اور مذہب اہلسنت حق ہے جو ان دونوں کے درمیان کا راستہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار اس کی عبادت اس کے احکام کی بجا آوری کے ساتھ اس کے مخصوص بندوں حضرات انبیاء کرام رسولان عظام اور اولیاء ذوی الاحترام صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم اجمعین سے محبت وعقیدت سکھاتا ہے اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کی یاد کے چراغ بھی سینے میں روشن رکھنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اللہ کی عبادت کا مزہ حاصل کرنے کے لئے اس کے مخصوصین ومحبوبین کے ذکر کو جسم وجان وروح کی غذا خیال کرتا ہے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ دونوں کا ذکر کریں گے۔

Scanned by CamScanner

وھابی کون ھیں؟

ہمارے اوپر کے بیان سے ظاہر ہوگیا کہ وہابی سے وہی لوگ مراد ہیں کہ جنہوں نے حضرات انبیاء واولیاء کوفراموش کر کے صرف اللہ کے نام لینے کو ہی اسلام خیال کررکھا ہے یہ بظاہر اللہ کی عبادت تو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اس کے مخصوص بندوں سے محبت کرنے کے بجائے ان کی شان میں گستاخیاں کرتے بے ادبی بکتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں بہت سے وہ ہیں جو ابھی بے ادب اور گستاخ تو نہیں ہیں لیکن ان کی جماعت، گروہ اور فرقے میں شامل ہیں لہٰذا ان کی بھی خیریت نہیں ہے آج نہیں تو کل صحبت رنگ لائے گی اور ابلیسی جال شیطانی چال سے بچنا بڑا مشکل قریب ناممکن ہوجائے گا۔

فرمان الٰہی ہے: **یَوْمَ نَدعوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ**

یعنی قیامت کے دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(پارہ ۱۵ رکوع ۷)

تو کیا ضروری ہے کہ آپ کسی ایسے گروہ اور فرقے میں شامل رہیں کہ جس کے بانی اور پیشوا یقیناً گمراہ بددین ہیں؟ اگر عوام اہلسنت میں آپ کو کچھ خامیاں اور کوتاہیاں ان کی بے علمی کی وجہ سے نظر آتی ہیں تو کون روکتا ہے آپ کو تنقید کرنے سے؟ کس نے منع کیا ہے ان کی اصلاح کرنے سے؟ اور سب سے پہلے آپ اپنی اصلاح کیجئے۔

ایک بار سفر میں فقیر کو ایک سنی جنٹلمین ملے کہنے لگے مولوی صاحب یہ بتائے کہ کیا وجہ ہے کہ سنی نماز کم پڑھتے ہیں اور وہابی اور دیوبندی زیادہ نمازی

ہوتے ہیں۔ تو میں نے ان سے معلوم کیا کہ صاحب آپ بھی نماز پڑھتے ہیں؟ بولے پڑھتا تو میں بھی نہیں ہوں میں نے کہا یہ آپ پھر کس سے کہہ رہے ہیں یہ سوال آپ خود اپنے سے پوچھئے میں تو الحمدللہ نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا آپ سے یہ تو نہیں ہوسکا کہ اپنی اصلاح کر لیتے اور نمازی بن جاتے اور جو بری خلاف شرع عادتیں ہیں ان کو چھوڑ دیتے اور دیندار پرہیز گار سنی مسلمان بن جاتے بجائے اس کے آپ وہابیوں کی تعریف کرنے لگے کہ وہ نمازی ہوتے ہیں۔

میں پوچھتا ہوں کیا نمازی اور دیندار بننے کے لئے وہابیت زدہ گروہوں اور فرقوں میں شامل ہونا ضروری ہے؟ کیا ان کی پارٹی کا ممبر بنے بغیر آپ کو نماز روزے اور احکام شرع سے کوئی روکتا ہے؟ کیا نیاز و فاتحہ میلاد و قیام وغیرہ نماز روزے اور زکوٰۃ سے منع کرتے ہیں؟ کیا ضروری ہے کہ جب تک بزرگوں کی نیاز و فاتحہ، عرس و میلاد کو حرام و بدعت نہ کہا جائے نماز نہیں پڑھی جاسکتی؟ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی عبادت بھی ہوتی رہے اور دائرہ شریعت میں رہ کر اللہ کے محبوب بندوں سے محبت بھی ہوتی رہے اور نماز روزے زکوٰۃ کو فرض و لازم سمجھ کر اور نیاز و فاتحہ کو ایک اچھا اور مستحب کام سمجھ کر کرتے رہیں۔ برامت مانئے گا صحیح بات یہ ہے کہ جس قوم کے دن پورے ہو جاتے ہیں اس کو کوئی سمجھا نہیں سکتا۔

خلاصہ یہ کہ وہابیت ایک باطل گروہ ہے جس کا بانی محمد بن عبدالوہاب ہے جو عرب میں صوبۂ نجد کی ایک بستی عینیہ میں ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوا۔ یہ وہی نجد ہے کہ جس کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

هناک الزلازل و الفتن و بها يطلع قرن الشيطن

یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(بخاری جلد۲ کتاب الفتن ۱۰۵۱)

Scanned by CamScanner

ہندوستان میں اس فرقے کی بنیاد شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی افکار سے متاثر ہوکر خاندان ولی اللہی کے ایک فرد مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے ڈالی جن کا سن پیدائش ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء ہے۔ آجکل مولانا اسمٰعیل دہلوی کے پیروکار ہندوستان اور پاکستان میں ۳ گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۔ نام نہاد جماعت اہل حدیث یعنی غیر مقلدین جو خود کو اب سلفی بھی کہنے لگے ہیں۔

۲۔ دیوبندی

۳۔ نام نہاد اسلامی جماعت یعنی مودودی۔

اگر چہ یہ لوگ جزوی طور سے ایک دوسرے سے اختلاف بھی رکھتے ہیں لیکن شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی کو ہر سہ گروہ اپنا پیشوا مقتدا اور امام تسلیم کرتے ہیں۔

مولوی ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنی تصنیف ''تجدید و احیائے دین'' میں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو مجددین کی فہرست میں شمار کیا ہے[1]

دیوبندیوں کے حضرت گنگوہی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ ایمان'' کو پڑھنا اور گھر میں رکھنا عین ایمان قرار دیا ہے۔ نام نہاد جماعت اہل حدیث کی اسمٰعیل نوازی تو اس قدر مشہور و معروف ہے کہ کوئی کتاب شاید ہی ان کے ذکر و مدح سے خالی ہوگی۔ اور مولانا اسمٰعیل کی شان میں اگر کوئی کچھ کہہ دے تو ہمہ وقت لڑنے اور مرنے، انکی خاطر جان دینے کو تیار رہتے ہیں۔

وہابیوں کے عقائد کی تفصیل اور ان کی تردید میں کئی ہزار کتابیں اب تک صرف اردو زبان میں لکھی جا چکی ہیں اور جب سے یہ فرقہ وجود میں آیا اس وقت سے ہر دور میں سارے علماء اہل حق بڑے شد و مد سے تقریر و تحریر کے ذریعے ان کا

مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ان کے رد میں لکھی ہوئی کتابیں آج بازار میں بڑی آسانی سے دستیاب ہیں۔لوگوں کو چاہئے کہ انہیں حاصل کریں اور پڑھیں وقت نکالیں اور مرتے دم تک ایمان کی سلامتی کے لئے کوشاں رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کسی کے جال میں پھنس جائیں اور قیامت کے دن جب جہنم کا حکم سنایا جائے تو آپ کہیں ہمیں پتہ نہیں تھا کہ کون غلط تھا اور کون صحیح تو فرشتے کہیں تمہارے پاس کتابیں خریدنے کے لئے سو پچاس روپیہ بھی نہ تھے اور ان کا مطالعہ کرنے کے لئے رات دن میں ایک گھنٹہ بھی نہیں مل سکتا تھا؟

خود میں بھی اس سلسلے میں اب تک ۳ عدد کتابیں لکھ چکا ہوں :

۱۔ **تقلید شخصی ضروری ہے** : یہ مسئلہ تقلید پر جماعت اہل حدیث کی طرف سے کتابچے کی شکل میں شائع ہونے والے پچاس سوالوں کا جواب ہے پڑھتے وقت آپ کو ایسا لگے گا جیسے آپ کوئی مناظرہ دیکھ رہے اور سن رہے ہیں۔

۲۔ **حدیثوں کی روشنی** : بڑے صاف اور سلجھے ہوئے انداز میں تقریباً دوسو (۲۰۰) حدیثیں اپنے عقائد کی تائید میں ترجمے اور حوالے کے ساتھ لکھ دی ہیں۔

۳۔ **تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں** : اس کتاب میں اللہ والوں کی شان و عظمت بیان کی گئی ہے اور تصوف کی مخالفت کرنے والے فرقۂ اہل حدیث اور مودودیت کا قرآن وحدیث سے رد کیا ہے۔

تو وہابیوں کے عقائد وخیالات ونظریات اور انکا رد مفصل طور پر جاننے کے لئے تو آپ علماء اہل حق کی کتب کا مطالعہ کیجئے لیکن یہاں پر میں چند اقتباسات انکے پیشواؤں کی کتابوں سے لکھ رہا ہوں تا کہ ظاہر ہو جائے کہ واقعی وہابیت اللہ کے محبوب ومقدس بندوں کی توہین وتذلیل انکی بارگاہوں میں گستاخی

Scanned by CamScanner

30/7/18
کر ڈاکٹر طاہر حسن نے اسکین کی

اور بے ادبی کا نام ہے۔

بانی وہابیت مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں :

''اس کا کوئی شریک نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں (تقویۃ الایمان صفحہ ١٦ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند

'اور یہ دیکھئے قرآن کریم میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ زندہ پرند ہو جاتی ہے اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے

(پارہ ۳ رکوع ۱۳ سورۃ ال عمران آیت ۴۹)

تو جو اللہ کے حکم سے پھونک مار کر جان ڈال دیں مردے زندہ کریں کوڑھی اور اندھوں کو ٹھیک کریں ان کے لئے بے بس اور مجبور کا لفظ بولنا قرآن والوں کی بولیاں نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں اور واقعی اللہ کا کوئی شریک نہیں چھوٹے ہوں یا بڑے سب اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ کے سامنے سب بے بس ہیں لیکن بے بسی میں سب برابر ہیں یہ کہاں سے کہہ دیا؟ یہی وہابیت ہے بڑے چھوٹے کا فرق مٹانا انبیاء و اولیاء کو عام لوگوں کی صف میں کھڑا کر دینا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے یہ دیکھئے حدیث پاک میں ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھا جائیں تو اللہ تعالیٰ انکی بات کو پورا

Scanned by CamScanner

فرماتا ہے۔

بخاری جلد ا کتاب التفسیر ص ۳۹۴، صحیح مسلم جلد ۲ باب فضل الجہاد ص ۳۲۹، ترمذی جلد ۲ باب مناقب البراء ابن مالک ص ۲۲۶، مشکوٰۃ باب جامع المناقب ص ۵۷۹

بولو وہابی صاحبو یہ کون ہیں کہ از روئے حدیث خدائے تعالیٰ انکے منہ کی نکلی پوری فرماتا ہے اور آپ کے بڑے مولانا لکھ رہے ہیں کہ بے بسی میں سب برابر ہیں اس قسم کی سیکڑوں احادیث مع عربی عبارت اور ترجمہ وحوالہ مطالعہ کرنے کے لئے ہماری کتاب ''حدیثوں کی روشنی'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اور سنیئے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا خیال :

یقین مانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳)

میں کہتا ہوں یہ اللہ کے سامنے ہر چھوٹے اور بڑے کو چمار سے زیادہ ذلیل بتا کر آپ اللہ کی شان بیان نہیں کر رہے ہیں بلکہ اُس کے مقدس اور محبوب بندوں کی شان گھٹا رہے ہیں اور ان کی توہین کر رہے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پارہ ۳ رکوع ۴ آیت ۳۹ میں ''سیداً'' کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہیں ''سردار۔ آقا'' اور اسی کے آگے آیت نمبر ۴۵ میں ان کو وجیھاً فی الدنیا و الاخرہ و من المقربین کہا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے دنیا و آخرت میں شان و عزت والا اور اللہ کا قریبی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنا خلیفہ (نائب) فرمایا ہے دیکھیے پارہ نمبر ا رکوع ۴ سورہ بقرہ آیت ۳۰ اور پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ سورہ ص آیت ۲۶

Scanned by CamScanner

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے قرآن کریم میں کہیں (اَوّاہ) اور کہیں حلیم کہیں صدیق جیسے پیارے بھرے کلمات ارشاد فرمائے ہیں اور محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو کہیں ''رحمۃ العالمین'' سارے جہانوں کے لئے رحمت کہیں سراجاً منیرا (روشن چراغ) کہیں شاہد، مبشر، نذیر، رؤف، رحیم وغیرہ جیسے سیکڑوں القاب عطا فرمائے ہیں خدا توفیق دے تو ذرا سورۃ مریم کا تیسرا اور چوتھا رکوع پڑھیے اور دیکھئے کہ خداوند قدوس نے حضرات انبیاء کرام کو کیسے کیسے القاب سے یاد فرمایا ہے پتہ نہیں یہ ذلیل وہ بھی چمار سے زیادہ کا لفظ آپ کو کہاں سے ملا یہ کسی آسمانی نہیں بلکہ شیطانی کتاب کی بولی ہے۔

اسی صفحے پر آگے لکھتے ہیں :

''صرف اللہ ہی کو مانا جائے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانا جائے۔''

جب کہ عقیدہ اہل سنت یہ ہے کہ اللہ کو اللہ مانا جائے اور اس نے جس کو جو ماننے کا حکم دیا ہو اس کو بھی اللہ کا دیا ہوا وہ مرتبہ مانا جائے۔

ایک مقام پر حضرات انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنے اور انہیں پکارنے والوں کا رد کرتے ہوتے لکھتے ہیں۔

یعنی عزت وجلال والے خدا کے ہوتے ہوئے ایسے ناکارہ لوگوں کو پکارنا جو نہ نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے سراسر ظلم ہے کیونکہ بڑی سے بڑی ہستی کا مقام محض ناکارہ لوگوں کو دیا جارہا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷)

میں کہتا ہوں ٹھیک ہے آپ محبوبین خدا سے مدد مت مانگئے آپ محروم رہئیے لیکن انہیں ناکارہ تو مت کہئے یہ قرآن وحدیث میں حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے لئے ناکارہ کا لفظ کہاں آیا ہے کیا انہیں ناکارہ کہے بغیر خدائے

Scanned by CamScanner

تعالیٰ پر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا؟

شفاعت کا انکار کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں :

(حضور ﷺ نے فرمایا)

''میں تو خود ہی ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا دوسروں کو کیا بچا سکونگا۔''

(تقویۃ ایمان صفحہ ۳۷)

حالانکہ حضور سے ایسا کہیں منقول نہیں بلکہ آپ سے شفاعت کے حق ہونے کے بارے میں بیشمار احادیث مروی ہیں جن میں سے کچھ میں نے ''حدیثوں کی روشنی'' میں نقل کر دی ہیں اور یقیناً حضور اللہ کے حکم سے ایک خلق کثیر کو عذاب جہنم سے نجات دلائیں گے۔

اور دیکھئے یہ بکواس :

''یعنی تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بہت بزرگ ہوا وہ بڑا بھائی اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا چاہئے۔'' (تقویۃ ایمان صفحہ ۷۱)

اور اہلسنت کا عقیدہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے بڑے بھائی نہیں ہمارے آقا ہیں ہم ان کے غلام، وہ داتا ہیں ہم منگتا، وہ بادشاہ ہیں ہم ان کے در کے فقیر۔

ایک دل آزار عبارت اور ملاحظہ فرمائیں :

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک بات گڑھ کر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔

یہ مرنے کا لفظ عام بول چال میں بھی اچھے بھلے لوگوں کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ یوں کہا جاتا ہے ''انتقال کر گئے''، ''گذر گئے'' وغیرہ اور آپ اللہ کے

Scanned by CamScanner

رسول کے لئے بول رہے ہیں اور پھر مٹی میں ملنے والا، کیا یہی اسلام ہے؟

نوٹ : یہ عبارت تقویۃ الایمان کے پرانے نسخوں میں صفحہ ۴۲ پر ہے۔ نئے نسخوں سے یہ عبارت نکال دی ہے لیکن بھائی عبارت نکالنے سے تو کام نہیں چلے گا جو لکھ کر مر گیا اس کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ کیا اب مرنے کے بعد وہ توبہ کرے گا؟ اس سے توبہ کرانے کون جائے گا؟ اور مرنے کے بعد کی توبہ قبول ہو جائیگی؟ عبارت تو آپ نے نکال دی لیکن اس کو جہنم سے کیسے نکالو گے۔ کم از کم اتنا ہی کہہ دو کہ اس نے یہ عبارت غلط لکھی تھی اور وہ غلطی پر مرا۔

یہ تو تھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اب ان کی ایک اور کتاب صراط مستقیم کی بھی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے، لکھا ہے :

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۱۸ مطبع الرشید، دیوبند)

یعنی معاذ اللہ نماز میں حضور کا خیال گدھے اور بیل کے خیال سے بھی برا ہے۔

ایک اور مولوی ہیں جو دیوبندی وہابی گروہ کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں ان کا نام ہے مولانا خلیل احمد انبیٹھوی وہ دیوبند کے مدرسے کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی

Scanned by CamScanner

سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسے کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۳۰)

اس عبارت سے اندازہ لگایئے کہ اللہ کے محبوب سید عالم ﷺ کا مقام اہل دیوبند کی نظر میں کیا ہے جنہیں وہ اردو دیوبند کے مدرسے سے سکھا رہے ہیں اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر شیطان اور ملک الموت کو زمین و آسمان کے سارے علوم تسلیم کر لئے لیکن حضور کے لئے اس عقیدے کو شرک قرار دیا ہے۔

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے "حفظ الایمان" نام کی کتاب میں حضور ﷺ کے علم پاک کو زید و عمر حیوانات و بہائم کے علم سے مشابہہ لکھ مارا، عبارت ان کی یہ ہے :

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کو حاصل ہے۔

حفظ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند

اس قسم کی اہل ایمان کے دلوں میں زخم کرنے والی عبارتیں ان کی کتابوں سے سیکڑوں کی تعداد میں جمع کی جاسکتی ہیں جس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے دل میں کسی نبی اور ولی کا کوئی مقام نہیں ہے اور یقیناً یہ عبارتیں غیر اسلامی اور کافرانہ ہیں اور ان کے لکھنے والے اور قصداً ان کو ماننے والے سب اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔

کبھی کبھی یہ لوگ ان عبارتوں میں تاویلیں کرتے ہیں اور معنی و مراد کچھ سے کچھ بنا کر صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ ایسی عبارتیں لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ جن کی صفائی پیش کرنے کو پھر سے پوری پوری کتابیں لکھنا

پڑیں۔اور صفائی پیش کرنا اور تاویلیں کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میں نے تیری بہن کے ساتھ ہمبستری کی ہے اور وہ شخص جب اس قائل سے جھگڑے تو کہہ دے کہ تیری بہن سے میری مراد میری بیوی ہے کیونکہ سب مسلمان مرد وعورت آپس میں بھائی بہن ہیں لہٰذا میری بیوی تیری بہن ہے بھلا بتائیے کہ یہ تاویل چل جائیگی؟اور کوئی سننے کو تیار ہوگا؟ سمجھ میں نہیں آتا ہو تو کسی سے کہہ کر دیکھئے۔دیوبندی، وہابی اکابرین کی یہ عادت رہی ہے کہ پہلے بکواس کرلو پھر تاویلیں گڑھتے پھرو۔پہلے گالیاں دے لو پھر معنی ومطلب بتاتے پھرو کہ ایسا نہیں ایسا ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہابیت اللہ کا نام لیکر اللہ والوں کی شان میں توہین کرنے، انکا نام اور ذکر، یاد اور محبت دلوں سے نکالنے، انکی بارگاہوں میں گستاخ اور بے ادب بنانے والی ایک غیر اسلامی تحریک، پالیسی اور چالاکی کا نام ہے۔البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی جماعت میں شامل ہر شخص گستاخ ہو لیکن جماعت ضرور گستاخوں کی ہے بے ادبوں کی ہے اور یہ بھولا بھالا جو تحریک کا ظاہر دیکھ کر شامل ہو گیا ہے اس نے ایک غلط راہ پکڑی جو آج نہیں کل اسے گہرے غار میں لے جاکر گرائے گی پھر یہ وہاں سے نکل نہیں سکے گا والی اللہ ترجع الامور۔

کیا نہیں دیکھتے کہ ہندوستان میں کچھ اسلام دشمن سیاسی پارٹیاں ہیں جن کے پوشیدہ ایجنڈے میں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانا شامل ہے لیکن ناسمجھ مسلمان بھی ان پارٹیوں میں شامل ہیں عہدیدار بھی ہیں اور ووٹر بھی سپوٹر بھی۔تو کسی بھی تنظیم جماعت اور پارٹی میں کچھ اچھے بھلے لوگوں کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ پارٹی بھی صحیح ہے اور اس کا آئین بھی صحیح ہے۔آخر غلط فہمی اور مفاد پرستی بھی کوئی چیز ہے۔

Scanned by CamScanner

وہابیت کیوں پھیلی اور کیوں پھیلتی ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ وہابیوں نے ایک چالاکی کی کہ انہوں نے اللہ والوں اور اس کے محبوب بندوں کی توہین کرنے کے لئے اللہ کے نام کو استعمال کیا اور ان کا مقابلہ خدائے تعالیٰ سے کرایا اور خدائے تعالیٰ کی حمد وستائش اور اس کی بزرگی اور برتری کے ذکر کے شہد میں خاصان خدا انبیاء واولیاء کی توہین وتذلیل کا زہر گھول کر پلایا۔ اور یہ فریب دینے کی ترکیب ہوتی ہے کہ کسی کی تحقیر وتذلیل کرنا ہو تو اس سے بڑے کا ذکر بڑائی کے ساتھ کرتے رہو اور پھر اس چھوٹے کو منھ بھر کر ذلیل کرو اور خوب دل کی بھڑاس نکالو وہابیوں کی تحریروں میں ان کی عام بولیاں یہ ہوتی ہیں۔

"سب اختیارات اللہ کو حاصل ہیں کسی نبی اور ولی کو کوئی اختیار نہیں۔"

"اللہ جو چاہے کرے کسی نبی اور ولی کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"سارے نبیوں اور ولیوں کی اللہ کے سامنے کوئی اوقات اور حیثیت نہیں بلکہ وہ اس کے مقابل ذلیل ہیں۔"

"نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ ہے کوئی نبی وولی کسی کو نفع اور نقصان نہیں پہونچا سکتا۔" وغیرہ وغیرہ اس قسم کے سیکڑوں جملے تقویۃ الایمان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں نادانو! یہ تم اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کر رہے ہو بلکہ اس کے دوستوں کی توہین کر رہے ہو ہاں یہ الگ بات ہے کہ تم نے اس توہین کے لئے ذکر الٰہی کو آڑ بنالیا کہ آخر کڑوے گھونٹ بغیر شکر ملائے آسانی سے اتارے

بھی تو نہیں جاسکتے۔

انہیں باتوں کو یوں بھی کہا جا سکتا تھا :

☆ سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں لیکن اس نے حضرات انبیاء واولیاء کو بھی بڑے بڑے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

☆ بے شک اللہ جو چاہے وہ ہی ہوتا ہے اس کی مرضی کی بغیر کچھ نہیں ہوسکتا لیکن اس کے محبوب بندے جو چاہیں تو خدائے تعالیٰ اپنے کرم سے انکی چاہت اور مرضی پوری فرما دیتا ہے۔

☆ حضرات انبیاء واولیاء اللہ تعالیٰ کے یہاں ذلیل نہیں ہیں بلکہ وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہیں انہیں اس نے بڑے بڑے مرتبے عطا فرمائے ہیں۔

☆ حقیقت میں نفع ونقصان کا مالک اللہ ہی ہے لیکن اس کی دین اور عطا سے بندوں سے بھی بندوں کو بڑا بڑا نفع اور نقصان پہونچ جاتا ہے۔

تو آپ دیکھیں یہ ایسے جملے ہیں کہ جن میں خدائے تعالیٰ کی وحدانیت رحمت و یکتائی اور قدرت و کبریائی کا بھی ذکر ہوگیا اور اس کے مقبول بندوں کی شان و عظمت بھی ظاہر ہوگئی۔

میں پوچھتا ہوں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کے عقیدے کی حفاظت کے لئے اس کے مقبول بندوں کی تذلیل وتحقیر ضروری ہے۔ کیا اس کے بغیر ایمان باللہ کامل نہیں ہوسکتا؟ کیا یہی اسلام ہے؟ سوچو اور غور کرو اور مرنے سے پہلے آنکھ کھول لو۔

ایک مثال

اگر کوئی شخص کسی ضلع مجسٹریٹ یعنی کلکٹر کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ وزیر اعلیٰ اور گورنر کے مقابلے میں آپکی کوئی اوقات نہیں ہے انکے سامنے آپ چپراسی کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ تو یقیناً اس کو یہ باتیں اچھی نہیں لگیں گی۔ حالانکہ باتیں سچی ہیں لیکن توہین اور ایمان کی بو آرہی ہے۔ اور اسی کلکٹر سے یہ کہا جائے کہ آپ سیکڑوں میل رقبے میں پھیلے ہوئے اس ضلع کے مالک ہیں جو چاہیں کریں آپ کو بڑا اختیار حاصل ہے کئی سو آفیسران، انسپکٹرس، انجنیرس آپکے ماتحت کام کر رہے ہیں تو ظاہر ہے یہ باتیں سن کر وہ خوش ہوگا۔

بس آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیکر اور اس کی ذاتی اور حقیقی ملکیت و بادشاہت وقدرت وجلالت کا ذکر کرکے حضرات انبیاء و اولیاء کو اس کے مقابلے میں پیش کرکے انہیں بے اختیار، مجبور، بے طاقت، بے نفع جیسے الفاظ سے یاد کرنا انکی بارگاہوں میں گستاخی بے ادبی کرنا ہے اور دل کی بھڑاس نکالنا ہے شیطانی کلیجے کو ٹھنڈ پہونچانا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور جانتے ہو توہین اور بے ادبی اسلام میں کتنا سنگین جرم ہے۔ قرآن کریم کی صرف ایک آیت سنو :

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o

اے ایمان والو نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا مت ہونے دو اور انکی

بارگاہ میں اس طرح زور زور سے بات چیت مت کرو جیسے ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔(سورۃ حجرات رکوع ا)

دیکھا آپ نے صرف اتنی سی بات پر کہ آواز سے آواز اونچی ہو جائے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسی سخت وعید سنائی ہے کہ سارے اعمال برباد ہو جائیں گے سب کرے دھرے پر پانی پھر جائے گا۔ حالانکہ آواز سے آواز کا اونچا ہو جانا بات چیت کے درمیان عرف میں کوئی بڑی بے ادبی نہیں مانی جاتی ہے عام طور سے ایسا ہو جاتا ہے کہ لوگ اپنے بڑوں سے بات چیت میں اس کا خیال نہیں رکھ پاتے اور انکی آواز بڑوں کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے لیکن خدائے تعالیٰ کو اپنے محبوب کی بارگاہ میں اتنی سی بے ادبی گوارہ نہیں اور اس کی سزا سب نیکیوں پر پانی پھر جانا ہے۔ یعنی قرآن کریم میں صاف کر دیا گیا کہ بے ادب کا کوئی عمل قبول نہیں اس کے نماز، روزے، حج وزکوٰۃ وغیرہ سب اکارت ہیں۔

آج کی دنیا کا بے ادب ماحول

وہابیت کے فروغ پانے میں اس بات کا بھی بہت بڑا دخل ہے کہ آج کی دنیا پہلے سے بہت بدل چکی ہے سوڈیڑھ سو سال سے ترقی کے نام پر نئی نسلوں کی ذہنیت کو بالکل تبدیل کر دیا گیا ہے۔ آزاد خیال اور آوارہ گردی کی ایک لہر چلی ہے۔ لحاظ پاس اٹھتا جا رہا ہے۔ مدرسوں کی جگہ اسکولوں اور کالجوں نے لے لی ہے۔ جہاں استاد شاگردوں کو ڈانٹتے ڈپٹتے ادب سکھاتے انہیں سزا دیتے تھے

Scanned by CamScanner

اب شاگرد استادوں کو ڈانٹنے مارنے لگے ہیں ہر طرف بے ادبی اور بدتہذیبی کا دور دورہ ہے۔ جہاں گاؤں بستی اور محلوں میں وہاں کے چھوٹے اپنے سے عمر میں بڑے بوڑھوں کا ادب کرتے تھے ان کے سرہانے نہیں بیٹھتے تھے انکے سامنے حقہ بیڑی اور پان کا استعمال نہیں کرتے تھے معاملات میں انہیں پیش پیش رکھتے تھے ان سے مشورے کرتے انکی بات بالا رکھتے ان کے سامنے ننگے سر نہیں جاتے تھے اب کہاں دوسرے گھرانوں کے بڑے بوڑھے؟ اب تو خاص اپنے ماں، باپ، دادا، دادی تک کا کوئی لحاظ نہیں ہے انہیں ڈانٹنا، ڈپٹنا، مارنا، چلانا، گالیاں دینا بجائے انکی ماننے کے ان سے اپنی بات منوانا ان سے خود کو زیادہ عقل مند سمجھنا اور انہیں بیوقوف خیال کرنا ترقی اور فیشن بن گیا ہے خدائے تعالیٰ خیر فرمائے دنیا کا ماحول اب دیکھا نہیں جا رہا ہے ساتھ ایمان کے خاتمہ نصیب فرمائے۔

میں کہتا ہوں بڑوں کی بات میں حکمت اور برکت ہوتی ہے ہوسکتا ہے انکی کوئی بات یا کوئی حکم آپ کو خلاف عقل نادانی ناسمجھی اور بیوقوفی معلوم ہوتی ہو لیکن ہر کام کے انجام و مصلحت کو اللہ ہی جانتا ہے اور نفع نقصان کا مالک وہی ہے وہ چاہے تو دولت دیکر بے چین کر دے اور وہ چاہے تو غریبی میں سکون دے دے۔ وہ چاہے تو شاندار بلڈنگوں، عالی شان عمارتوں میں تڑپا دے اور وہ چاہے کچے مکانوں اور جھونپڑیوں میں چین کی نیند سلا دے بہر حال کوئی سمجھے نا سمجھے بات یہی ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری میں برکت ہے اور ادب و تعظیم میں خدائے تعالیٰ کی رحمت ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ پہلے زمانے میں لوگ غریبی و ناداری، مفلسی و ناتوانی فاقہ کشی اور تنگ حالی کے باوجود سکون سے نظر آتے تھے خوش و خرم دکھائی دیتے تھے آج

دولت کی فراوانی ہے مالداری اور قسم قسم کے ساز وسامانوں کی بہتات اور ارزانی ہے۔
عیش و تنعم کے لئے طرح طرح کی اشیاء موجود ہیں لیکن سکون وچین کہاں ہے؟
جس سے پوچھو وہ پریشان ہے۔ ہزار قسم کی الجھنیں اور ذہنی پریشانیاں گنا تا ہے۔
جہاں محبت تھی ایثار تھا، ایک کا دوسرے سے لگاؤ تھا وہاں اب یہ حال ہے کہ انسان انسان کو کھانے کے لئے دوڑ رہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں، ڈاکٹروں، ماسٹروں، وکیلوں، بیرسٹروں، لکچراروں اور پروفیسروں والی مغربی تہذیب کی دلدادہ آزاد خیال دنیا اور اس کا ماحول وہابیت کے لئے سازگار ثابت ہوا اور بے ادبی پھیلانے کے لئے بے ادبوں کو دنیا کا بے ادب ماحول راس آگیا اور عشق ومحبت، ادب و تعظیم والی حدیثیں اور قرآنی آیات، دینی مدارس اور خانقاہوں کی روایات انہیں افسانے اور کہانیاں معلوم ہونے لگے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں نے مذکورہ تمام مغربی تعلیم یافتہ افراد کو آزاد خیال کہہ دیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان میں سے وہ لوگ جو اپنے دین وایمان کو بچائے ہوئے ہیں۔ کچھ بھی ہیں لیکن اپنی اسلامی بود و باش، رنگ اور لباس میں نظر آتے ہیں۔ حضرات انبیاء واولیاء وعلماء کا ادب واحترام دل میں رکھتے ہیں۔ یقیناً وہ ہماری قوم کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں اور ان سے بڑے بڑے قومی مفاد وابستہ ہیں۔

بات وہی ہے جو اکبر صاحب الہ آبادی کہہ گئے :

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

میں نے خود دیکھا کہ ایک ڈبل ایم۔ اے۔ پاس بابو جی شرٹ برٹ والے ہیڈ اور بوٹ پہنے ننگے سر ایک مفتی صاحب کے پاس مسجد کے حجرے میں

Scanned by CamScanner

ایک فتویٰ لینے آئے اذان ہو چکی تھی نماز کا وقت تھا انہوں نے فرمایا آپ پھر کسی وقت آیئے گا، مسئلہ پیچیدہ ہے غور کرنا پڑیگا، کتابیں بھی دیکھنا پڑیں گی۔ وہ صاحب ناراض ہو کر واپس ہوئے اور یہ کہتے جا رہے تھے، یہ مولوی بھی عجیب لوگ ہیں کسی کی حیثیت کو نہیں سمجھتے، ہم سے بیٹھنے تک کو نہیں کہا اور فتوے کے لئے کہہ دیا کہ پھر کبھی آیئے گا ہمارے پاس اتنا وقت کہاں ہے؟

دیکھا آپنے کلکٹروں، کمشنروں اور ججوں کے پاس صرف ایک دستخط کرانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کاموں یا معمولی مقدموں اور فیصلوں کے لئے کئی کئی سال تک دوڑنے والے کچہریوں، دفتروں میں چھ چھ گھنٹے "صاحب" کا انتظار کرنے والے مفتیوں اور عالموں کو غلاموں اور نوکروں کی طرح سمجھنے لگے ہیں اور ہر مسئلے اور فتوے کا جواب ان سے فوراً چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی فقہ اور اس کے مسائل کا مکمل طور پر جاننا وکالت اور بیرسٹری کے کورس سے زیادہ مشکل ہے اور یہاں روا روی اور جلدی میں یا مزاج وطبیعت کی ناسازگاری میں یا کسی ذہنی الجھن اور دباؤ میں غلط بات یا کچھ کا کچھ منہ سے نکل جائے یا قلم سے لکھ جائے تو خوف خدا اور فکر آخرت بھی دامن گیر ہے۔

بات لمبی ہو گئی اب اس موضوع کو یہیں ڈاکٹر اقبال صاحب کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

Scanned by CamScanner

خانقاھی نظام کی ابتری

وہابیت پھیلانے اوراس کے فروغ پانے میں موجودہ دور کے خانقاہی نظام اورانکے غیر شرعی حالات رسوم ورواج کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ جہاں الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی تھیں وہاں طبلے بجنے لگے، جہاں رات دن قرآن کی تلاوتیں ہوتی تھیں وہاں ہارمونیم اور ساز بجنے لگے، جہاں ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کا ذوق وشوق پیدا کیا جاتا تھا وہاں اب عبادت کو شریعت اور مولویوں کا راستہ بتا کر اس سے روکا جانے لگا، جہاں نمازوں کی صفیں لگتی تھیں وہاں ناچ رقص ہونے لگے۔ اس سلسلے میں پوری تفصیل تو ابھی آگے آتی ہے۔ یہاں تو صرف اتنا بتانا ہے کہ جن اللہ والوں اس کے محبوب بندوں اولیاء کرام بزرگان دین کی عزت وعظمت کے لئے ہم دوسروں سے لڑے انکی شان اور مرتبے کو گھٹانے والوں انکی توہین وتذلیل کرنے والوں سے مقابلے کئے آج کے اکثر پیروں اور پیرزادوں میں ان بزرگوں کے کردار کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی انکی خلاف شرع حرکتوں نے انہیں دین سے دور کر دیا۔ اور اولیاء اللہ اور بزرگوں کی جو کرامتیں اور انکے فضائل ومناقب مولویوں نے بیان کئے قوم نے اپنی ناسمجھی وبے علمی کے سبب اُنہیں آج کے پیروں اور پیرزادوں میں ٹٹولا قریب سے دیکھا بھالا اور کج فہمی سے انہوں نے اِنہیں کو اولیاء واتقیاء سمجھا تو اسے یہ سب ڈھکوسلہ اور دھوکہ معلوم ہوا اور اس میں ہماری جماعت کے پیشہ ور لالچی مقرروں، خطیبوں اور شاعروں کا بھی بہت بڑا دخل ہے آج اکثر مولویوں کا یہ حال ہے کہ ان میں کسی کا بھی کسی بے نمازی خلاف شرع انپڑھ پیر اور پیرزادے کو ہزاروں کے مجمع میں برسر ممبر ولی کامل اور پیر طریقت کہہ دینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور کسی بھی

شاعر کا کسی بھی نا اہل سجادے کی شان میں قصیدہ اور منقبت پڑھ کر اسکو با کرامت مرشد برحق ثابت کردینا ایک عام بات ہے۔ جب کہ حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔''

(الجامع الصغیر)

دراصل آج کی یہ مقرری اور شاعری اسلام وسنیت کے لئے بہت بڑا خطرہ بنتی جارہی ہے اس سلسلے میں قوم سے صرف اتنا کہونگا کہ وہ آج کے مقرروں اور شاعروں کی بولیوں کو اسلامی فتویٰ نہ سمجھیں بلکہ دینی اسلامی کتب پڑھنے، انکا مطالعہ کرنے کی عادت بنائیں۔ آج تقریر کرنے والوں میں اکثر وہ لوگ ہیں کہ جن کا مقصد وعظ ونصیحت اصلاح وتبلیغ نام کی کوئی چیز نہیں ہے قوم کو کسی طرح خوش کرکے اور اس کا دل جیت کر نذرانے وصول کرنے کے لئے ہی یہ گھر سے نکلتے ہیں۔ یاد رکھو جس قوم کی ہلاکت قریب ہوتی ہے ان میں پیشہ ور مقرر اور شاعر زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جو قوم صرف جلسوں، مقرروں، شاعروں، اور مشاعروں پر رہ گئی ہو اُس کی عمر بہت کم ہے۔

ضروری نوٹ:

دینی کتابوں کا ادب کیجئے۔ کتاب کے اوپر کبھی کوئی گھریلو سامان مت رکھئے۔ یہ بھی نہ ہو کہ آپ اوپر ہوں اور کتاب نیچے، بے پڑھا باادب اچھا ہے پڑھے لکھے بے ادب سے۔

عوام کی بے راہ روی

اس سے میرا مقصد وہ لوگ ہیں جو نیاز و فاتحہ، دسویں اور چالیسویں تو خوب کرتے ہیں بزرگوں کے نام پر کھچڑے، ملیدے، پلاؤ اور زردے خوب پکا پکا کر کھاتے ہیں، درگاہوں پر بھی خوب جاتے ہیں لیکن نماز، روزے کی پابندی نہیں کرتے، احکام شرع سے بہت دور ہیں، زکوٰۃ کبھی نہیں نکالتے، ایسے لوگوں کے اس طریقۂ کار سے وہابیت کو فروغ مل رہا ہے اور مذہب اہل سنت کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ ان کے عمل اور طریقۂ کار کو دیکھ کر لوگ گمراہ ہورہے ہیں اور مذہب کا غلط تعارف ہورہا ہے کیونکہ آج کل دنیادار لوگ علماء کے فتاوٰی اور انکی کتابیں تو دیکھتے نہیں عوام کی روش اور انکے معاشرے کو ہی مذہب خیال کرتے ہیں۔

کاش ہمارے عوام بھائی اسلام کی ضروری باتوں پر عمل کرتے اور اس کے ساتھ شریعت کے دائرے میں رہ کر نیاز و فاتحہ وغیرہ کو بھی ایک ثواب کا کام سمجھ کر کرلیا کرتے تو مذہب اہل سنت کو بڑی تقویت ملتی۔

وہابیت کو روکنے کے لئے کچھ تدبیریں

۱۔ اصلاح عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح اعمال پر بھی زور دیا جائے۔ صرف جلسوں اور تقریروں کے ذریعے نہیں بلکہ تنظیمیں اور تحریکیں چلا کر مسجدوں کو نمازیوں سے بھرا جائے، خلاف شرع باتوں سے روک کر احکام شرع کا پابند بنایا جائے۔ ادھر کچھ دنوں سے برصغیر کے حالات کچھ اس موڑ پر آگئے ہیں کہ اہلسنت والجماعت نماز روزے اور احکام شرع کی تبلیغ و اشاعت پر جتنا زور دینگے اتنا ہی اہلسنت کو فروغ ہوگا اور نئے نئے فرقوں سے قوم محفوظ رہ سکے گی۔ بھائیو! قوم کی مثال خود رو گھاس کی طرح ہے جو اسے کاٹ کرلے گیا وہی اس کا مالک ہے۔ صلح

کلیت کی ایسی لہر چلی ہے کہ عوام عموماً تردید اور اختلاف کی باتوں کو پسند نہیں کرتے اور مشاغل دنیا کام دھندوں کی وجہ سے انہیں نہ کتابیں دیکھنے کی فرصت اور ضعف ایمان اور انہماک فی الدنیا کی وجہ سے انکی اپنی نظر میں نہ انہیں اس کی خاص ضرورت۔ بس جو انہیں اپنے کردار سے خواہ ظاہریت ہی سہی متاثر کر کے لے گیا وہ اس کے پیچھے ہیں اور خود تو زیادہ جانتے نہیں بس جو اسکے عقائد وہ انکے عقائد جو اُس کا دین وہ ان کا دین الناس علي دين ملوكهم اس کو یوں سمجھئے کہ کہیں لاوارث خودرو کھیتی کھڑی ہے اور ایک شخص اسے کاٹ رہا ہے آپ اس کے قریب جا کر اس سے جھگڑا کرتے رہیں کہ تو کیوں کاٹ رہا ہے میں کاٹوں گا میرا حق ہے۔ تو بھاگ جا تو غلط آدمی ہے تو اسے کاٹ کر اس کا غلط استعمال کرے گا۔ آگ میں جلا دے گا یا دریا میں بہا دے گا۔ یا اس کا غلہ چوروں، ڈکیتوں اور بدمعاشوں کو کھلائے گا۔ آپ یہ سب کہتے رہیں اور وہ کاٹتا رہے تو اس میں آپ ایک بڑی بھول کر رہے ہیں آپ کو چاہئے کہ آپ حتی الامکان اس کو روکنے کی بھی کوشش کریں اور خود اوزار لیکر کاٹنا بھی شروع کر دیں ورنہ آپ اس کا رد کرتے رہ جائینگے اور وہ کھیتی کٹ جائیگی۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

کچھ لوگ اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہیں کہ ایمان وعقیدہ درست ہو بس کافی ہے تو اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ایمان عقائد کی درستگی کا ہی نام ہے لیکن اس بات سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے کہ جب بندہ نافرمانی اور سرکشی میں حد سے آگے بڑھ جاتا ہے گناہ کبیرہ کرنے اور فرائض و واجبات کو چھوڑنے پر جری ہو جاتا ہے تو کبھی کبھی اس کا ایمان بھی چھین لیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک صاحب نے پوچھا

Scanned by CamScanner

کہ یارسول اللہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں نیکی کر کے خوشی ہو اور گناہ کر کے افسوس ہو تو تم ایمان والے ہو۔

مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۱۶

قرآن کریم میں ہے :

وہ (قرآن) ہدایت ہے ڈروالوں کے لئے جو بے دیکھے ایمان لائے اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں۔

سورۃ بقرہ، رکوع ۱

اور فرماتا ہے :

بیشک مراد کو پہونچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف توجہ نہیں کرتے اور وہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ الخ الایۃ سورۃ مومنون رکوع ۱

اور قرآن کریم میں جگہ جگہ جہاں ایمان لانے والوں کی تعریف کی گئی ہے وہاں عَمِلُو الصّٰلِحٰت کا لفظ بھی ساتھ میں ہے یعنی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے گویا کہ خدائے تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لئے ایمان وعقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ نیکیاں کرنا اور گناہوں سے بچنا دونوں امر ضروری ہیں۔ پچھلی امتوں میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ ان پر غلط کاریوں کی وجہ سے عذاب آ گیا قوم لوط پر لڑکوں سے بدفعلی کی وجہ سے، قوم شعیب پر ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے عذاب آ گیا قارون کو اس لئے زمین میں دھنسا دیا گیا تھا کہ اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مختلف قسم کے گناہوں اور حرام کاموں کے کرنے والوں پر قرآن وحدیث میں جو سخت سخت قسم کے عذاب کی وعیدیں آئی

Scanned by CamScanner

ہیں وہ خوامخواہ نہیں ہیں تو بات یہ ہے کہ جو لوگ یہ سوچے ہوئے ہیں کہ ایمان و عقائد کی درستگی کافی ہے نیکیاں کرنا اور گناہوں سے بچنا ضروری نہیں ، یہ لوگ بڑے دھوکے میں ہیں اور شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو واعظ و مقررین اپنی تقریروں کے ذریعے یہ ذہن دیتے ہیں کہ ایمان وعقیدہ درست کرلو پھر جو چاہو کرو اور ان کی تقریروں سے بجائے اصلاح کے لوگ گناہوں پر جری ہو جاتے ہیں اور انکے دلوں سے خدائے تعالیٰ کا خوف نکل جاتا ہے۔ ایسے تمام مولوی گمراہ کرنے والے ہیں جو ابلیس کا گروہ بڑھانے میں لگے ہیں **والعیاذ باللہ تعالیٰ** ۔تو عالم وہی ہے جو اللہ کی رحمت اور اسکے رسول کی شفاعت سے امید بھی دلاتا رہے اور بدعقیدگی اور بدعملی وفسق وفجور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا بھی رہے اور حکمت وتدبیر کے ساتھ بدمذہبوں کا رد بھی کرتا رہے۔

حضرت امام غزالی نے فرمایا قرآن کی وہ آیتیں اور حدیثیں جن میں اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا ذکر ہے غافلوں کو نہیں سنانا چاہیے اور جس شہر میں ایسا عالم موجود ہے جو غافل اور بدعمل دنیاداروں کو رحمت ومغفرت کی آیتیں سناتا ہے وہاں شیطان کو جانے کی ضرورت نہیں وہ عالم شیطان کا نائب بن کر اسی کا کام کررہا ہے۔ کیمیائے سعادت مترجم اصل دہم صفحہ ٦٨٧

۲۔ مقرروں، خطیبوں، شاعروں اور پیروں سے زیادہ مساجد کے امام اور مدارس کے اساتذہ کا خیال رکھا جائے باصلاحیت باعمل امام اور مدرسین رکھے جائیں اور انہیں فارغ البال کیا جائے اور انکی ضرورتوں کا بھرپور خیال رکھا جائے۔ آج وہ دور ہے کہ ایک ایک نظم پڑھنے پر شاعروں کو پانچ پانچ ہزار کی رقم ایک رات میں دے دی جاتی ہے اور اماموں کو۔ بچوں کو دینی تعلیم سکھانے والوں کو ایک مہینے میں

۲۔۳ ہزار روپئے کی تنخواہ بمشکل مل پاتی ہے۔ یہ سب بربادی کے آثار ہیں۔

۳۔ نیاز و فاتحہ، سوئم، دسویں، بیسویں، چالیسویں، کونڈے، شب برأت، گیارہویں شریف، اور بارہویں شریف کے موقعے پر فاتحہ اور ایصال ثواب محفل میلاد شریف کا انعقاد، مزارات کی حاضری اور بزرگان دین کے اعراس وغیرہا امور بدعات حسنہ باعث خیر و برکت اور اچھے کام ہیں۔ لیکن علماء اہلسنت کے فتاوٰی میں بھی انہیں کہیں فرض و واجب نہیں لکھا ہے۔ انہیں کرتے رہنا چاہئے لیکن صرف مستحب اور اچھے کام سمجھ کر کیا جائے فرض و واجب سمجھ کر نہ کیا جائے اور لوگوں کو یہ یاد بھی کراتے رہنا چاہئے کہ ان سب باتوں کو وہ امور مستحبہ خیال کر کے کرتے رہیں شرعاً لازم وضروری سمجھ کر نہ کریں۔ اور خواص اہل علم کبھی کبھی چھوڑ بھی دیں تو کچھ گناہ نہیں بلکہ اس میں مصلحت ہے۔ پابندی کرنے سے لوگ انہیں فرض وواجب خیال کرنے لگیں گے اور آنے والی نسلیں غلط فہمی کا شکار ہو سکتی ہیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف میں تراویح کی نماز پابندی سے پورے مہینے نہیں پڑھی اور فرمایا ”**خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ** یعنی مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے۔“ (مشکوۃ باب قیام رمضان صفحہ ۱۱۴ بحوالہ بخاری ومسلم)

ہر مہینے کے نفل روزے اور چاشت کی نماز کے بارے میں بھی حدیثوں میں حضور سے ایسا ہی مروی ہے کبھی ادا کرتے تو کبھی چھوڑتے تا کہ لوگ ضروری اور فرض خیال نہ کرنے لگیں۔

فتاوٰی عالمگیری سجدہ شکر کے بیان میں ہے

نماز کے بعد جو سجدہ کیا جائے یہ مکروہ ہے اس لئے کہ جاہل لوگ ان کو

سنت یا واجب خیال کرنے لگیں گے اور جب کسی مباح کو لوگ واجب و سنت خیال کرنے لگیں وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ عالمگیری جلد اول باب ۱۳ صفحہ ۱۳۶

اس عبارت سے میرا مقصد اس طرح دھیان دلانا ہے کہ اگر کسی مستحب کام کو لوگ اس کو زیادہ اہمیت دینے لگیں تو اس کو کبھی کبھی چھوڑ دینا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

نذر و نیاز شہدائے کربلا و عرس بزرگان دین یہ امور اگر بطور شرع شریف ہوں تو صرف مستحبات ہیں ان پر جبر نہیں کیا جا سکتا یعنی کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۲۸۹ مفہوماً

اور فرماتے ہیں

بقدر سنت غسل و کفن و دفن میں جس قدر صرف ہوتا ہے بقیہ ورثہ اسی قدر کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں فاتحہ و صدقات و سوئم و چہلم میں جو صرف کیا یا قبر کو پختہ کیا یا اور مصارف قدر سنت سے زائد کیے وہ سب ذمہ پسر پڑیں گے باقی وارثوں کو اس سے سروکار نہیں

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۶ صفحہ ۲۸۸

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ فاتحہ و صدقات تیجے دسویں چالیسویں اور قبروں کو پکا بنانا سنت نہیں ہے صرف جائز یا مستحب ہے نہ کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں اور فرماتے ہیں

فاتحہ و عرس کے لئے شرع سے کوئی مطالبہ نہیں

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۲۸۸

Scanned by CamScanner

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ولادت اقدس کی خوشی کرنی اس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہ جائز و مستحب ہے

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۵۳

اعلیٰ حضرت کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے

او صوابترک التزام مستحبٍ اذا خیف ان یظنہ العوام واجباً

اگر یہ خطرہ ہو کہ عام لوگ کسی مستحب کام کو واجب خیال کرنے لگیں گے تو علماء نے اس کو پابندی سے کرنے سے منع کیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۰۴ مطبوعہ مبارک پور جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۵۱ مطبوعہ پوربندر

اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اقامت سے پہلے بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے کوئی نہ پڑھے اس کو ناپسند کرتا ہے اور پڑھنے کے لئے اصرار کرتا ہے تو جواب میں لکھا۔

درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں لیکن اقامت سے فصل چاہیے یا درود شریف کی آواز اقامت کی آواز سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف اقامت کا حصہ نہ معلوم ہو رہا زید کا عمرو پر اصرار کرنا تو وہ اصلاً کوئی وجہ شرعی نہیں رکھتا۔

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۶ صفحہ ۵۵۳

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اذان اقامت سے پہلے درودھ شریف پڑھے تو درود شریف پڑھ کر کچھ دیر ٹھہر جائے پھر اذان واقامت پڑھے یا لہجہ وآواز بدل کر پڑھے تا کہ لوگ درود شریف کو اذان واقامت کا حصہ اور ٹکڑا نہ سمجھنے لگیں اور جو شخص نہ پڑھتا ہو صرف اذان واقامت جیسی کہ پہلے سے

پڑھی جاتی رہی ہے ویسے ہی پڑھے تو اس پر درود شریف پڑھنے کے لئے زور دینا یا نہ پڑھنے کو گناہ سمجھنا ناپسند کرنا زیادتی ہے یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ علمائے اہل سنت نے بدعات حسنہ اچھے اور مستحب کام کرنے کی اجازت تو دی لیکن اس بات کی طرف بھی دھیان دلایا کہ ان کاموں کو دین کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

ان المندوبات قد تنقلب مکروھات اذا رفعت عن رتبتھا

مستحب کام جب لوگ انہیں ان کے مرتبے سے زیادہ اہمیت دینے لگیں تو وہ مکروہ ہوجاتے ہیں۔

فتح الباری جلد نمبر۲ صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر

اور مولانا علی قاری مکی فرماتے ہیں من اصر علی امر مندوب و جعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال

جو کسی مستحب کام پر اصرار کرے اور اس کو ضروری قرار دے اور اجازت و رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کو گمراہ کرنے کی راہ پالیتا ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد۲ ص۱۴ مطبوعہ بمبئی)

آج صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک گاؤں میں ایک غریب مزدور نے بنئے سے سود پر قرض لیا اور اس نے چار سیر میدہ کی پوڑیوں پر کونڈے کی فاتحہ کرائی ایسے ہی ایک مفلس و نادار شخص کے یہاں میّت ہوگئی تو لوگوں نے زبردستی اس سے ۱۵ کلو چنے خریدوا کر فاتحہ اور کلمہ خوانی کرائی اور اس نے یہ اس لئے کیا کہ لوگ اسے وہابی کہہ دینگے۔ حالانکہ یہ زیادتی ہے اور لوگ مذہب اہلسنت کی طرف سے سخت غلط فہمی کا شکار ہیں۔

اسلام میں زکوٰۃ، فطرہ، قربانی اور حج کو بھی مالدار یعنی صاحب نصاب اور صاحب استطاعت لوگوں پر لازم کیا گیا ہے کمزوروں غریبوں پر نہیں۔ جب کہ یہ اسلام میں اتنے اہم کام ہیں کہ انکے بغیر اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ پھر تیجے، دسویں، چالیسویں، عرس اور برسی اور دیگر نیازوں فاتحاؤں کے لئے پریشان ہونا قرض لیکر کرنا یا غریبوں، ناداروں اور مفلسوں کو ان کاموں کے لئے مجبور کرنا یا اپنے عمل یا قول سے ان امور کو فرض وواجب کا درجہ دے دینا مذہب اہلسنت نہیں ہے اور جس اسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسان بنایا اور آسان فرمایا اسے مشکل بنانا ہے قرآن کریم میں ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے :

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

خلاصہ یہ کہ قرضے لیکر یا تنگی اور پریشانی اُٹھا کر لمبی لمبی نیازیں، فاتحائیں، تیجے اور دسویں، بیسویں اور چالیسویں کرنے پوڑئیں، حلوے اور کھچڑے، ملیدے پکانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر کسی کا قرضہ آتا ہو تو اسے ادا کرنا نیاز و فاتحہ سے زیادہ ضروری ہے بلا خاص ضرورت کے قرضہ لینا یا خوامخواہ قرضدار رہنا شرعاً ممنوع ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رامپوری فرماتے ہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ قرضدار آدمی کو صدقات و خیرات کرنا خواہ اپنی طرف سے کرے یا میّت کی طرف سے شرع میں مستحسن نہیں خاصکر جب کہ قرض سود پر لیا جاوے یہ نہایت قبیح و شنیع ہے۔ ایسا آدمی صرف الحمد اور سورتیں پڑھکر بخش دیا کرے

انوار ساطعہ برحاشیہ براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸

اور یہی مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری ثم میرٹھی جنھوں نے اب سے کچھ اوپر سو سال پہلے اپنی اس مذکورہ کتاب انوار ساطعہ کے ذریعے نیاز و فاتحہ میلاد و سلام وغیرہ کے ثبوت دیکر وہابیوں کے دانت کھٹے ناطقے بند کردیئے تھے اس کتاب میں دوسری جگہ اسی نیاز و فاتحہ تیجے دسویں چالیسویں اور محفل میلاد شریف وغیرہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

ایک امر خیر اور کار ثواب ہے کہ مستحب ہے جو کوئی اس کو واجب یا واجب سے بھی زیادہ اعتقاد کرے گا اس کے حق میں منع کیا جاوے گا کیونکہ اس نے قاعدۂ دین کو بدل دیا کہ مستحب کو واجب خیال کرلیا۔

انوار ساطعہ برحاشیۂ براہین قاطعہ ص ۶۹

اور حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب امجدی فرماتے ہیں۔

اولیاء کرام کا عرس جائز ہے ضروری نہیں اور کوئی مسلمان اسے ضروری نہیں کہتا جائز ہی کہتا ہے

فتاویٰ فیض الرسول جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۷۲

یعنی اب اگر اسے کوئی ضروری خیال کرتا ہے یا کہتا ہے یا اہل سنت پر ضروری سمجھنے کا الزام لگاتا ہے تو یہ کی جہالت نادانی اور بہتان تراشی ہے۔

اور نیاز و فاتحہ پاؤ بھر اور چھٹانک بھر میدے کی پوڑی اور سوجی کے حلوے پر بھی ہو سکتی ہے اور تیسرے دن چنوں کے بجائے ستر ہزار مرتبہ کلمہ انگلیوں اور تسبیح کے دانوں پر بھی پڑھا جا سکتا ہے، چنے ضروری نہیں اور ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن انکے لئے قرض لینے یا پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور کچھ بھی نہ ہو محض قرآن پڑھ کر یا اللہ و رسول کا ذکر کر کے یا نفل نماز پڑھ کر یا

Scanned by CamScanner

نفل روزے رکھ کر عام میت کو یا بزرگوں کو ایصال ثواب کیا جائے تو یہ بھی مکمل نیاز اور پوری فاتحہ ہے جس میں کوئی کمی نہیں ہے اور ساتھ میں کھانا کھلانا، صدقہ و خیرات بھی ہو جائے تو کوئی برائی نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔ لیکن اس کے لئے قرض لینے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور میت کی چھوڑی ہوئی جائیداد یا نقدی میں سے خرچ کر کے اس کا تیجہ، دسواں اور چالیسواں وغیرہ کرنا بغیر تمام وارثوں کی مرضی کے بجائے نیکی کے اور گناہ ہے اور وارثین میں کوئی نابالغ ہو تو اس کی مرضی لیکر بھی ترکے میں سے نیاز و فاتحہ کرنا جائز نہیں ہے بجائے ثواب کے عذاب کا کام ہے۔ ہاں کوئی اپنی کمائی سے کرے تو کچھ حرج نہیں۔

میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ آج کل کافی لوگ نیاز و فاتحہ نام و نمود کے لئے اپنی شہرت کے لئے بھی کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میری پوڑیاں سب سے اچھی رہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے حلوہ ایسا بنایا کہ ریکارڈ توڑ دیا کوئی کہتا ہے کہ میرا کھچڑا کھا کر لوگوں کے منھ بن گئے کوئی لمبے لمبے کھانے کھلا کر دھوم دھام سے جلسے اور پروگرام سجا کر تیجے دسویں اور چالیسویں اس لئے کراتا ہے کہ لوگ کہیں گے اور طعنے دینگے کہ فلاں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد کچھ کیا ہی نہیں تو ایسی تمام نیازیں فاتحائیں اور دسویں، چالیسویں دنیا داری ہے دینداری نہیں اور ان میں کوئی ثواب نہیں ہے۔ اور شیخی خوری اور تعریف پسندی کے لئے یہ کام کرنے والے بڑی بھول میں ہیں۔ اور بغیر کھانے کے صرف قرآن پڑھ کر یا تھوڑے بہت حتی المقدور کھانے کھلانے کے ساتھ جو نیاز و فاتحہ خلوص دل سے کی جائے وہ ان بڑی بڑی دیگوں سے افضل ہے جو ریاکاری اور دکھاوے کے لئے ہوں۔ اور جو لوگ نماز نہ پڑھتے ہوں زکوٰۃ نہ نکالتے ہوں اور دوسرے فرائض و

احکام شرع کو چھوڑ کر جوئے، شراب، گانوں، تماشوں کے عادی ماں باپ کے نافرمان حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار ہیں ان لوگوں کی نیازیں فاتحائیں ریاکاری اور دکھاوا ہی معلوم ہوئی ہیں۔ اور موجودہ نیاز و فاتحہ کی مخصوص صورتوں سے بھی بہتر ایصال ثواب کے کچھ اور طریقے بھی ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ فاتحہ میں جو کھانا مسکین کو کھلایا یا تقسیم کیا جاتا ہے اس کے بجائے اگر دینی طالب علم کی مدد کردی جائے تو کیسا ہے کیا ثواب میں کمی ہوگی؟

جواب میں فرمایا

یہ اس کا نعم البدل ہے اور ثواب میں کمی کیا معنی اس سے ستر گنا زیادہ ثواب ملنے کی امید ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ برکات رضا پور بندر

پھر اعلیٰ حضرت نے اپنے اس قول کو قرآن کی آیات احادیث مبارکہ اور علماء کے اقوال سے ثابت بھی کیا ہے۔ اور آجکل مسکین اور محتاج کہاں اب تو عام طور پر پیشاور خاندانی فقیر یار دوست اہل محلّہ وغیرہ ہی سب فاتحہ کے کھانے چاٹ جاتے ہیں۔

اوپر مذکور اعلیٰ حضرت کے قول کی روشنی میں یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ جو رقم نیاز و فاتحہ دسویں بیسویں چالیسویں وغیرہ میں خرچ ہوتی ہے اگر اس رقم سے کسی دینی طالب علم، مسجد کے امام یا مؤذن یا ضرورت مند مولوی عالم کی مدد کردی جائے یا مسجد و مدرسہ میں لگادی جائے یا کسی غریب مریض کا علاج کرادیا جائے یا کسی بال بچے دار بے گھر مسلمان سے رہنے کے لئے کسی گھر کا

انتظام کردیا جائے اور اس سب میں بھی بزرگوں یا مُردوں کو ثواب نذر کرنے یا پہونچانے کی نیت کرلی جائے تو یہ موجودہ دور کی رسمی نیاز و فاتحاؤں سے کہیں افضل ہے۔

بہت سے گاؤں دیہاتوں میں میں نے دیکھا کہ مسجد کے اماموں اور مؤذنوں کو تنخواہیں میسر نہیں ہے اور نیاز و فاتحاؤں اور عرسوں میں لاکھوں لاکھ روپے خرچ کردیے جاتے ہیں جس کو چھ مہینے کے بعد امام کو ایک گھڑی غلہ دینا مشکل پڑ رہا ہے وہ نیاز و فاتحہ میں ہزروں روپے خرچ کرڈالتا ہے۔

بھائیو اس میں کوئی شک نہیں کہ نیاز و فاتحہ عرس و لنگر اچھے اور جائز ثواب کے کام ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مسجدوں کو آباد رکھنے کیلئے جو خرچہ کی جائے وہ میری نظر میں سب سے عمدہ صدقہ اور سب سے بڑے ثواب کا کام ہے اور جن کے دم سے مسجدیں آباد ہیں ان کی مدد کرنا انہیں خوشحال رکھنا اسلام میں سب سے ضروری کام ہے جہاں مسجد نہ ہو وہاں مسجد بنوادینا خالص اسلام ہے ۔جنت میں مکان بنوانا ہے اپنے لئے بھی اور ثواب پہونچانے کی نیت ہو تو اپنے گھر کے مُردوں کے لئے بھی۔

تو بات یہی ہے کہ نیاز و فاتحہ وغیرہ امور کو جن لوگوں نے حرام و گناہ سمجھ رکھا ہے وہ لوگ یقیناً بدنصیب اور محروم القسمت ہیں اور جن لوگوں نے فرض و واجب شرعاً لازم وضروری سمجھ رکھا ہے یا انہیں امور کو اسلام خیال کرر کھا ہے وہ لوگ بھی غلطی پر ہیں، راستہ بیچ میں ہے۔اور یہ امت مسلمہ درمیانی یعنی افضل امت ہے مذہب سنیوں کا ہی حق وصحیح ہے لیکن ان کی اصلاح کی ضرورت ہے

Scanned by CamScanner

وہابی کسے کہتے ہیں

بھائیو وہابی نیاز و فاتحہ نہ کرنے والے کونہیں کہتے وہابی اسے کہتے ہیں جو نیاز و فاتحہ سے منع کرے اس سے روکے اور اس کو برا جانے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخیاں کرے اوران کا ذکر اسے ناگوار ہو۔

معروف عالم دین علامہ سعید احمد کاظمی فرماتے ہیں :

دیو بندی حضرات اور اہلسنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علماء دیو بند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے۔

الحق المبین مصنفہ علامہ سعید کاظمی صفحہ ۱۲

یعنی انکی ان کفری عبارتوں کے وجہ سے انہیں خارج از اسلام کہا گیا ہے صرف نیاز و فاتحہ میلاد وسلام وقیام عرس اور برسی نہ کرنے کی وجہ سے انہیں کافر نہیں کہا جاتا بلکہ شان رسالت میں کھلی گستاخیاں کرنے کی بنا پر وہ اس فتوے کی زد میں آتے ہیں۔ جہاں تک نیاز و فاتحہ عرس و برسی وغیرہ کا معاملہ ہے تو حق یہ ہے کہ انہیں نہ کرنے والا ہرگز وہابی نہیں ہاں جو انہیں برا کہے غلط بتائے ان سے روکے منع کرے وہ واقعی بدنصیب ہے صرف اتنے پر بھی کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ شان رسالت میں گستاخی نہ کرتا ہو یا گستاخوں کی گستاخی جان کر ان سے متفق نہ ہو۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتوی پوچھا گیا کہ ایک شخص نیاز و فاتحہ، مزارات پر حاضری اور میلاد شریف کو جائز کہتا ہے لیکن اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنے کو منع کرتا ہے وہابیوں کو کافر جانتا ہے تو صرف اس بات سے کہ وہ اللہ والوں سے

مرادیں مانگنے سے منع کرتا ہے وہ وہابی ہوا یا نہیں تو فرمایا کہ اگر وہ کوئی اور بات وہابیوں کی نہیں رکھتا اور وہابیوں کو کافر جانتا ہے تو صرف اتنا کہنے سے وہابی نہیں ہوسکتا۔

فتاوٰی رضویہ جلد نمبر ۲۹ صفحہ ۵۴۳ مطبوعہ برکات رضا پور بندر

اس سے معلوم ہوا کہ فروعی عقائد و مسائل میں اختلاف سے آدمی وہابی اور بد مذہب نہیں ہوتا بلکہ وہابی وہی ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں کھلی گستاخیاں کرتا ہو یا قصداً گستاخوں کا شریک ہو۔

اور یہ ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فرماتے ہیں

اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک ﷺ انگوٹھوں کا ناخون چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث مرفوع سے ثابت نہیں جو اس میں روایت کیا جاتا ہے وہ کلام سے خالی نہیں پس جو اس کے لئے ایسا ثبوت مانے یا اسے مسنون و مؤکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر و ملامت کہے وہ غلطی پر ہے۔

ابر المقال صفحہ ۱۶ مطبوعہ برکاتی پبلیشر کراچی اور فتاوٰی رضویہ جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۳۵۲

یعنی حضور کا نام سن کر انگوٹھا چومنا جس حدیث سے ثابت ہے وہ ضعیف ہے لیکن پھر بھی محبت میں ایسا کرنا گناہ و ناجائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی نہ بھی چومے تو صرف اتنی بات پر اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا اور وہ گناہ گار نہیں یعنی چومنے کی اجازت بھی ہے اور نہ چومنا گناہ بھی نہیں ہے۔

اور حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ان نیازوں فاتحاؤں وغیرہا کے صرف نہ کرنے والے کے متعلق فرماتے ہیں

"اگر وہ یہ سعادات بجا نہیں لاتا اور یہ برکات حاصل نہیں کرتا تو بد مذہب نہیں نا سعادت مند بد نصیب ضرور ہے"

فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۴۸۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان امور سے منع کرنا اور کبھی بھی انہیں نہ کرنا اس ملک میں وہابیوں کی پہچان ہے لہٰذا انہیں صرف جائز و مستحب سمجھ کر کبھی کبھی کرتے رہنا چاہئے فرض و واجب سمجھ کر نہیں۔"

بہر حال آج اہلسنت کہلانے والوں میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو قصداً نمازوں کو چھوڑتے روزے اور زکوٰۃ سے سروکار نہیں رکھتے، جوئے شراب اور حرام کاریوں کے عادی ہیں لیکن نیاز و فاتحہ عرس اور درگاہوں کی حاضری قضا نہیں ہونے دیتے نہ صحیح اعتقاداً لیکن عملی اعتبار سے ان کا معاشرہ ایسا بن گیا ہے کہ جس کو دیکھ کر لگتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرلیا ہے کہ اسلام میں جن کاموں کو لازم وضروری قرار دیا گیا تھا۔ انہیں تو سرے سے چھوڑ بیٹھے اور ان امور کے پابند ہوگئے جن کی حیثیت اسلام میں صرف ایک جائز رسوم کی تھی آج کتنے لوگ ہیں جو فریضۂ زکوٰۃ کو بھولے ہوئے ہیں اور کھچڑے، فیرینی، پلاؤ، بریانی کی دیگیں بزرگوں کے نام پر پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ اور آج کے دور میں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ عوام نیاز و فاتحہ کی ان رسوم کو فرض و واجب سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ آج ہماری جماعت اہل سنت کے کافی لوگوں کے طریقۂ کار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں کو فرض و واجب اور شرعاً لازم وضروری سمجھنے لگے ہیں۔ اور یہ عوام کی اپنی غلط فہمی ناواقفی اور جہالت ہے جہاں تک مذہب ومسلک اور ذمہ دار علمائے اہل سنت کی بات ہے تو ان کا دامن جہالت سے پاک ہے ان کی تصنیفات و تقریرات سے خوب ظاہر ہے کہ نیاز و فاتحہ عرس و محفل میلاد شریف تیجے دسویں

چالیسویں قبر پر اذان دینا مسجد میں اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنا نام پاک رسالت مآب کو سن کر انگوٹھے چومنا کسی خاص پیر کا مرید ہونا مزارات پر حاضری دینا نماز روزے کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا وغیرہ وغیرہ سارے کام صرف جائز اور مستحب ہیں اچھے ہیں برے نہیں اور ان میں مصلحت وثواب ہے لیکن یہ فرض و واجب شرعاً ضروری نہیں اگر کوئی نہ کرے تب بھی گناہ گار نہیں ہاں ان کا ثواب اس کو نہیں ملے گا۔

عوام کی اس غلط فہمی اور انہیں فرض و واجب کی طرح کرنے و سمجھنے میں کافی حد تک دخل ان مقررین و مناظرین کا بھی ہے جنہوں نے ان باتوں کے ثبوت تو دیے لیکن کھلے الفاظ میں صاف انداز میں ان کا شرعی مقام نہیں بتایا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج عوام میں ایک پورا گروہ ایسا تیار ہو گیا کہ جن کا مذہب عرس و لنگر نیاز و فاتحہ درگاہوں کو حاضری ہی ہے نماز روزے وزکوٰۃ سے انہیں کوئی سروکار نہیں انہیں عالموں و مولویوں کی یاد بھی تبھی آتی ہے جب انہیں نیاز و فاتحہ دلانا ہوتی ہے یا قل شریف پڑھوانا ہوتا ہے اور ان کے نزدیک مولوی بس انہیں کاموں کے لئے ہوتے ہیں۔ مسئلے مسائل جاننا اور حرام وحلال پوچھنا ان کے دین سے بہت دور ہو گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ باطل فرقوں خاصکر وہابیوں اور دیوبندیوں کا رد وابطال ضروری ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج ہماری جماعت میں ایک ایسے مقررین و مناظرین بھی کافی ہیں کہ اگر سب بد مذہب کہیں چلے جائیں یا مر جائے یا سب سنی ہو جائے تو انہیں بجائے خوشی کے افسوس ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت ارباب علم وفضل کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ ظاہر

کر دیں اور بلا جھجک بے خوف وخطر یہ اعلان کریں کہ نیاز و فاتحہ اعراس وغیرہا امور ہمارے مذہب میں صرف جائز اور اچھے کام ہیں، فرض وواجب نہیں ہیں ان کا نہ کرنے والا بھی اگر حضرات انبیاء واولیاء علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں گستاخ وبے ادب نہ ہو اور نہ قصداً انکی جماعت میں شامل ہو تو وہ بھی یقیناً سنی مسلمان ہے یہ بات بتاتے رہئے اور اس کا اعلان کرنے سے آپ دیکھیں گے انشاء اللہ العزیز مذہب اہلسنت کو تقویت حاصل ہوگی اور ایک بہت بڑا طبقہ جو عوامی معاشرے کی بے راہ روی کو دیکھ کر بدگمان ہے وہ قریب آئے گا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ علماء اہلسنت کی تقریروں اور تحریروں سے اوز فتاوٰی سے پہلے ہی سے ظاہر ہے لیکن بہت سے عوام کی اس تک رسائی نہیں۔

ہوسکتا ہے کوئی صاحب یہ سوچیں کہ ان کاموں پر خوب زور دینے پابندی کرنے اور کرانے فرض و واجب کی طرح قرار دینے سے سنیت کو خوب تقویت ملے گی تو بھی ایک بھول ہے کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ کام جس خاص شکل وصورت میں آج کیے جاتے ہیں ان خاص صورتوں میں زمانۂ رسالت و تابعین یہاں تک کہ تبع تابعین تک میں نہ تھے بات صرف اتنی ہے کہ جب یہ رائج ہوئے تو علماء نے اس لئے منع نہیں کیا کہ کام اچھے اگرچہ نئے ہیں آخر کھانا پینا یا کھلانا پلانا ہی تو ہے یا ذکر خیر ہے تو ناجائز کیسے کہہ دیا جائے لیکن زیادہ زور دیکر فرض و واجب کی طرح قرار دیکر ان لوگوں کو مطمئن کیسے کیا جاسکتا جو خوب جانتے ہیں کہ یہ سب کام زمانہ رسالت وصحابہ کے بعد شروع ہوئے ہیں اور اس طرح مذہب اہل سنت کو تقویت ملنے کے بجائے نقصان ہی ہوگا اور ہو بھی رہا ہے۔

۴۔ کسی مسلمان کو وہابی دیوبندی کہنے میں جلدی نہیں کرنا چاہئے، جب تک کہ اس

کے عقائد کا خوب پتہ نہ چل جائے اور پتہ ہو جانے پر بھی مناسب ہے کہ علماء اہلسنت سے فتوٰی حاصل کیا جائے۔ کیونکہ وہابی اور دیوبندی کہنا ایسا ہی ہے جیسے کسی کو غیر مسلم کہنا اور غیر مسلم اور کافر ہونے کے فتوے میں بڑی احتیاط درکار ہے اس میں کبھی کبھی خود اپنے لئے بھی خطرہ ہے اور عوام پر کوئی فتوٰی لگانے میں جلد بازی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ دوسرے فرقوں میں ایسے کافی لوگ شامل ہیں جو ابھی بدمذہب نہیں ہوئے ہیں ان سے متاثر ہیں اور حقیقت سے ناآشنا ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت فرماتے ہیں :

دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہیں ہوتی جن کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً نرمی کی گئی تھی الخ (الملفوظ حصہ اول صفحہ ۴۱)

اس کے علاوہ میں نے خود معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ تاجدار اہلسنت حضور مفتئ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے تھے :

''وہابی کم ہیں وہابیت کے فریب خوردہ زیادہ ہیں۔''

اس کے راوی محدث بریلوی حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب ہیں۔ جو اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے وقت بظاہر حیات تھے اب وصال فرما چکے ہیں

اور معروف عالم دین علامہ سعید احمد کاظمی ارشاد فرماتے ہیں :

ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبان ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنی

Scanned by CamScanner

گستاخیوں سے توبہ نہ کی۔ نیز وہ لوگ جوانکی گستاخیوں پر مطلع ہوکر اور انکے صریح مفہوم کو جانکر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن اہل حق اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس انکے علاوہ ہم کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی ہے ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر انکو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل ہیں اور محدود انکے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ الحق المبین مصنفہ علامہ سعید کاظمی صفحہ ۲۵

اس بارے میں نہایت عمدہ بات وہ ہے جو صوفی زماں حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی نے فرمائی :

درشتی و نرمی بہم در بہ است چوں رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

نرمی اور سختی دونوں چیزیں موقع موقع سے اچھی ہوتی ہیں جیسے کہ جراح یعنی آپریشن کرنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم پٹی بھی کرتا ہے۔

۵۔ مدارس اور تنظیموں، کمیٹیوں، مکتبوں وغیرہا کے نام صرف بزرگوں اور سلسلوں کے نام سے منسوب نہ کیئے جائیں بلکہ اس کے ساتھ اسلام کا نام ضرور لایا جائے مثلاً مدارس کا نام صرف قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، برکاتیہ، اشرفیہ، رضویہ، نوریہ رکھنے کے بجائے مدرسہ اسلامیہ قادریہ، اسلامیہ چشتیہ، اسلامیہ نقشبندیہ، اسلامیہ برکاتیہ، اسلامیہ اشرفیہ اور اسلامیہ رضویہ، اسلامیہ نوریہ رکھے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اب سے کچھ اوپر سو (۱۰۰) سال قبل بریلی شریف میں جو مدرسہ قائم فرمایا اس کا نام منظر اسلام رکھا اور انکے شاہزادے تاجدار اہلسنت مفتئی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو مدرسہ قائم فرمایا اس کا نام

مظہر اسلام رکھا گیا حالانکہ ان بزرگوں کی مشائخ واکابر سے محبت وعقیدت اور اس میں ان کا تصلب مشہور و معروف اور بے مثل و بے مثال ہے۔

آج کل اہلسنت والجماعت کو ایک الگ گروہ اور بریلوی فرقے کے نام سے نامزد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہمیں بجائے مسلمان اور سنی کے بریلوی قرار دیکر چھانٹنے کا منصوبہ چل رہا ہے اور ہم ہیں کہ خود ہی اپنے اوپر سے مسلمان اور سنی کا لقب ہٹانے میں لگے ہیں اور خود کو بریلوی کہتے ہیں حالانکہ اہلسنت ہی مسلمان ہیں اور یقیناً اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات عین اسلام ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خود کو مسلمان ہی کہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں سنی کہیں خود کو بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں بدمذہب لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں اور جب ہمارا مذہب اسلام ہے اور ہمارے نظریات اور عقائد و خیالات اسلامی ہیں تو اسلام کے نام سے ہماری تنظیموں اور اداروں، مکتبوں کا تعارف ہونا چاہئے۔ جلسوں اور جلوسوں وغیرہ میں نعرے لگانے میں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سیدھے سیدھے ایک دم مسلک اعلیٰ حضرت، زندہ باد کا نعرہ لگانے کے بجائے پہلے اسلام زندہ باد، اہلسنت زندہ باد، اُس کے بعد جہاں ضرورت و مصلحت سمجھیں تو مسلک اعلیٰ حضرت یا تعلیمات اعلیٰ حضرت زندہ باد کا نعرہ لگائیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں جہاں حق کو حق کہنا بدمذہبوں، باطل پرستوں کی تردید ان سے نفرت اور ان کا بائیکاٹ ضروری ہے وہیں لوگوں کو اپنانا، انہیں اپنے سے قریب کر کے اپنے عقائد و نظریات سے متاثر کرنا اور موقع کی مناسبت سے نرمی اختیار کر کے سمجھا بجھا کر مذہب حق کی طرف کھینچنا بھی ضروری ہے۔ چھوٹی

Scanned by CamScanner

چھوٹی باتوں پر یا کسی امر مستحب، بدعت حسنہ کے نہ کرنے پر وہابی کہہ دینا بڑی بھول اور نادانی ہے جس کا خمیازہ کچھ تو ہم بھگت رہے ہیں باقی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اور ان سب باتوں کا تعلق حالات موقعہ و محل اور نیت سے ہے اور اللہ جانتا ہے کہ کس کی نیت میں اصلاح ہے اور کس کی نیت میں کھونٹ۔ بدمذہبوں نے اپنی بدمذہبیت مقابلے اور مناظرے کر کے نہیں بلکہ متاثر کر کے پھیلائی ہے تو اس طریقۂ کار کو ہمیں بھی بھولنا نہیں چاہیے۔

ہندوستان کے بعض علاقوں اور دیگر ممالک میں ابھی ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ہے جو سنیت اور وہابیت کی اس تفریق سے واقف ہی نہیں ہیں ان تک یہ اختلاف پہونچا ہی نہیں۔ اور وہ لوگ پہلے سے چلی آرہی بزرگوں کی راہ و روش پر قائم ہیں انہیں سنی مسلمان ہی سمجھا جائیگا۔

۶۔ جو واقعۃً وہابی مذہب اختیار کر چکے ہیں اور قصداً شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی یا مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے پیرو بنے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کی کفریہ عبارتیں جو ان کی کتابوں میں مدت سے لکھی ہوئی ہیں اور چھپ بھی رہی ہیں ان سب کو جانتے ہوئے انہیں اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے میل جول، دعا، سلام، بیاہ، شادی وغیرہ معاملات سب بند کر دئے جائیں، اسی میں خیریت ہے۔

۷۔ عوام اہل سنت میں جو خامیاں اور خرابیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں جو علماء اہل سنت کے فتووں کے بھی خلاف ہیں انہیں وہابیوں اور دیوبندیوں کے بتانے سے پہلے آپ خود ہی بتا دیجئے مثلاً تعزیے داری حرام ہے، مزامیر کے ساتھ قوالی

حرام ہے، خدا کے علاوہ کسی کے لئے بھی سجدہ حلال نہیں وغیرہ۔ ان سب کو تفصیل سے جاننے کے لئے ہماری کتاب ''غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح'' ''محرم میں کیا جائز کیا ناجائز'' ''مزارات پر حاضری'' وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور بتانے میں عوام کے برا ماننے کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے آپ نہیں بتائیں گے تو پھر جب وہابی دیوبندی بتائیں گے تو آپ اور آپ کے مذہب اہل سنت کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

مخالف شرع پیر، مکار صوفی اور فقیر

گذرے ہوئے اوراق میں آپ پڑھ چکے کہ وہابیت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اس کے محبوب بندوں حضرات انبیاء و اولیاء و ائمہ کی محبت و عقیدت دل سے نکالنے اور ان سے دور کر کے انکی نفرت دل میں بٹھانے انکی بارگاہوں میں بے ادب اور گستاخ بنانے کا نام ہے اور یقیناً یہ لوگ بیچ کے راستے سے ہٹے ہوئے اور اسلامی حد سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہمارے سامنے ہیں جو پیروں، ولیوں اور صوفیوں، فقیروں کا بھیس بنا کر اللہ والوں کے نام کو بدنام کرنے میں لگے ہیں اور پیری مریدی کے نام پر قوم کو سخت دھوکے میں ڈالے ہوئے ہیں اور انکے مرید اِن پیروں سے عقیدت و محبت میں اس قدر غلو کئے ہیں اور حد سے آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ انکی خلاف شرع باتیں قرآن و حدیث کے مخالف عادتیں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی خصلتیں دیکھتے ہیں مگر پھر بھی انکی ہاں میں ہاں ملاتے انہیں اپنا پیشوا خیال کرتے اور اسلام مخالف حرکتوں کو طریقت کہتے اور مذہبی پابندیوں، اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

کی اطاعت وفرمانبرداری کوشریعت بتا کراس سے روگردانی کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ لوگ پیروں، ولیوں کا نام لیکر خدائے تعالیٰ اور اسکے بتائے ہوئے راستے سے لوگوں کودور کرنے میں لگے ہیں ان میں کے بہت سے تو ایسے اندھے گونگے اور بہرے ہوگئے ہیں کہ وہ سوائے اپنے نام نہاد پیر کے اور کسی کی کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔ ان میں بہت سے ایسے پیروں کے معتقد ہوتے ہیں کہ ان کی جوان بہو، بیٹیاں انکے سامنے انکے پیروں کے ہاتھ پیر دباتی انکی ہر قسم کی خدمتیں کرتی ہیں اوران کا دل لبھاتی ہیں مگران دیوث مریدوں کوغیرت نہیں آتی۔

بھائیو جس کلمہ طیبہ کو پڑھکر تم مسلمان ہوئے ہواس میں صرف اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کا نام ہے تیسرا کوئی نام نہیں لہٰذا باقی جس کو بھی ہم نے مانا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی وجہ سے مانا ہے یعنی جو خدا ورسول کی پیروی کرے وہ ہمارا ہے اوراس میں جتنا آگے بڑھ جائے وہ اتنا ہی ہمارے نزدیک معظم ومحترم ہے اور جو خدا ورسول کی پیروی نہ کرے انکی مخالفت کرے وہ ہماری ٹھوکروں پر ہے۔ جولوگ اللہ تعالیٰ اواس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے کی مطلقاً مخالفت کرنے والوں کوقصداً پیر ومرشد بنائے ہوئے ہیں انہیں چاہئے وہ کلمہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے بجائے کوئی اور کلمہ پڑھ لیں۔

کیونکہ اس کلمہ میں تو صرف اللہ کا نام ہے اوراس کے رسول کا، تیسرے کسی کا نام نہیں ہے۔ لہٰذا جس طرح اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت، پوجا اور پرستش کرنا شرک اور کفر ہے، ایسے ہی اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شریعت کا انکار کرنا اور انکی بنائی ہوئی باتوں کے مقابل کسی اور کی باتوں کو پیش کرنا بھی کافر کا کام ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو اللہ ورسول کے فرامین

اور قرآن وحدیث سے صاف اور صریح طور پر ثابت احکام ومسائل بتائے جائیں اور وہ ان کا انکار کریں اور کہیں کہ ہم تو اپنے پیر ہی کی مانیں گے، ہمیں قرآن و حدیث سے کوئی مطلب نہیں، ہمارا پیر جو کہے گا ہم وہ کریں گے تو یہ لوگ اسلام کے راستے پر نہیں ہیں اور یہ جس کو پیر کہہ رہے ہیں اس کو نبی اور رسول مان رہے ہیں کیونکہ یہ مرتبہ صرف رسول کا ہی ہے کہ اس کے مقابل کسی کی بات تسلیم نہیں کی جاتی اور اس کی ہر بات اللہ کا فرمان ہے۔ اور جو واقعی سچے پیر اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ خدا اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی نہ خود کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ انکی کوئی بات یا اس کی حکمت کسی عام آدمی کی سمجھ میں نہ آئے۔

مخالف شرع جاهل پیروں اورانکے مریدوں کی کچھ غیر اسلامی حرکتیں

۱۔ پیروں کی تصویریں انکے فوٹو گھروں میں رکھنا انہیں چومنا سجانا سجدے کرنا حالانکہ یہ بت پرستی سے مشابہت اور کافروں کا طریقہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائینگے اور حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن صفحہ ۴۶۵

اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی فرماتے ہیں :

ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے پیروں کے فوٹوؤں کو سجدے کرتے ہیں انہیں چومتے انہیں سجا کر رکھتے ہیں یہ ہے اس حدیث کا ظہور بعض کلمہ گو تعزیوں کو سجدہ کرتے ہیں، قبروں کو تو بہت لوگ سجدہ کرتے ہیں بعض زندہ پیروں کو سجدے کرتے ہیں یہ ہے بت پرستی نعوذ باللہ۔

مرأۃ المناجیح جلد ہفتم صفحہ ۲۱۹

یعنی یہ بت پرستی سے میل کھانے والی باتیں اور بت پرستوں کے طریقے ہیں۔

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں :

دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یونہی ہوئی کہ اچھے اور نیک لوگوں کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکاً رکھ لیں دھیرے دھیرے وہی معبود ہو گئیں۔

(فتاوی رضویہ جلد نمبر ۲۴ صفحہ ۵۷۳ مطبوعہ برکات رضا پور بندر)

اور یہی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

بلکہ معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہو سکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خالص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے (فتاویٰ رضوی جلد ۲۴ صفحہ ۵۷۷)

اعلیٰ حضرت کے اس قول سے خوب صاف ہو گیا کہ دوسروں کے مقابلے میں بزرگوں اور اللہ والوں کی تصویریں رکھنا زیادہ عذاب کا سبب ہے اور بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم بت پرستی کی صورت ہے۔

علاوہ ازیں حدیث پاک میں ہے کہ وُد، سُواع، یغوث، یعوق، نسر نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگ تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے انکی قوم

کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جن مقامات پر وہ اللہ والے بیٹھا کرتے تھے وہاں انکے مجسمے بنا کر رکھ دو اور ان بتوں کے نام بھی ان نیکوں کے نام پر رکھ دو لوگوں نے عقیدت کی بنیاد پر ایسا کر دیا لیکن انکو وہ پوجتے نہیں تھے جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے اور علم بھی کم ہو گیا تو انکی پوجا ہونے لگی۔

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد ۲ صفحہ ۷۳۲

رسول پاک ﷺ کے سامنے آپکی بیماری کے دنوں میں ملک حبشہ کے گرجا گھر کی بنی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا گیا آپ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کا کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں ان تصویروں کو سجا دیتے یہ ایسا کرنے والے مخلوق میں سب سے زیادہ برے لوگ ہیں صحیح بخاری جلد نمبر ا باب بناء المسجد علی القبر صفحہ ۱۷۹ اور صحیح مسلم جلد ا کتاب المساجد صفحہ ۲۰۱

بخاری ابوداؤد امام طحاوی و امام ابن حنبل کی روایتوں سے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی حدیث نقل کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت سیدہ مریم کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جب مکہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت عمر کو بھیج کر انہیں مٹوا دیا پھر خود تشریف لائے کچھ نشان باقی رہ گئے تھے پانی منگوا کر انہیں خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور فرمایا اللہ ہلاک کرے ان کو جنہوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۴ صفحہ نمبر ۵۷۷

خلاصہ یہ کہ مسلمان ہو کر بزرگوں کی تصویروں اور فوٹوں کو گھروں میں

Scanned by CamScanner

رکھنا، سجانا، انہیں چومنا، انکے سامنے سجدے کرنا حیرت کی بات ہے اور یہ عملاً وہی ہے جو مندروں اور گردواروں میں ہوتا ہے اور یہ جاہل پیر اور انکے مرید ایسا کرتے یا کراتے ہیں یہ سب آنکھیں کھولیں ہوش میں آئیں موت دور نہیں ہے۔ بھائیو اسلام میں اگر بزرگوں کے فوٹو اور ان کی تصویریں رکھنا لگانا جائز ہوتا تو سب سے پہلے اللہ کے رسول کی تصویر ہوتی جو ہر مسلمان کے سینے کلیجے اور دل سے لگی ہوتی اور تصویریں بنانے کا کام حضور کے زمانے میں بھی تھا لیکن کبھی کسی صحابی نے حضور کی تصویر نہ بنائی نہ اپنے پاس رکھی۔

۲۔ شریعت اسلامیہ اور اس کے احکام کی مخالفت کرنا

یہ بیماری آجکل کے نام نہاد صوفیوں مکار پیروں میں عام ہوگئی ہے کوئی کہتا ہے کہ شریعت تو راستہ ہے جو منزل تک پہونچ گیا اسے اس کی کیا ضرورت، کوئی کہتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ احکام شرع یہ سب مولویوں کا کام ہے ہم تو فقیری لائن کے ہیں فقیروں کے لئے سب معاف ہے۔ کوئی بکتا ہے کہ ہم نے اپنے پیر کو دیکھ لیا یہی ہماری نماز ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فقیر تو ہر وقت عبادت میں رہتا ہے اس کو اس ظاہری نماز کی کیا ضرورت، کوئی کہتا ہے کہ یہ جو موجودہ قرآن یعنی یہ تیسوں پارے مولویوں کے پاس ہیں اس کے علاوہ دس پارے اور ہیں وہ فقیروں کے پاس ہیں مولویوں کو انکی ہوا تک نہیں لگی ہے۔

یہ اس قسم کی بکواسیں کرنے والے کھلے عام شریعت اسلامیہ کا مزاق اُڑانے والے پیر ہوں یا انکے مرید یہ سب کافر ہیں۔ ہر دور میں سارے اولیاء کرام نے ان کا رد کیا ہے اور ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اس بارے میں میں نے مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے : ''تصوف قرآن وحدیث کی

روشنی میں''

جسے تفصیل درکار ہو اور بزرگان دین کے اقوال اس مخالف شرع فرقے کی تردید میں دیکھنا ہوں وہ اس کو حاصل کر کے مطالعہ کرے۔ اس کے علاوہ میری تصنیف غلط فہمیاں اور انکی اصلاح شائع ہو چکی ہے اس میں بھی انکی کافی حرکتوں کی نشاندہی کر دی ہے۔

ان جاہل پیروں میں سے کچھ لوگ غیر مسلموں، مشرکوں کو بغیر مسلمان بنائے مرید کر لیتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لئے انہیں کی سی بولیاں بولتے اور لکھتے ہیں ابھی حال ہی میں میری نظر سے ایک کتاب گذری جس کا نام ''وارث پاک قرآن کے آئینے میں'' ہے اس کا مصنف کانپور کا رہنے والا کوئی شخص مسمی راقم ہے جو خود کو وارثی کہتا ہے وہ اس کتاب کے صفحہ ۳۸ پر لکھتا ہے:

اگر محبت ہے تو مسجد اور مندر میں ایک شان نظر آئیگی۔

صفحہ ۲۰۶ پر لکھتا ہے:

مسجد، مندر، گرجا، جہاں جائے سوا ایک شان کے کچھ نہیں دیکھے۔

صفحہ ۱۶۸ پر لکھتا ہے:

مذہب عشق میں کفر و اسلام سے غرض نہیں

صفحہ ۶۵ پر لکھتا ہے:

ہم کو کسی کے عمل سے کچھ بھی مطلب نہیں ہم کو تو مطلب یار کے لباس سے ہے

یعنی چاہے کیسے ہی عمل کرو زنا کرو شراب پیو ڈاکہ ڈالو قتل کرو بدفعلی کرو یا کراؤ سب صحیح ہے عمل سے کوئی مطلب نہیں بس احرام پوش ہو جاؤ ولی ہو گئے

Scanned by CamScanner

لاحول ولا قوۃ اللہ بااللہ

صفحہ ۱۹۷ پر لکھتا ہے :

موحدین شیطان اور رحمان میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو برا نہیں کہتے بلکہ واقعہ ابلیس خاص قسم کا سبق ہے۔

اور اس شیطان نے اس قسم کی اور بکواسیں اس کتاب میں کی ہیں اور انہیں ایک مشہور بزرگ حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور انکے اقوال بتایا ہے حالانکہ یہ اس ابلیس کا کھلا جھوٹ ہے اور حضرت حاجی صاحب قبلہ پر بہتان عظیم ہے انہوں نے نہ ایسا کبھی کہا نہ لکھا۔

میں نے اس مصنف کو ابلیس وشیطان اس لئے کہا ہے کہ اس کے مذہب میں شیطان کوئی بری شخصیت نہیں ہے بلکہ جب اس کی نظر میں شیطان و رحمان معاذ اللہ ایک ہی ہیں تو مسلمانوں میں عبد الرحمٰن نام رکھے جاتے ہیں تو اس کو اپنے بچوں کا نام عبد الشیطان رکھنا چاہئے اور برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے اور اپنے بچوں اور بھائیوں اور دیگر گھر والوں کے نام میں ابلیس عزازیل یا شیطان کا لفظ ضرور لگالینا چاہئے اور اپنی لڑکی، پوتی یا نواسی کا نام کنیز شیطان رکھنا چاہئے۔

قرآن کریم بھرا ہوا ہے شیطان کی برائی اور اس پر لعنت سے مگر پتہ نہیں یہ کیسا فقیر وصوفی ہے کہ قرآن جو کلام الٰہی ہے اسکی مخالفت پر جری ہو گیا۔ اس جاہل کو یہ بھی پتہ نہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھی جاتی ہے جس کا مطلب ہے

میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی طرف شیطان سے جو سنگسار کیا ہوا (دھتکارا ہوا مردود) ہے

اس ایمان کے اندھے کو مسجد، مندر اور گرجا میں فرق نظر نہیں آیا۔ اس سے پوچھو کہ جس نبی کا تو کلمہ پڑھتا ہے اس نے مدینے میں آکر مسجد کی تعمیر فرمائی تھی یا معاذ اللہ مندر کی اور گرجا کی؟ اور خانۂ کعبہ سے یہ بتوں کو کیوں گرایا تھا؟ اور یہ اہل مکہ سے اختلاف کس بات کا تھا؟ یہ سرکار دو عالم اور آپکے جانثاروں پر ظلم و زیادتی کے پہاڑ کیوں توڑے جاتے تھے اور وہ کس غلط کام کو روکنے کے لئے یہ کافروں کی ایذائیں اور جفائیں سہتے تھے؟ او جب مسجد اور مندر میں ایک ہی شان دکھاتی ہے تو مندر میں پوجا کرنے جاتا کیوں نہیں؟ اور یہ جاتا ہو تب بھی کوئی تعجب کی بات نہیں۔

آجکل کچھ خود کو وارثی کہنے والوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بھینسے کا گوشت نہیں کھانا چاہئے کیونکہ ایک بھینسا حاجی وارث علی شاہ صاحب کا مرید ہو گیا تھا۔" یہ بھی انہیں باتوں میں ہے کہ جو مشرکوں اور غیر مسلموں کو خوش رکھنے کے لئے کہی جاتی ہیں۔ شاید انہیں ابھی یہ معلوم نہیں ہے کہ اب غیر مسلموں نے بھی بھینسا کھانا شروع کر دیا ہے تو وہ بھی ان باتوں سے خوش ہونے کے بجائے کہیں ناراض نہ ہو جائیں اور پتہ چلا :

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اور بھینسے کو کسی بزرگ کا مرید بتانا اس بزرگ کی شان بڑھانا نہیں بلکہ گھٹانا ہے اور اس وجہ سے تمام دنیا بھر کے بھینسوں کا گوشت حرام و ممنوع قرار دینا اسلام کو چھوڑ کر دوسرے نئے مذہب کی بنیاد ڈالنا ہے ان وارثی پیروں میں سے کچھ کو دیکھا ہے کہ وہ ہندوؤں کے باباؤں اور سادھوؤں کی طرح پیلے اور گیروئے

Scanned by CamScanner

کپڑے پہنتے ہیں اور حدیث میں ہے جو جس قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اور ان غیر مسلموں کو مرید بنانے اور بتانے والے پیروں سے کوئی پوچھے کہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوا خدا کا اور اس کے رسول کا نہیں ہوا وہ آپکا کیسے ہوگیا آپکو شرم آنا چاہیے اس کو اپنا مرید کہتے اور کرتے ہوئے جو رات دن مندروں میں پوجا کرتا ہے پہلے مہادیو کے سامنے ڈنڈوت کرتا ہے پھر آپکی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔

قوم کو دھوکہ دینے کے لئے کچھ ایسے پیر کہتے ہیں کہ ہم غیر مسلموں کو اس لئے مرید کرتے ہیں کہ شاید وہ ہماری محبت میں مسلمان ہوجائے۔ٹھیک ہے اگر آپکی یہ نیت ہے خدا مبارک کرے لیکن جب تک وہ کلمہ پڑھ کر بت پرستی چھوڑ کر اور اس سے توبہ کر کے مسلمان نہ ہوجائے اس کو مرید نہ کہیے مرید بعد میں ہے مسلمان ہونا پہلے اپنی محبت سے پہلے خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور انکی طرف دعوت دینا ہے

اور ہاں ذرا یہ بھی تو بتائیے کہ ابتک آپ کے مرید ہوکر آپکی محبت میں کتنے کافر مسلمان ہو چکے ہیں؟ بلکہ آجکل تو کچھ ایسے پیر بھی میری نظر میں ہیں کہ جنہوں نے مالدار قسم کے کچھ کافروں کو مرید کیا تو ان کو مسلمان بنانے انہیں اپنے رنگ میں رنگنے کے بجائے خود وہ انہیں کی طرح ہو گئے یہاں تک کہ بعض خانقاہو ں میں تو کیرتن اور رامائن کے کے پاٹ تک ہونے لگے ہیں۔

اور اگر تاریخ اسلام پر نظر ہو تو اس کی روشنی میں یہ بھی بتاتے چلیئے کہ صحابہ کرام اور بزرگان دین اپنے جہاد اور تبلیغی دوروں میں غیر مسلموں کو اپنا مرید

Scanned by CamScanner

بناتے تھے یا پہلے مسلمان بناتے تھے صحیح بات یہ ہے کہ غیر مسلموں کو مرید کرنا یا انہیں اپنا مرید کہنا جائز نہیں یہ اسلامی پیری مریدی کو بدنام کرنا اور اس کی اصلی شکل کو بدلنا ہے

خلاصہ یہ کہ شریعت اسلامیہ اور اس کے احکام کی مخالفت کرنے والے نہ قادری ہیں نہ چشتی نہ نقشبندی ہیں نہ مجددی، نہ مداری ہیں نہ وارثی، نہ برکاتی ہیں اور نہ اشرفی ورضوی بلکہ ان کا سلسلہ ابلیسی ہے۔ بندہ جب تک ہوش میں ہے اس کے لئے احکام شرع معاف نہیں ہوتے۔ اور قرآن و حدیث کے فرامین کی مخالفت کرنے والوں اور اس کو اہل ظاہر اور مولویوں کا راستہ بتا کر خود کو فقیر کہہ کر ان سے روکنے والوں سے وہ بدعمل فساق و فجار لاکھوں درجے بہتر ہیں جو شامت نفس کی وجہ سے احکام شرع کی بجا آوری میں کوتاہی کر جاتے ہیں کیونکہ یہ بے چارے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور دین کی باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں کوئی ٹوکے تو سر جھکا کر اس کی سن لیتے ہیں اور ان سے امید کی جاتی ہے خدائے تعالیٰ انہیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیگا۔

ضروری نوٹ:

دینی کتابوں کا ادب کیجئے۔ کتاب کے اوپر کبھی کوئی گھریلو سامان مت رکھئے۔ یہ بھی نہ ہو کہ آپ اوپر ہوں اور کتاب نیچے، بے پڑھا با ادب اچھا ہے پڑھے لکھے بے ادب سے۔

بعض مکنپوری پیروں کی غیر اسلامی باتیں

اللہ والوں سے بے جا محبت و عقیدت میں جو لوگ اللہ و رسول انکے احکام و فرامین کو بھول گئے ان میں حضرت قطب الاقطاب سیدنا شیخ بدیع الدین مکنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام لیواؤں اور ان سے خود کو منسوب کرنے والوں میں سے بھی کچھ لوگ ہیں یہ لوگ حضرت شیخ قدس سرہ کو مدار صاحب کہتے تھے پھر قطب المدار اور پھر مدار العالمین کہنے لگے۔ حالانکہ اس لفظ کے مفہوم پر غور کیا جائے تو ایمان کی نظر رکھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے اس لفظ کا استعمال مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مدار العالمین کا مفہوم یہ ہے کہ ساری کائنات اور سارے جہانوں کا دار و مدار اور انکی بقا اور وجود اس کی ذات سے قائم ہوا اور اس کا وجود ہر وجود کے لئے مؤثر ہو اور یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے ہاں اگر حضور سید عالم احمد مجتبے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اگر کوئی شخص یہ نیت کر کے کہ ساری مخلوق کو آپکے صدقے اور طفیل میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، بولے تو آپکے لئے بھی اس لفظ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے لیکن حضور کے علاوہ مخلوق میں کسی اور کے لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کائنات اس کے صدقے میں موجود ہوئی ہے۔ لہٰذا مدار العالمین کا اطلاق کسی ولی کے لئے اس کی بے جا محبت و عقیدت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بھول جانا ہے۔ مگر یہ لوگ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتنے اڑ گئے ہیں کہ کتنا ہی سمجھاؤ کیسے ہی بتاؤ اپنی روش پر قائم ہیں۔ گویا کہ انہیں آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں اور مرنے کے بعد انہیں اٹھنا

ہی نہیں ان مکنپوریوں کی ایک کتاب میں لکھا ہے :

روایت ہے کہ روز ازل کو جبکہ ملائکہ نے بحکم رب جلیل تین صفیں روحوں کی مرتب کیں تو صف اول میں ارواح انبیاء علیہم السلام اور صف دوم میں ارواح اولیاء عظام اور صف سوم میں کل مخلوق کی روحیں داخل کیں تو بمصداق **کُلُّ شَئٍ یَرجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ** سید ابرابر حضرت زندہ شاہ مدار روحی فداہ کی روح مبارک دوسری صف سے نکل کر صف اول میں داخل ہونے لگی تو حکم ہوا کہ تم صف اول اور صف ثانی کے درمیان رہو کیونکہ مرتبہ مدار یہ درمیان نبوت اور ولایت کے ہے۔

(میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ ۲۷ مصنفہ ذوالفقار علی قمر مکنپوری)

اس عبارت میں نبوت اور ولایت کے درمیان ایک اور مرتبہ ثابت کرنا اور اس کو حضرت مدار صاحب کے لئے ماننا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے بلکہ عبارت بتا رہی ہے کہ حضرت مدار صاحب کی اصل نبوت ہے یعنی آپ صرف ولی نہیں تھے بلکہ اصل میں نبی تھے۔

ایسا عقیدہ رکھنا کھلا ہوا کفر ہے۔

اور یہی ذوالفقار علی قمر مکنپوری لکھتے ہے :

جب حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ انور سے دو ایک نقاب اٹھ جاتا تھا تو مخلوق خدا سجدے میں گرنے لگتی تھی کیونکہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ گزرے ہیں اسی طرح حضرت قطب المدار مسجود خلائق گذرے ہیں۔

میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ ۴۳، اور ذوالفقار بدیع صفحہ ۱۰۶

یہ مسجود خلائق یعنی ساری مخلوق جس کو سجدہ کرے اللہ تعالیٰ ہی کے شایان

Scanned by CamScanner

شان ہے کسی ولی کو مسجود خلائق کہنا اور حضرت آدم علیہ السلام جو نبی ہیں ان پر اس ولی کی برتری اور بڑائی ظاہر کرنا یعنی حضرت آدم کو صرف مسجود ملائک کہنا اور حضرت مدار کو مسجود خلائق کہنا غیر اسلامی عقیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ اللہ والوں کی محبت میں حد سے بڑھ جانا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھول جانا ہے۔

ان مکنپوریوں کی ایک اور ایمان کو برباد کرنے والی عبارت ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں :

تحقیق جب اللہ تعالیٰ چھ (٦) روز میں زمین وآسمان کو پیدا فرما چکا اور عرش معلّٰی پر جلوہ نما ہوا تو اسی قطب المدار کے دوشوں (کاندھوں) سے گذر کر اپنے انوار سے مشرف فرما کر جمیع اولیاء واتقیاء وغوث وقطب پر اس کو افتخار بخش کر عرش بریں پر رونق فزا ہوا اور آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں انکی گردن پر تیرا قدم ہے۔ (میلا دزندہ شاہ مدار صفحہ ۹)

یہ عبارت بھی بہت ساری گمراہیوں کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے گذرنے کا لفظ بولنا اور کسی کے کاندھے پر اس کو چڑھنے والا بتانا ایمان پر بجلی گرانے والے اور مومنوں کے دل ہلا دینے والے کلمات ہیں حق یہ ہے کہ اللہ جل شانہ گذرنے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے سے پاک ہے بلکہ وہ کسی جگہ میں ہو اس سے بھی پاک ہے وہ کسی جگہ میں نہیں ہے سب جگہیں اس نے پیدا کی ہیں کاندھے پر سوار ہو کر چڑھنا بتا رہا ہے کہ اسے کسی سہارے کی ضرورت پڑی حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ضرورت سے پاک ہے سب کو اس کی ضرورت ہے اس کو کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے، سب اس کے محتاج ہیں وہ ہر گز کسی کا محتاج نہیں علاوہ ازیں اس عبارت میں حضرت شیخ مدار بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام اولیاء اتقیاء غوث وقطب پر برتری بتانا بھی گمراہی ہے کیونکہ تمام اولیاء

Scanned by CamScanner

اتقیاء میں حضور کے صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین میں سے اجلۂ سادات بھی شامل ہیں جن پر امت میں سے کسی کو برتری اور بڑائی ثابت کرنا گمراہی ہے۔

یہی مکنپوری ایک اور جگہ لکھتا ہے :

حضرت خاتم النبین علیہ التحیۃ والتسلیم زمانۂ نبوت سے پہلے درجۂ قطب المدار پر فائز تھے وہی مرتبہ حضرت زندہ شاہ مدار کو آپ نے عنایت فرمایا۔

(میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ ۲۷)

یہ بھی خالص جھوٹ ہے رسول پاک ﷺ پر عالم ارواح میں کوئی ایسا وقت نہیں گذرا کہ آپ نبی نہ رہے ہوں۔ حدیث پاک میں ہے حضور سے پوچھا گیا کہ آپ کب سے نبی ہیں فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم جسم اور روح کے درمیان تھے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

یہ کہنا کہ آپ پہلے قطب المدار تھے پھر نبی ہوئے بڑا جھوٹ ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان مکنپوریوں نے حضرت سیدنا شیخ بدیع الدین مدار صاحب کی نبوت کا اعلان کرنے کا ارادہ کرلیا ہو کہ جیسے حضور پہلے مدار صاحب تھے پھر نبی ہو گئے تو اب یہ بھی ایسے ہی نبی ہو گئے ہیں اور بجائے محمد رسول اللہ کے مدار صاحب کا کلمہ پڑھنے کا ارادہ کرلیا ہو، اور کلمہ پڑھنے میں کمی ہی کیا ہے انکی مذکورہ عبارتوں سے ظاہر ہے کہ جو باتیں صرف اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول مقبول ﷺ کے لئے ہی بولی جا سکتی تھیں انہوں نے وہ حضرت شیخ بدیع الدین کے لئے کہہ ڈالیں یہاں میں اتنے ہی پر بس کرتا ہوں ورنہ انکے بعض مولویوں کی کفری عبارتیں اور غیر اسلامی بکواسیں اور بھی ہیں انکو تفصیل سے جاننے کے لئے اور انکے بارے میں علماء اہلسنت کے فتاوٰی ملاحظہ کرنے کے لئے ان سے متعلق لکھی ہوئی کتاب "

Scanned by CamScanner

فیصلہ شرعیہ دربارۂ مداریہ" کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ابھی جلد ہی مکن پوریوں کی طرف سے شائع ہونے والی ایک کتاب میں حضرت سیدنا شیخ بدیع الدین مدار صاحب کی تعریف میں لکھا ہے

ان کا تصرف عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ہے ان کے وجود سے ساتوں طبق زمین اور ساتوں آسمان کا نظام قائم ہے۔تجلیات مداریت ص ۹

یہ عبارت بھی بتارہی ہے کہ یہ لوگ حضرت شیخ کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ چکے ہیں بزرگوں کے بارے میں اس قسم کے الفاظ مناسب نہیں ہوتے۔

ان مکنپوریوں کے یہاں سے چھپی ہوئی کئی کتابوں کے اوپر والے ٹائٹل پر میں نے دیکھا ہے ایک طرف (اللہ) لکھا ہے اور دوسری طرف (محمدار) میں پوچھتا ہوں یہ محمدار کیا ہے یہ حضور کا نام ہے یا مدار صاحب کا؟ اگر یہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے تو جس کا نام اللہ نے محمد رکھا ہو تم اس کو بدل کر محمدار کرنے والے کون ہوئے اور اگر اس سے تمہاری مراد مدار صاحب ہیں تو پہلے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ عام طور پر اللہ کے نام کے برابر رسول اللہ کا نام لکھا جاتا ہے کسی اور کا نہیں اور یہ بھی بتایئے حضرت سیدنا شیخ بدیع الدین قدس سرہٗ کا لقب مدار ہے یا محمدار آخر اس محمدار کے معنی اور مطلب کیا ہیں۔

اوپر کے بیان سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں نے سارے ان لوگوں کو گمراہ قرار دے دیا ہے جو خود کو حضرت سیدنا شیخ بدیع الدین مدار صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان سے خود کو وابستہ کرتے ہیں اور مداری کہلاتے ہیں بلکہ یہ فتویٰ اور حکم انہیں چند لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہ غیر اسلامی عبارتیں لکھیں یا جو لوگ انکی ان گمراہ کن بکواسوں کو پڑھ کر یا جانکر بھی انکے مرید یا معتقید بنے

Scanned by CamScanner

ہوئے ہیں ورنہ خود کو مداری کہلانے والوں میں ہزاروں ایسے بھی ہونگے اور ہیں کہ انکے سامنے یہ غیر اسلامی عبارتیں آئیں تو وہ یقیناً ان سے بیزاری کا اظہار کرینگے اور ان عبارتوں کو سنکر کان پر ہاتھ دھریں گے۔ اور خوف خدا سے کانپنے لگیں گے۔ ایسے تمام مداری حضرات خواہ وہ حضرت سیدنا شیخ بدیع الدین مدار صاحب سے خود کو وابستہ کرتے ہوں اور ان کی محبت وعقیدت میں سرشار ہوں لیکن دوسرے اولیاء کرام خاصکر سیدنا غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں نازیبا کلمات نہ بولتے ہوں اور کوئی بولے تو اس سے نفرت کرتے ہوں تو ایسے لوگ سب سنی مسلمان ہیں اور ہمارے دینی اسلامی بھائی ہیں۔ ہمارے اس سب بیان کو تعصب اور ہٹ دھرمی کی عینک لگا کر نہیں بلکہ ایمان وانصاف کی نگاہوں سے پڑھا جائے اور خدائے تعالیٰ کا خوف اور جہنم کی فکر رکھنے والے دل ودماغ سے سمجھا جائے۔ **واللہ الموفق**

مکن پور شریف سے وابستگی رکھنے والوں میں کافی لوگ پڑھے لکھے نماز روزے کے پابند بھی ہیں دینی مدرسے چلاتے اور مسجدیں بنواتے ہیں لیکن گاؤں گاؤں پھیری کرنے والے مکن پوری پیر جو ملنگ کہلاتے ہیں ان کے بارے میں عجیب عجیب باتیں سننے کو ملتی ہیں یہ سب جاہل ناخواندے علم وعلماء اور شریعت کی برائی کرنے والے ہیں ان میں سے اکثر گمراہ وبددین ہیں انکا مرید ہونے سے کسی کا مرید نہ ہونا اور ان کو پیر بنانے سے بے پیر کے رہنا اچھا ہے۔

اور جہاں تک سلسلوں کے اختلافات ہیں تو میں ان میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا بھلے سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہو لیکن اس کے باوجود بھی کوئی شخص اس میں داخل ہے یا اس سے خود کو وابستہ کرتا ہے تو صرف اتنی سی بات پر اس کو جماعت

Scanned by CamScanner

اہلسنت سے خارج یا گمراہ نہیں کہا جا سکتا۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

لوگ برابر اس (مداری) سلسلہ میں بیعت کرتے مرید ہوتے ہیں انہیں یہ ثابت نہیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہو چکا ہے جن بزرگوں کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے ایسا تحریر فرمایا اس میں اس درجہ جاہلوں کو پڑنا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے تکفیر و تفسیق تک نوبت پہنچ جائے ہرگز جائز نہیں جو مداری سلسلے میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس بیکار بحث کا نتیجہ سوائے بحث کے کچھ نہیں۔ فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۴۵۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے ان جھگڑوں اور اختلافات کے بارے میں پوچھا گیا تو یہ فرمایا

عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت کا باعث ہوتا ہے مبادا کسی طرف گستاخی ہو جائے تو سخت تباہی و بربادی بلکہ اس کی شامت سے زوال ایمان کا اندیشہ حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہٗ اکابر اولیاء سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت افضل و اعلیٰ ہے الخ الفتویٰ

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۵۹ مطبوعہ پور بندر

صحیح بات یہ ہے کہ جو صحیح ہے وہ صحیح ہے خواہ کسی بھی سلسلے کا ہو اور جو خلاف شرع اور غلط ہے وہ غلط ہے خواہ کسی بھی سلسلے کا ہو۔

اور میں نے دیکھا کہ آج کل جو لوگ پیری مریدی کے جھگڑوں میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں یہ لوگ زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے پیری

Scanned by CamScanner

مریدی کو دھندہ اور پیشہ بنالیا ہے یا کسی دھندے باز پیر کے ایجنٹ ہیں۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ آجکل جو پیری مریدی رائج ہے یہ بیعت تبرک ہے کوئی حکم شرعی فرض وواجب نہیں اگر کوئی شخص کسی خاص پیر کا مرید نہ بھی ہو لیکن عقائد واعمال درست رکھتا ہو تو ہرگز گنہگار نہیں

حال زمانہ دیکھ کر مجھ کو یہ لکھنا پڑھ رہا کہ آجکل زیادہ تر پیری مریدی دھندہ و پیشہ بلکہ ایک قسم کا ڈھکوسلہ بن کر رہ گئی ہے رشد وہدایت کا کام شاید ہی کہیں ہوتا ہو یا کوئی کرتا ہو خلافت واجازت دینے کا کوئی معیار نہیں رہ گیا جس کو دیکھو وہ کسی نہ کسی کا خلیفہ بنا بیٹھا ہے حال زمانہ کے پیش نظر میرا مشورہ تو یہ ہے کہ مسجد میں اگر کوئی باصلاحیت ذمہ دار دیندار امام ہو تو اہل محلّہ اور مقتدی لوگ اس کو اور دینی درسگاہوں میں علم دین سیکھانے والا پرہیزگار عالم ومدرس ہو تو دین سیکھنے والے طلباء اس کو پیر کے قائم مقام سمجھیں اور اس کے ساتھ پیر کا سا معاملہ کریں۔

دراصل آجکل لوگ نماز روزے اور زکوٰۃ وغیرہ سے دور ہو گئے ہیں ذکر و شکر و تلاوت میں انہیں کوئی لذت نہیں رہ گئی ہے اسی وجہ سے ان فالتو اختلافات اور جھگڑوں میں دلچسپی لیتے ہیں بھائیو میری مانو نماز روزے میں دھیان لگاؤ ذکر وفکر وشکر وتلاوت کو مشغلہ بناؤ اور غیر ضروری فالتو اختلافات سے بچو شیطان کی چالوں میں سے ایک چال ہے کہ وہ انسان کو خدا اور رسول سے دور کرنے کے لئے جھگڑے کراتا ہے اور پھر ان جھگڑوں میں اس کو جھونک دیتا ہے اور ذکر وشکر وفکر نماز وتلاوت کی طرف سے اس کا دھیان ہٹا دیتا ہے

پیرو ولی اللہ و رسول تک پھونچنے کا وسیلہ ہیں وہ معاذ اللہ، اللہ و رسول نہیں ہیں

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ کچھ لوگ پیروں ولیوں کی محبت وعقیدت میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کو بھول گئے بس انہیں کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ پیر وولی اللہ ورسول تک پہونچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں وہ معاذ اللہ، اللہ ورسول نہیں ہیں اور ان کے قرب اور صحبت کو اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ انکے ذریعے اللہ ورسول تک پہونچا جائے اور اللہ ورسول کا ذکر کرنے کی لذت حاصل ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کی عبادت میں مزہ آنے لگے نہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کو بھول کر انہیں میں لگ جائے۔ سچے اللہ والے اور بزرگ خود ان سب کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ انکے ذریعے اور وسیلے سے انکے مریدین ومعتقدین اللہ رب العزت سے قریب ہوں اس کی عبادت اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگ جائیں اور انہیں خدائے تعالیٰ کا نام لینے اس کا ذکر کرنے اور اسکے عبادت میں مزہ آنے لگے ان کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ معاذ اللہ وہ خود ہی خدا بن جائیں اور اپنی پوجا اور پرستش کرانے لگیں اور اپنی تعریف میں وہ باتیں سنیں جو صرف خدائے تعالیٰ یا اس کے رسول ہی کے شایان شان ہیں اور جو ایسا مقصد رکھے وہ ولی ہی کب ہے، وہ تو نرا شیطان ہے فرعون و ہامان ہے تو جو لوگ پیروں، ولیوں کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ گئے ان سے

یہ پیر وولی بھی خوش نہیں بلکہ ناراض ہیں کیونکہ یہ انکے مقصد کے خلاف چل رہے ہیں۔

پیر پرستی اور خدا و رسول فراموشی میں لوگ اس قدر غلو کر گئے اور حد سے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ایک جگہ کا واقعہ لوگوں نے مجھ کو سنایا کہ مسجد میں نماز مغرب جماعت کے ساتھ ادا کی جارہی تھی اسی دوران پیر صاحب مسجد میں تشریف لے آئے حوالی موالیوں میں سے ایک نے زور سے کہا کہ قبلۂ عالم تشریف لے آئے ہیں تو سارے مریدوں نے نماز توڑ دی اور میاں حضور سے مصافحہ، دست بوسی اور قدم بوسی میں لگ گئے، پیر نے اس بدترین غیر اسلامی حرکت پر نہ انہیں ڈانٹا نہ سمجھایا۔

ایسے ہی ایک مقام پر ایک گاؤں کے لوگ پیر صاحب کو اپنے گاؤں میں تانگے پر بٹھا کر لائے راستے میں تانگے پر حضرت کا وضو ٹوٹ گیا اور وہ بھی اس طور پر کہ ساتھ والوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا میاں گاؤں میں آئے مغرب کی اذان ہو رہی تھی سیدھے مسجد پہونچے اور یونہی مصلے پر نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ ایک مرید جس نے اپنے کان سے وضو ٹوٹنے کی آواز سنی تھی اور اس کے دل میں خدائے تعالیٰ کا کچھ خوف تھا ڈرتے ڈرتے ہمت کر کے حضرت کو یاد دلا دیا کہ شاید آپ کو خیال نہ ہو جناب والا وضو فرمالیں۔ لیکن حضرت نے یونہی نماز پڑھا ڈالی بعد میں اس بات کا گاؤں میں چرچا ہوا تو اکثر بد دین مرید کہہ رہے تھے کہ وہ تو میاں ہیں اللہ والے ہیں ان کا وضو اور بے وضو رہنا ایک ہی بات ہے اور کچھ گمراہ کہہ رہے تھے کہ اللہ والوں کا وضو کبھی نہیں ٹوٹتا وہ ہر حال میں باوضو ہیں۔

بھلا دیکھئے اور غور کیجئے ان دونوں حادثات اور واقعات پر جو معتبر لوگوں نے مجھے سنائے ہیں اور اندازہ لگائیے کہ اسلام کتنے نازک دور سے گذر رہا ہے

Scanned by CamScanner

اور پیر پرستی کہیں کہیں اسلام کی حدوں کو پھلانگ کر کفر کی سرحد میں داخل ہوگئی ہے اور بہت سے پیروں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے لائے ہوئے دین کو بھلانا اور اللہ تعالیٰ سے دور کر کے اپنے قریب کرنا شروع کر دیا ہے۔

ایسے ہی ایک جگہ کی بات ہے کہ ایک سلسلے کے ایک بزرگ ہر وقت اُٹھتے بیٹھے چلتے پھرتے اکثر و بیشتر "اللہٗ" کا ذکر فرماتے تھے اور یہ اُن کی زبان سے جاری رہتا تھا تو انکے مریدوں اور معتقدوں نے انہیں **"اللہٗ میاں"** کہنا شروع کر دیا اور جب انہیں سمجھایا گیا کہ **"اللہٗ"** کا ذکر کرنے کی وجہ سے ان بزرگ کو **"اللہٗ"** کا ذکر کرنے والے یا **"اللہٗ"** والے میاں کہئے نہ کہ سیدھے سیدھے **"اللہٗ میاں"** یہ تو بظاہر ایسا ہی ہے جیسے کسی انسان کو **"اللہ میاں"** کہنا، تو وہ لوگ بجائے اپنی اصلاح کرنے کے سمجھانے والوں کے مخالف بن گئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ قیامت قریب ہے فتنوں کا دور ہے آدمی کو سیدھی سمجھاؤ اس کی سمجھ میں اُلٹی آتی ہے، نفس غالب آگیا ہے، ہر ایک کو اپنی ذات اور بات کی فکر ہے دین اور مذہب کی فکر نہیں۔

حق یہ ہے کہ ہم نے پیروں، فقیروں، صوفیوں، درویشوں، مولویوں اور عالموں کو اس لئے مانا اور انکے پیچھے لگے ان کے مرید و معتقد ہوئے کہ ان کے ذریعے سے خدا و رسول ملتے ہیں اور ان کا بتایا ہوا راستہ ہاتھ آتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے رسول کی اطاعت کا لطف حاصل ہوتا ہے اور یہی لوگ جب ہمیں خدا و رسول سے دور کرنے لگیں ان کا راستہ ہم سے چھڑانے لگیں انکی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکنے لگیں ان سے علیحدہ کر کے اپنے چکر اور جال میں پھانسنے لگیں تو یہ نہ پیر ہیں نہ فقیر، صوفی ہیں نہ درویش، مولوی ہیں نہ عالم، یہ رہبروں کے بھیس میں راہزن ہیں، رکھوالوں کے لبادے میں چور ڈکیت ہیں۔

Scanned by CamScanner

راگ اور مزامیر کے ساتھ قوالیاں سننا اور رقص کرنا بھی بعض خانقاہوں میں رائج ہو گیا ہے یہ بھی سب خلاف شرع حرکات ہیں۔ مروجہ قوالی کے ناجائز و حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کو تفصیل سے دلائل کے ساتھ اپنی کتاب ''غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح'' میں میں نے سمجھا دیا ہے اور میری اس کتاب کو پڑھ کر بہت سے لوگوں نے قوالیاں سننے اور کرانے سے توبہ کر لی ہے۔

رقص کرنا اور ناچنا بھی جو رائج ہے یہ بھی بہر حال ممنوع و مکروہ و ناجائز ہے بعض اہل اللہ کے بارے میں جو منقول ہے انہیں ذکر الٰہی سنکر وجد اور حال آ گیا اور بے اختیاری طور پر ان سے کوئی حرکت وجود میں آ گئی اس کو اس ناچ سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ سلطان اسلام سیدنا اورنگزیب عالمگیر محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا گیا کہ ملک میں ایک خاص سلسلے کے لوگ قوالیاں سنتے اور ناچتے ہیں بادشاہ نے انہیں طلب فرمایا اور ناچنے سے منع فرمایا وہ کہنے لگے کہ ہم لوگ قوالی سنتے وقت ہوش میں نہیں رہتے یاد الٰہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں ہمیں حال اور وجد آ جاتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کشتی میں قوالوں کو اور انہیں بٹھال دو اور کشتی دریائے جمنا میں ڈال دو قوالوں سے کہو کہ قوالی پڑھیں اور پھر واپسی میں ہمیں بتایا جائے کہ ان میں سے کس کس کو حال آیا اور کون وجد میں ناچا اور گھوما۔ بادشاہ کے حکم پر عمل ہوا واپسی میں کارندوں نے بتایا کہ حضور قوالوں نے عمدہ سے عمدہ کلام پڑھا مگر ان میں کوئی ناچنا، کودنا تو در کنار کھڑا تک نہیں ہوا بلکہ خاموش کشتی میں بیٹھے رہے۔ بادشاہ نے فرمایا یہ سب مکّار ہیں انہیں کوڑے مارو اور دربار سے نکال دو جو ہوش میں نہ ہو وجد اور حال میں ہو اس کو یہ کیا پتہ کہ

دریا ہے یا خشکی، کشتی ہے یا دھرتی۔ اور ملک میں منادی کرادی کہ ہماری سلطنت میں کسی کو رقص کرنے کی اجازت نہیں ہے اللہ کے اس ولی صفت بادشاہ نے ۵۵ سال حکومت کی اور جب تک انکی بادشاہت رہی یہ خلاف شرع امور سب بند رہے۔ خدائے تعالیٰ پھر سے کوئی ایسا اسلامی حکمراں پیدا فرمائے۔

رقص یعنی ناچ کے ناجائز و گناہ ہونے کی تفصیل جسے دلائل کے ساتھ دیکھنا ہو فتاویٰ رضویہ جلد۱۰ قسط اوّل صفحہ ۲۱۲ اور صفحہ ۲۱۳ کا مطالعہ کرے۔

قصداً نماز وغیرہ فرائض کو ترک کرنے والے بعض پیر اور انکے مرید یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ ہوش میں نہیں رہتے لہٰذا ان پر نماز فرض نہیں تو ان سے پوچھا جائے کہ کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، سونے، جاگنے، لینے، دینے اور نذرانے وغیرہ کے معاملے ہیں تمہیں ہوش رہتا ہے بے ہوش ہوئے تو صرف نماز چھوڑنے کے لئے؟ صحیح بات یہ ہے کہ یہ سب مکار، دھوکے باز عیش پرست آرام طلب ہیں ان سے مرید ہونا انہیں پیر ماننا کم از کم حرام ضرور ہے۔

اس سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ فی زمانہ گاؤں گاؤں گھومنے والے ان نام نہاد بے دین پیروں سے قوم کو بچانا اور ان سے مرید ہونے سے روکنا بہت ضروری ہے اس کا ایک طریقہ ہے کہ صالح اور لائق پیروں سے لوگوں کو مرید کرادیا جائے۔ اور چونکہ لائق و اہل پیر اب نہ ہونے کے برابر ہیں لہٰذا یہ بھی لوگوں کو بتاتے رہنا چاہئے کہ آج کل جو پیری مریدی رائج ہے یہ شرعاً لازم و ضروری نہیں اور کوئی شخص کسی خاص پیر کا مرید نہ ہو، لیکن عقائد درست رکھتا ہو حضرات انبیاء کرام، اولیاء عظام اور علماء اہل حق سے محبت رکھتا ہو اور حتی الوسع شریعت کا پابند ہو تو یقیناً وہ نجات کا مستحق ہے۔ اس سب کو دلائل و تفصیل کے

ساتھ میں نے ''غلط فہمیاں اوران کی اصلاح'' میں لکھ دیا ہے اور جو کئی سو اولیاء کرام قدست اسرارہم کے اقوال مخالف شرع پیروں کی تردید میں مع حوالہ کتب دیکھنا چاہے وہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی تصنیف ''مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء'' کا مطالعہ کرے۔

اور انہیں امام اہلسنت نے ''المعتقد المنتقد'' کی شرح ''المعتمد المستند'' صفحہ ۲۳۰ میں ان احکام شرع کی صراحۃً مخالفت اور انکار کرنے والے پیروں اور مریدوں کے گروہ کو ''المتصوفۃ المتصلفۃ'' نام سے ایک مستقل گمراہ فرقہ قرار دیکر انکی تکفیر فرمائی ہے یعنی انہیں کافر کہا ہے۔

وہابیوں اور مخالف شرع پیروں کے درمیان مذہب اہلسنت

گزشتہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پر خوب واضح ہو گیا ہے کہ ایک طرف وہابی ہیں جو اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کا نام لیکر اللہ والوں کو بالکل بھول گئے ہیں اور دوسری طرف متصوفہ زمانہ جاہل مخالف شرع پیروں اور مریدوں کا وہ گروہ اور فرقہ تیار ہو گیا ہے کہ جو نام نہاد اللہ والوں کا نام لیکر اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے دین اسلام سے اس کی عبادت سے لوگوں کو دور کرنے میں لگے ہیں اور کہتے ہیں نماز روزہ تو مولویوں کا راستہ ہے ہم تو فقیری لائن کے ہیں۔

یقیناً یہ جانکر آپ کو خوشی ہو گی کہ قرآن کریم میں خدائے تعالیٰ نے اس امت کو درمیانی امت فرمایا تو واقعی آج تک اہل حق درمیان ہی میں چلے آرہے

Scanned by CamScanner

ہیں اوران کا راستہ بیچ کا راستہ ہے آج اہلسنت کی یہ شان ہے کہ ایک طرف وہ محفل میلا د مصطفےٰ کو نا جائز و بدعت کہنے والے وہابیوں سے نبرد آزما ہیں ان سے مناظرے کر رہے ہیں اور دوسری طرف عرسوں کے نام پر مزامیر اور ڈھول باجوں کے ساتھ قوالی اور تماشے کرنے والوں کے بھی مقابل یہی نظر آرہے ہیں۔

ایک طرف بنام وہابیت بندگان صالحین کے مزاروں پر حاضری ان سے استمداد اور تبرک کو شرک کہنے والوں کے رد میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری طرف جو لوگ مزاروں یا پیروں کو سجدے کرتے ہیں ان کو بھی سمجھا رہے ہیں کہ بھائیو سجدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ گویا کہ توحید کی حفاظت بھی ہو رہی ہے اور حضرات انبیاء، اولیاء و علماء سے عقیدت و محبت بھی سکھائی جا رہی ہے۔

یہ دیکھئے اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے دل کی آواز :

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

یہ دیکھئے علماء اہلسنت یہ ہی درمیانی روش والے ہیں کہ کہیں امام عالی مقام حسین شہید کربلا علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کے نام کولیکر تعزیہ داری کے تماشے کرنے والوں، ڈھول باجوں تاشوں، مصنوعی کربلاؤں، ماتم اور سینہ کوبی، مہدی کی غیر شرعی رسم اور امام باڑے والوں سے بھڑے ہوئے ہیں اور انکے خلاف تحریروں، تقریروں اور فتاویٰ کے ذریعے میدان میں کھڑے ہیں اور یہی لوگ حضرت امام پاک کی فاتحہ نیاز و سبیل کو منع کرنے والے وہابیوں سے جھگڑ رہے ہیں اور انہیں للکار رہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

بزرگوں کے سالانہ عرس کی مجلسوں کو بدعت وناجائز کہنے والوں سے بھی انہیں کی لڑائی ہے اور عرسوں کے نام پر مردوں، عورتوں کی ملی جلی بھیڑ لگانے، اس میں غنڈہ گردی کرانے والے میلوں اور تماشوں کے شیدائیوں کی مخالفت میں بھی یہی نظر آتے ہیں۔

بزرگوں، پیروں، مشائخ واکابر کی عظمت گھٹانے والوں اور انکی شان میں توہین وتنقیص کرنے والوں سے بھی انکی جنگ چلی آرہی ہے اور یہ دوسری طرف قوم کو یہ بھی بتارہے ہیں کہ اللہ والے وہی ہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں یعنی اللہ والوں کے نام پر دھوکہ کھانے سے بھی قوم کو بچارہے ہیں کہ کہیں صرف پڑھنے پھونکنے اور گنڈے تعویز کرنے والوں اور بنام کرامت شعبدے بازی دکھانے والوں کو پیر اور ولی مت خیال کرلینا بلکہ پیر وولی وہ ہی ہے جس کے چال چلن، رہن سہن، اُٹھنے بیٹھنے دیکھ کر رسول خدا کی یاد آجائے۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ مذہب اہلسنت جسے اب مسلک اعلیحضرت بھی کہا جاتا ہے اس کے نقیب اور نمائندوں کی مخالفت اور دشمنی کرنے والے آپ کو دونوں طرف کے لوگ نظر آئینگے وہابی دیوبندی بھی اور نام نہاد پیر ومخالف شرع مزاروں کے مجاور وسجادہ نشین بھی، نیاز وفاتحہ عرس ومیلاد کے مخالف بھی، تعزیہ داری اور قوالیوں کے شوقین بھی۔

بلکہ یہ دونوں جانب کے غلط خیال رکھنے والے کبھی کبھی ایک ہی لائن میں نظر آتے ہیں کتنے ہی وہابی، دیوبندی ہیں جو مزاروں کی کمائیاں کھارہے ہیں، خود مجاور بنے بیٹھے ہیں یا کرائے کے مجاور انہوں نے بٹھائے ہیں، خانقاہی اوقاف پر قبضہ کرنے میں یہ گروہ پیش پیش نظر آتا ہے۔ اور کتنے مزاروں کی

چادروں، پھولوں، نیازوں اور نذرانوں پر پلنے والے اور ان کا ناجائز استعمال کرنے والے خانقاہی اور سجادہ نشین میری نظر میں ہیں کہ جب اللہ کے اولیاء اور بزرگان دین کو بالکل نہ ماننے والے وہابیوں کے خلاف کوئی سنی عالم آواز اٹھاتا ہے اور ان کا رد کرتا ہے تو یہ بگلا بھگت اسی عالم کے خلاف ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے فقیروں کے مذہب میں سب صحیح ہیں یعنی جو اللہ کے رسولوں، نبیوں، ولیوں کو گالیاں دیں ان سے خوش ہیں انہیں کچھ مت کہو اور جو ان گالیاں دینے والوں کا رد قرآن و حدیث کی روشنی میں کر دے اس کے یہ مخالف ہیں ابھی جلدی کی بات ہے ہمارے علاقے کے ایک شہر میں قبر پر اذان کو علماء اہلسنت نے جائز اور اچھا کام بتایا اور وہابیوں نے اس ذکر خدا اور رسول کو حرام و ناجائز قرار دیا تو حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین صاحب مکنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے خود کو وابستہ کرنے والے کچھ نام نہاد مداری مکنپوری دیوبندیوں، وہابیوں کی طرف ڈھلک گئے اور اس مسئلے میں انہیں کی تائید کر دی اور اہلسنت کے مخالف ہو گئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ درگاہوں اور مزاروں پر رات دن پڑے رہنے والے بلکہ مزاروں کے ذریعے پلنے والے ان سے میل کھا جاتے ہیں کہ جن کے مذہب میں مزار بنانا وہاں جانا سب حرام ہے۔ ایک طرف وہ وہابی ہیں جن کے مذہب میں کسی ولی کا مزار شرعاً کوئی چیز ہی نہیں اور ایک طرف وہ آج کل کے نام نہاد صوفی و فقیر ہیں جو مزاروں کو سجدے کرتے ہیں اور نماز، روزے کی پرواہ کئے بغیر صرف اس حاضری ہی کو کل اسلام خیال کرتے ہیں اہلسنت درمیانی راستے پر قائم ہیں جو صحیح معنی میں اہلسنت ہیں۔

اب دیکھئے مذہب اہل سنت و الجماعت کی صحیح ترجمانی

احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اور یا ولی اللہ کہنا جائز ہے کہ نہیں اور پیغمبروں اور ولیوں سے مدد چاہنا یا علی مشکل کشا کہنا جائز ہے یا نہیں تو جواب میں فرمایا۔

جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا سے جانے اور اعتماد کرے کے بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ تعالیٰ کے دئے بغیر کوئی ایک حبّہ نہیں دے سکتا ایک حرف نہیں سن سکتا پلک نہیں ہلا سکتا۔ الخ

دیکھا آپ نے؟ کیسی اچھی تعلیم ہے؟ کیسی توحید الٰہی کے عقیدے کی حفاظت ہے؟ اور شرک سے کس قدر نفرت و بیزاری وعداوت ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ کیسی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں، رسولوں، نبیوں اور ولیوں سے عقیدت ومحبت ہے؟ اور یہی درمیانی راستہ ہے جو مذہب اہلسنت والجماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہو شرک سے بیزار ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کا اظہار ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کو جو کچھ دیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اور دینے کے بعد بھی ہر شئی کا حقیقی اور ذاتی مالک و پروردگار بھی وہی ہے یعنی یقیناً انبیاء و اولیاء بھی اُسی کے بندے ہیں وہی اُن کا رب اور مالک ہے لیکن بات یہ ہے کہ بندوں میں بھی زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے بندے ہم بھی ہیں بندے وہ بھی ہیں مگر ہم فقیر ہیں وہ شہنشاہ ہیں

ہم غلام ہیں وہ آقا ہیں ہم منگتا ہیں وہ داتا ہیں ہم انکے مقابلے میں مٹی سے بھی کمتر ہیں اور وہ ہمارے بالمقابل سونے چاندی سے بھی کہیں بہتر ہمیں اگر کنکر پتھر کہا جائے تو انہیں ہیرے جواہرات اور موتیوں سے تعبیر کیا جائے بلکہ اس سے بھی عمدہ اور افضل۔

شرک کے معاملے میں احتیاط اور ساتھ ہی ساتھ بزرگوں سے عقیدت اور محبت کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے۔ فتاوٰی رضویہ جلد ۶ مطبوعہ مبارکپور صفحہ ۱۳۰ پر ایک سوال اور پھر اعلیٰحضرت کا جواب ملاحظہ فرمائیے:

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ پیر کے ساتھ مرید کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے آیا یہ کہنا چاہیئے کہ میرا بخشنے والا وہی ہے یا یہ کہ اس کے وسیلے سے بخشا جاوے گا جیسا کہ ایک شخص (زید) کہتا ہے کہ "بخشنے والا اور دینے والا پیر ہی ہے" اور عمرو کہتا ہے کہ پیر بخشنے والا نہیں بلکہ اس کے وسیلے سے اس کے مرید بخشے جاویں گے اور بغیر پیر کے وسیلے کے خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک رسائی نہیں اور اس امر میں زید ہمیشہ عمرو کے خلاف رہتا ہے اب فیصلہ فرمادیں کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر اور جو حق پر نہیں اس کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

اس سوال کے جواب میں اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:

عمرو حق پر ہے اور زید کے وہ الفاظ کہ "دینے والا اور بخشنے والا پیر ہی ہے" اپنے ظاہر پر بہت شنیع (برے) ہیں اور اگر اس کا ظاہر ہی اعتقاد قائل ہو تو صریح کفر ہے بہر حال زید کو توبہ کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یہ ہیں امام اہل سنت اعلیٰحضرت کی تعلیمات جو خالص اسلام ہیں۔

Scanned by CamScanner

جہاں زندگی بھر پیروں اور بزرگوں کو بالکل نہ ماننے والوں کی خبر لی ہے وہاں پیروں اور بزرگوں کے نام کا سہارا لیکر اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھول جانے والوں اور عقیدہ توحید کے ذرا سا بھی خلاف بولنے والوں جن کی بولیوں سے شرک کی بو آتی ہو ان کی بھی کوئی رعایت نہیں کی گئی ہے اور واقعی مذہب اہلسنت اللہ والوں سے محبت کرنا تو ہے لیکن 'معاذ اللہ' اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ عظم احسانہ کو بھول جانا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کسی سے کسی قسم کا کوئی مقابلہ وموازنہ آخر وہی تو مالک الملک ہے جس کو چاہتا ہے اپنے ملک سے عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنا ملک چھین لیتا ہے ساری بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے بیشک وہ جو چاہے کرسکتا ہے رات کو دن میں داخل فرماتا ہے اور دن کو رات میں زندے کو مردے سے لاتا ہے اور مردے کو زندے سے اور وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب عطا فرماتا ہے۔

یہاں ایک بات میں اور بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بزرگان دین کا ذکر باعث خیر و برکت اور وجہ نزول رحمت ہے لیکن جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا رائج ہے، ہمیشہ سے سلف کا معمول ہے وہاں اس کو ہٹا کر اس کی جگہ کسی غیر خدا کا ذکر مناسب نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ کا نام لیکر اور صرف اس کی طرف رجوع کر کے جو سوال کیا جاتا ہے یا مانگا جاتا ہے اس کو ''دُعا'' کہتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دعا کے معنی شرع میں ہیں السوال من اللہ الکریم۔ کرم والے اللہ سے مانگنا

انوار ساطعہ برحاشیہ براہین قاطعہ صفحہ ۷۹

لغت کی مشہور کتاب المعجم الوسیط میں دعا کے معنی لکھے ہیں مایدعی بہ

السلہ من القول ایسی بات جس میں اللہ کو پکارا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے ایک مرض میں تکلیف اور درد کی زیادتی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے۔ الملفوظ حصہ دوئم صفحہ ۹۲

اور خدا کی طرف سے اس کی عطا سے انبیاء و اولیاء کو صاحب تصرف و اختیار سمجھ کران سے مراد یا مدد مانگنے کو استمداد اور استغاثہ کہتے ہیں یعنی دعا کا لفظ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے بزرگوں سے مانگنے کو استمداد اور استغاثہ کہا جاتا ہے دعا نہیں یعنی دعا مانگنا صرف اور صرف اللہ ہی سے ہے مدد اور مراد مانگنا بزرگوں سے بھی ہے۔ وہ بھی یہ عقیدہ رکھ کر کہ وہ اُسی کے دیئے سے اس منصب پر فائز ہیں کہ کسی کو نفع یا نقصان پہونچا سکیں مثلاً نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا معمول و مروج ہے وہاں غیر خدا سے استغاثہ اور استمداد مناسب نہیں ہے خواہ اشعار میں ہو یا نثر میں اور بات وہی ہے کہ سنیت اللہ والوں سے محبت کرنا تو ہے لیکن اللہ کے ذکر کو روکنا اور ہٹانا نہیں ہے کلمات خیر میں بھی سب کے لئے مواقع الگ الگ ہیں ہر اچھی بات بھی ہر موقع و محل پر اور ہر جگہ اچھی نہیں ہوتی۔ یہ جو بعض جگہ امام لوگ نماز باجماعت کے بعد استغاثہ اور استمداد کے اشعار پڑھنے لگتے ہیں یہ طریقہ اسلامی مزاج کے مناسب نہیں خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان نے بھی نماز کے بعد پڑھنے کے لئے جو دعا اور مناجات لکھی ہے :

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

Scanned by CamScanner

اس کے ہر شعر کی ابتدا میں ''یا الٰہی'' ہے بیسوں (۲۰) اشعار میں کسی بھی شعر میں سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے کے لئے ندا نہیں ہے۔

اپنے سلسلے کے بزرگوں کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے جو شجرہ پڑھا جاتا ہے اس میں اعلیٰحضرت نے پہلا شعر یوں لکھا ہے:

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

اس شعر کے دوسرے مصرع میں حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ سے استغاثہ اور استمداد ہے اور کرم کا سوال ہے کیونکہ شجرہ پڑھنے کے مواقع اور ہیں اور دعا مانگنے کے اور۔ شجرہ عموماً عرس و فاتحہ خوانی وغیرہ کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اس شجرے کے بھی بعد والے سارے اشعار میں بزرگان سلسلہ کے نام و ذکر کا وسیلہ تو ہے لیکن ندا اور پکار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور دعا اسی سے مانگی ہے۔

اور ''یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے'' کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے نام پر مجھ کو عطا فرمایئے میرے اوپر کرم کیجئے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور بالذات کرم فرمانے والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ وسیلہ ہے ایسا مفہوم تو سوچا بھی نہیں جا سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ حقیقت میں کرم فرمانے والا دینے اور بخشنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مقدس بندے اس کی عطا اور بخشش کا وسیلہ ہیں ہاں اللہ تعالیٰ کے نام پر یا اس کے واسطے میں مانگنا سوال کرنا جائز و مروج ہے اور اس کی مثالیں احادیث میں بھی موجود ہیں۔

حدیث: حضرت عبد اللہ ابن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعَاذَ مِنكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَ مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاُعْطُوْهُ

یعنی جو اللہ کے واسطے میں تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے واسطے میں تم سے کچھ مانگے تو اس کو وہ دے دو۔

مشکوٰۃ باب افضل الصدقہ صفحہ ۱۷۱

حدیث : بخاری و مسلم میں ابرص، اقرع، اور اعمٰی یعنی کوڑھی، گنجے، اور اندھے والی مشہور اور طویل حدیث میں ہے کہ جب فرشتے کی دعا سے یہ لوگ تندرست شفایاب اور مالدار ہوئے تو پھر وہی فرشتہ انسان کی شکل میں مسکین و محتاج بن کر یکے بعد دیگرے ان کے دروازے پر آیا اور اس طرح سوال کیا :

رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلا بَلاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ الخ الحديث

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ فرشتے نے کہا کہ میں ایک محتاج آدمی ہوں میرا سامان سفر جاتا رہا اب میں اللہ کی پھر تیری مدد کے بغیر گھر نہیں پہونچ سکتا۔ تجھ سے اس خدا کے واسطے میں مانگتا ہوں کہ جس نے تجھ کو تندرست و شفایاب اور مالدار کیا۔

مشکوٰۃ باب الانفاق فصل ثالث صفحہ ۱۶۶

حدیث : حضرت ابو مسعود صحابی اپنے غلام کو مار رہے تھے تو اس نے کہا مجھ کو مت ماریئے چھوڑ دیجئے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تو وہ مارتے رہے پھر اس نے کہا رسول اللہ کے واسطے مجھ کو چھوڑ دیجئے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

صحیح مسلم جلد ۲ باب صحبۃ الممالیک صفحہ ۵۲

حدیث : ایک نابینا صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کی روشنی حاصل کرنے

کے لئے جو دعا سکھائی وہ حدیث میں اس طرح ہے :

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کے واسطے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں اور یا رسول اللہ میں آپکے واسطے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری یہ پریشانی دور ہو جائے یا اللہ تو حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (ترمذی جلد۲ باب الدعوات صفحہ ۱۹۷ مشکوٰۃ باب جامع الدعا صفحہ ۲۱۹)

ان احادیث کو پیش نظر رکھ کر یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خدائے تعالیٰ کے نام کا واسطہ دیکر یعنی اللہ کے نام پر حضور سے خدا کا دیا ہوا مانگنا بھی جائز ہے۔ اور دینے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے حضور بھی اسی کا دیا ہوا اسی کے نام پر لٹاتے ہیں

اسی لیئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا :

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

یہ تو رہا رسول خدا سید عالم ﷺ کا معاملہ جن کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کلمے اذان اور نماز کے علاوہ قرآن کریم میں سیکڑوں جگہ ہے۔ ان سے مانگنا خدا سے مانگنا ہے۔ ان تک پہونچنا خدا تک پہونچنا ہے ان کا ذکر خدا کا ذکر ہے۔ باقی رہا بزرگوں کا معاملہ تو کسی بزرگ کا نام لیکر براہ راست ان سے مدد مانگنا مثلاً اے فلاں بزرگ اور فلاں اللہ والے میری مدد کرو مجھ پر کرم کرو مجھ کو فلاں چیز عطا کردو تو اگر واقعی وہ بزرگ خدائے تعالیٰ کی عطا سے صاحب تصرف و اختیار ہیں اور انکی ولایت مشہور اور معروف ہے یا مجمع علیہ ہے تو یہ عقیدہ رکھ کر کہ بغیر خدائے

تعالیٰ کی مرضی کے کوئی کسی کو ذرہ برابر نفع ونقصان نہیں پہونچا سکتا یہ استغاثہ اور استمداد جائز ہے لیکن فقیر کی نظر میں موجودہ دور کے حالات علم کی قلت اور جاہلوں کی کثرت اور نااہل پیروں اور مریدوں کی جہالت کے پیش نظر عوام کے لئے براہ راست پکارنے کے بجائے افضل وانسب واحوط اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے وسیلے اور صدقے میں تو مجھ کو فلاں چیز عطا فرما دے۔ کیوں کہ شیطان ابھی مرا نہیں اور شرک کا دروازہ بند نہیں ہوا شیطان کو بہکاتے اور جاہلوں کو بہکتے اور بدکتے دیر نہیں لگتی اور شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اُس کے شبہے سے بھی بچنا لازمی ہے جس طرح اللہ و رسول کی شان میں گستاخی اور توہین اور اُس کے شبہے سے بھی قوم کو بچانا نہایت ضروری ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات میں شرک اور اُس کے شبہات و خیالات تک سے دور رہنا اور دور رکھنا بے حد لازم وضروری ہے اور آج کے دور میں ایسے لوگوں کی بھی اب کمی نہیں ہے جو پیروں میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں اور اللہ کو بھول گئے ہیں۔

علاوہ ازیں اس طرح دعا مانگنے میں ''اللہ'' کا نام بھی آجاتا ہے اور اللہ کا نام منھ سے نکل جانا بڑی عبادت ہے۔ ذکر الٰہی ہی تو مقصد زندگی ہے اور اللہ کے مقدس بندوں انبیاء کرام اور ملائکہ عظام اور اہل ایمان کی روحانی غذا ہے اللہ تعالیٰ کا نام سننے اور لینے میں جس کو جتنی لذت حاصل ہو اس کا ایمان اتنا ہی زیادہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون اللہ کا ذکر اتنا زیادہ کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں

Scanned by CamScanner

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۸ صفحہ ۵۳۶ مطبوعہ پور بندر بحوالہ المستدرک جلد ا صفحہ ۴۹۹

ایک اور حدیث میں ہے ایک صاحب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اسلام میں تو بہت باتیں ہیں سب میرے بس کی نہیں کوئی ایک بات بتایئے جس کو میں لازم پکڑلوں حضور نے فرمایا لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ اللہ کے ذکر سے ہمیشہ اپنی زبان تر رکھو

جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ ابواب الدعوات

اسی سے متصل دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن سب سے بڑے مرتبہ والے کون لوگ ہوں گے تو فرمایا الذاکرین اللہ کثیرا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی المعجم الاوسط سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

جو کثرت سے اللہ کا ذکر نہ کرے وہ ایمان سے بے زار ہو گیا

فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۵۳۶ مطبوعہ پور بندر

یہ ہی اعلیٰ حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر سب سے زیادہ فضیلت والا عمل ہے بلکہ سارے اعمال کی جڑ یہ ہی ہے یہاں تک کہ وہ نماز جو ایمان کے بعد سارے کاموں میں افضل ہے اس کا مقصد بھی اللہ کا ذکر ہے۔

مفہوم عبارت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۸

اور فرماتے ہیں جب لوگوں کی نیند کا وقت ہو یا وہ نماز پڑھ رہے ہوں تو اللہ کا ذکر اتنی بلند آواز سے نہ کرو کہ سونے والے کی نیند میں یا نمازی کی نماز میں خلل ہو اور جب یہ سب نہ ہو تو تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کا ذکر آواز سے کر و یا آہستہ دھیرے دھیرے اور اللہ کا ذکر اتنا زیادہ کرو کہ منافق کہے دیوانہ ہے اور

Scanned by CamScanner

وہابی کہے کہ یہ بدعت ہے

مفہوم عبارت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۹

اللہ کے ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب میں اتنی احادیث مروی ہیں کہ ان سب کو کسی چھوٹی موٹی کتاب میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔

یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ اللہ و رسول کے ذکر کو چھوڑ کر بزرگوں اور پیروں کا حد سے زیادہ ذکر کرنا اور ہر وقت انہیں کا نام لینا میں دیکھ رہا ہوں کہ امت مسلمہ میں اختلاف کا بھی سبب ہے اور خانقاہی سلسلوں کے جھگڑے اس سے جنم لیتے ہیں کیونکہ پیر و بزرگ ہر سلسلے اور خانقاہ کے الگ الگ ہیں اور اللہ و رسول سب کے لئے ایک ہیں تو خدا و رسول کو چھوڑ کر صرف اپنے اپنے بزرگوں کے ذکر میں لگ جانے سے گروہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ بزرگوں کا نام نہ لیا جائے ہاں ہر بات کی ایک حد ضرور ہوتی ہے اللہ و رسول کو بھول کر یا ان کا ذکر چھوڑ کر صرف بزرگوں کا نام لیتے رہنے میں مجھ کو بھلائی نظر نہیں آ رہی اپنے اپنے بزرگوں کو یاد کریں یاد رکھیں اور ان کی یادگاریں منائیں لیکن خدا و رسول کے نام پر امت کو جمع بھی رہنے دیں۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے تو یہ بات حق ہے لیکن میں تو اس کا مطلب یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے نام کے بعد یا اس کے ذکر کے ساتھ محبوبان خدا کا نام و ذکر بھی ہو جائے تو اس میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ سمجھ لینا کہ جب محبوبوں کا ذکر، ذکر خدا ہے تو پھر خدائے تعالیٰ کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی تو یہ ایک غلط خیال ہے اور ذکر الٰہی سے بندوں کو روکنے کی ایک چال ہے کہ جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے آیات و

احادیث جس سے مالا مال ہیں اور ہر دور میں بندگانِ خدا کی زبان جس سے تر رہی ہے وہ اللہ ہی کا ذکر ہے اور یہی وہ غذا ہے جس سے ان کو تسلی ملی ہے۔

خلاصہ یہ کہ بزرگان دین اولیاء کرام سے استغاثہ اور استمداد جائز ہے لیکن اللہ جل شانہ سے دعا مانگنے کا مرتبہ جدا ہے خاصکر جب اس میں اللہ والوں کا وسیلہ شامل ہو تو سونے پر سہاگہ ہے، نورٌ علیٰ نور ہے خاصکر آج کے دور میں کہ اب بزرگ تو رہے نہیں الا ماشاء اللہ مگر جس کو دیکھو وہ کہہ رہا ہے کہ میرے میاں نے میرا فلاں کام بنا دیا، مجھ پر بڑا اکرم فرمادیا، اے میرے میاں میری مدد کرو، میاں تو صحیح معنی میں آج کل نظر آتے نہیں خوامخواہ کی نداؤں، پکاروں کی بھرمار چاروں طرف سے المدد کی یلغار ہے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہما جیسے مشائخ کبار اور بعطائے الٰہی صاحب تصرف بزرگوں کے لئے جس استمداد اور استغاثے کو جائز قرار دیا گیا تھا وہ آج کے سجادہ نشین پیروں کے لئے ہو کر رہ گیا ہے جن میں بہت سے نااہل اور نام نہاد ہیں۔

وہابیوں سے اختلاف اس بات کا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنے کو اور پکارنے کو اور ندائے غیر اللہ کو مطلقاً شرک و کفر کہہ ڈالا اور بھولے بھالے عوام اہل اسلام کو ان باتوں کی وجہ سے کافر و مشرک بنا ڈالا اور یہ اُن کا بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ تقویۃ الایمان وغیرہ کتابوں میں جگہ جگہ عام مسلمانوں کے لئے یہ شرک و کفر کے فتوے دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن خیال رہے کہ سنی علماء نے بھی یہ نہیں کہہ دیا ہے کہ بزرگوں کو پکارنے اور اُن سے مدد مانگنے کی وجہ سے اللہ کو بھول جانا اور اُس کا ذکر اور اُس کا نام اور اُس سے دعا مانگنا چھوڑ دینا

جب کہ یہ خالص عبادت اور انسان کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میں نے اپنے پیر و مرشد حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ اُن کے منہ سے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت "یا اللہ" جاری رہتا تھا۔ اور یہ بہترین عادت ہے اور یہ "ہر وقت اللہ کا ذکر کرنا" رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جیسا کہ حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں

نبی کریم ﷺ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے

یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابوداؤد وغیرہ حدیث کی کئی کتابوں میں ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھی اس حدیث کو فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۷۳۵ پر نقل کیا ہے گویا کہ کھاتے پیتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا ذکر کرنا اس کا نام لینا اس کو پکارنا اس کی حمد بیان کرنا اس کا شکر کرنا اس کی تسبیح اور پاکی بولنا خاص عادت مصطفےٰ اور سنت حبیب کبریا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و اصحابہ ابداً ابداً

میرا مشورہ ہے کہ سنتوں کی تبلیغ کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے یہ سنت بھی لوگوں کو ضرور بتائیں اور اللہ کا ذکر کرنے کی عادت ڈلوائیں اور خود بھی اس پیاری پیاری میٹھی میٹھی سنت کا دھیان رکھیں۔

یہاں یہ بھی بتادیں کہ درود شریف بھی اللہ کا ذکر ہے بلکہ بہترین ذکر الٰہی ہے کیونکہ یہ اللہ سے حضور پر رحمت نازل کرنے کی دعا ہے اور دعا افضل اذکار ہے اور رسول اللہ کہنے میں بھی اللہ کا ذکر ہے کیونکہ اس کے معنی ہے اللہ کے رسول تو اس میں اللہ کا ذکر پورے طور پر موجود ہے۔

اور سیدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

Scanned by CamScanner

والرضوان نے جو فارسی میں شجرۂ شریف کے اشعار لکھے ہیں اُس کے ہر شعر میں اپنے سلسلے کے تمام بزرگوں سے ندا اور خطاب کے ذریعے مدد مانگی ہے لیکن اخیر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں :

۱۔ یا الٰہی ذیل ایں شیراں گرفتم بندہ را از سگان شاں شمار و دائما امداد کن

۲۔ بے وسائل آمدن سوئے تو منظور تو نیست زاں بہر محبوبِ تو گوید رضا امداد کن

۳۔ مظہر عون اند ایں جا مغز حرفے بیش نیست یعنی اے ربِّ نبی و اولیاء امداد کن

۴۔ نیست عون از غیر تو بل غیر تو خود ہیچ نیست یا الہ الحق الیک المنتہٰی امداد کن

ترجمہ : (۱) یا اللہ میں نے ان شیروں کا دامن تھام لیا ہے اپنے اس بندے کو انکے کتوں میں شمار فرمالے اور ہمیشہ میری مدد فرما۔

(۲) اے اللہ تیری طرف بغیر وسیلے کے متوجہ ہونا تجھ کو پسند نہیں ہے اسلئے تیرے ہر دوست سے رضا کہہ رہا ہے کہ "میری مدد فرمایئے۔"

(۳) تیرے محبوب بندے تیری ہی مدد کا مظہر ہیں اور میں نے جو اُن سے مدد طلب کی ہے اُس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ "اے نبیوں اور ولیوں کے رب میری مدد فرما۔"

(۴) تیرا نہ ہو کر کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا بلکہ جو تیرا نہیں ہے وہ تو بذات خود کچھ ہے ہی نہیں۔ اے سچے معبود سب کی انتہا تیری ہی ذات تک ہے۔ اے اللہ تو میری مدد فرما۔

(حدائق بخشش حصہ دوم صفحہ ۳۹ مطبوعہ قادری بک ڈپو، بریلی)

اعلیٰ حضرت کے یہ اشعار خالص مذہب اہل سنت ہیں کہ بزرگان دین کا وسیلہ بھی ہے اُن سے استغاثہ اور استمداد بھی ہے، محبت و عقیدت بھی ہے لیکن

خدائے تعالیٰ کو بھول کر نہیں بلکہ سب کچھ اُسی کی طرف سے اور اُسی کا جانکر اور اُس کے ذکر اور اُس کی یاد سے دل وزبان کو غافل نہ رکھ کر۔ اور وہ بھی کیا مسلمان جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ زمانۂ پاک رسالت وصحابہ وتابعین اور اس کے بعد بھی امت مسلمہ کے ہر طبقے میں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے اللہ کا ذکر کرنے اور بوقت مصیبت و پریشانی اللہ سے دعا مانگنے کا رواج اور ماحول رہا ہے ہاں اللہ والوں اور اس کے محبوب بندوں سے مدد مانگنے اور انہیں بوقت مصیبت پکارنے کی مثالیں بھی ملتی ہیں لیکن وہابیوں نے بے سوچے سمجھے اسے شرک قرار دے دیا اور علمائے حق نے اس کو شرک نہ کہہ کر جائز ہونے کی فتوے دیے کیونکہ انہیں پکارنے والا اللہ ہی کو مالک حقیقی سمجھ کر ان سے مدد مانگ رہا ہے تو شرک کا کوئی سوال ہی نہیں لیکن میرے بھائیو کسی بات کا جائز ہونا اور بات ہے اور رائج ہونا اور بات ہے میری سمجھ کے مطابق رواج اور عادت تو اللہ کے ذکر کی ہی ہونا چاہیے اور اس کے نبی پر درود پڑھنے کی۔

بزرگوں سے استغاثے اور استمداد کی حقیقت

بزرگوں سے مدد مانگنے اور ان سے مرادیں چاہنے کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں بعض لوگ اپنے سے زیادہ طاقت وقدرت رکھنے والوں سے مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ غریب مالداروں کے کمزور طاقتوروں کے، مظلوم، حکام کے دروازوں کے چکر لگاتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی طاقتور کسی ناتواں، کمزور پر ظلم کرتا ہے تو وہ اس سے زیادہ طاقور کی پناہ لیتا ہے۔ اسکول میں کسی

Scanned by CamScanner

کمزور بچے کو بڑا بچہ مارے تو وہ استاد سے شکایت کرتا ہے۔ غرض یہ کہ مدد چاہنا پناہ لینا شکایت کرنا انسانی معاشرے کا اہم حصہ ہے، جس میں کسی کو شک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے جنہیں انبیاء کرام یا اولیاء عظام کہا جاتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دنیاوی حکام، بادشاہوں، طاقت وقوت والوں سے کہیں زیادہ فریادرسی کی طاقت وقوت، حکومت واستطاعت عطا فرمادی ہے ان میں سے بہت سے بعد وصال بھی مزاروں میں رہ کر تصرف فرماتے ہیں اور بعطائے الٰہی ناتوانوں کی مدد کرتے ہیں اس سے خدائے تعالیٰ کی خدائی میں کچھ فرق نہیں پڑتا آخر فرشتوں کو بھی تو اس نے روزی روٹی پہونچانے بارشیں برسانے کھیتیاں اگانے کے لئے مقرر فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے **وَ الْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا** یعنی قسم ان فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا **وَ اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُس** ہم نے پاک روح (جبرئیل امین) کے ذریعے انکی مدد فرمائی اور قرآن کریم تیسرے پارے کی آیت کا ترجمہ لکھ چکے جس میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا تھا "کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ اور پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کردیتا ہوں۔

تو اس سب کا حاصل یہی ہے کہ مذہب اہلسنت والجماعت ایک سیدھا سچا اور درمیانی راستہ ہے اور غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ وہی ہے جسے لوگ آج مسلک اعلیٰحضرت کہتے ہیں اس کا نچوڑ اور خلاصہ ان چند جملوں کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مذہب اہلسنت ایک نظر میں

۱۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور اس کے محبوب بندوں سے محبت وعقیدت رکھی جائے۔

۲۔ اللہ والوں کا نام بھی لیا جائے اور ان کا کام بھی کیا جائے یعنی انکے راستے پر چلا جائے اور یہی اصل محبت وعقیدت ہے۔ جو لوگ اللہ والوں کا نام تو لیتے ہیں مگر انکے کام اور راستے کو بھول گئے وہ لوگ غلط راستے پر ہیں۔

۳۔ انبیاء واولیاء بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں مگر عام لوگوں میں اور ان میں بہت بڑا فرق ہے جیسے غلام اور آقا، فقیر اور بادشاہ کا فرق محتاج ومختار کا فرق۔

۴۔ مذہب اہلسنت اللہ والوں سے محبت کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بھول جانا نہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اس کی عبادت نہیں کرتے، نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے سروکار نہیں رکھتے اور نیاز و فاتحاؤں، عرسوں میں لگے ہوئے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں بڑے دھوکے میں ہیں کیونکہ حق یہ ہے کہ جب تک فرض ذمے پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ پور بندر)

۵۔ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو جو اختیارات، مراتب ودرجات حاصل ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی زبردستی یا چھین کر یا بانٹ کر نہیں لے سکتا کیونکہ اس کا کوئی شریک اور ساجھی حصہ دار نہیں ہے بلکہ جس کو چاہتا ہے اپنی مرضی اور پسند سے عطا فرماتا ہے اور جب جس سے جو چاہے دیکر چھین لے **اِلّا**

Scanned by CamScanner

مَاوَعَدَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادُ

۶۔ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ وہ چھوٹے اللہ یا چھوٹے خدا یا چھوٹے معبود ہیں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر و مشرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں کسی بھی حیثیت سے کوئی اُس کا شریک اور ساجھی نہیں، سب اُس کے پیدا کیئے ہوئے اور اُس کے بندے ہی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں ''کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اُس کی شریک کسی حیثیت سے کسی درجے میں نہیں ہو سکتی۔'' نہ ذات میں نہ صفات میں اس کو لاشریک لہ جاننا (اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں) فرض اول و مدار ایمان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۳۴۲)

۷۔ جو لوگ اللہ کے نیک بندوں خاصکر سید الانبیاء محبوب خدا حضور سیدنا و مولیٰنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں وہ کافر ہیں مسلمان نہیں ہیں۔

۸۔ جو پیر و مرید نماز، روزہ وغیرہا عبادات الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں اور ہوش وحواس کے باوجود ان کی بجا آوری نہیں کرتے اور شریعت کو طریقت سے الگ کرتے، احکام شرع کا انکار کرتے ہیں یہ سب گمراہ و بددین ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔

۹۔ نیاز و فاتحہ، میلاد و سلام، عرس وغیرہا امور مروجہ صورتوں میں بدعات حسنہ ہیں اور اچھے کام ہیں لیکن شرعاً فرض و واجب نہیں ہیں اور نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ فرض ہیں خدائی قرض ہیں جن کے بغیر اسلام نامکمل ہے۔ ہاں نیاز و فاتحہ کو بھی کبھی کبھی کرتے رہنا چاہئے کیونکہ یہ امور ہندوستان میں اہلسنت کی پہچان ہیں۔

۱۰۔ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہم عام لوگوں کی طرح بشر نہیں اُن کو اپنا بڑا بھائی سمجھنا اور کہنا بھی بے ادبی ہے بلکہ وہ ہمارے آقا ہیں ہم اُن کے غلام ہیں،

Scanned by CamScanner

ہم اُن کے در کے فقیر ہیں وہ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔

۱۱۔ اہلسنت کے علاوہ تمام فرقے مثلاً قادیانی، وہابی، دیوبندی، مودودی، رافضی، خارجی، چکڑالوی، نیچری سب باطل پرست اور غیر اسلامی ہیں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ بغیر وسیلے کے دینے پر بھی قادر ہے اور جس کو جب جو چاہے جیسے چاہے عطا فرمادے لیکن وسیلہ اُس کو پسند ہے اور اُس کو راضی کرنے کے لئے اور اُس کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے اُس کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا بلا شک جائز ہے لیکن اُس کے نیک بندے وہ ہی ہیں جو اُس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں اور اُس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ضروری نوٹ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اسلام میں سب سے بڑا جرم ہے اور اسکی سزا قتل ہے

اشخاص پرستی اور اعمال پرستی کے درمیان

یہ عنوان ضرور نیا ہے لیکن اس کا مطلب مفہوم وہی ہے جو سب ابھی آپ پڑھ کر آئے ہیں۔ اشخاص پرستی سے ہمارا مطلب و مقصد اسلامی شخصیتیں یعنی حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے محبت وعقیدت ہے ان سے عشق اور دل میں انکی وقعت اور قدر و منزلت ہے۔ اور اعمال پرستی سے ہماری مراد نماز، روزہ و زکوٰۃ اور دیگر احکام شرع فرائض الٰہیہ کی پابندی حرام کاموں سے بچنا اور نیکیوں کی طرف رغبت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے راستے پر چلنا ہے اور اسلام ان دونوں امور کے مجموعے کا نام ہے۔ یعنی خاصان خدا حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام سے عقیدت و محبت بھی ضروری ہے اور ان محبوبان خدا کے راستے پر چلنا بھی ضروری ہے بلکہ اصلی محبت یہی ہے۔

مگر افسوس کہ آج کافی مسلمان اس درمیان کے سیدھے اور سچے راستے پر قائم نہ رہ سکے کچھ اِدھر اور کچھ اُدھر کو بھاگ پڑے۔

اہل اسلام میں ایک بڑی تعداد آج ان لوگوں کی ہے جو اشخاص پرستی کو ہی اسلام سمجھے ہوئے ہیں اور اس کا مطلب اور اسلامی شخصیتوں سے محبت کا معنی انہوں نے صرف بزرگوں کا نام لینا، انکے نام کے نعرے لگانا، ان سے مدد مانگنا، انکی نیاز و نذر اور فاتحہ کرانا، انکے مزاروں پر حاضری دینا، وہاں چادریں چڑھانا سمجھ لیا اور یہ لوگ ان بزرگوں کی راہ وروش کو بھلا بیٹھے انکے اخلاق و کردار و چال چلن کو یکسر فراموش کر گئے انہیں عشاء فجر سے کوئی مطلب نہیں، ظہر و عصر و مغرب کی نماز کی انہیں فرصت نہیں۔ یہ

Scanned by CamScanner

بزرگوں کا نام لیکر انکی نیاز کے نام پر خوب عمدہ عمدہ پلاؤ، بریانی، کھچڑے اور مالیدے پکا کر اور پیٹ بھر کر کھا کر بجائے عشاء کی نماز پڑھنے کے گانے سنکر اور سنیمے دیکھ کر سو جاتے ہیں اوسویرے کو دن چڑھے آٹھ آٹھ بجے سو کر اٹھتے ہیں۔ یہ بزرگوں سے محبت کے دعویدار تو ضرور ہیں مگر ان کے صبح وشام، صورت وسیرت، چال چلن دیکھ کر بجائے بزرگوں کے کافروں اور غیر مسلموں کی یاد آتی ہے جب کہ مرید وہ ہے جس کو دیکھ کر پیر کی یاد آجائے اور عاشق ومحبّ وہ ہے جس کو دیکھ کر محبوب کی یاد آجائے اور بزرگ اور پیر وہ ہے جس کو دیکھ کر اللہ ورسول کی یاد آجائے۔ ایسے لوگ یقیناً صحیح راستے پر نہیں ہیں۔

بھائیو! بزرگان دین کے مزارات مقدسہ کی حاضری، انکی نیاز وفاتحہ اور عرس وغیرہ کرنا یہ سب کام بلاشک جائز ومستحسن ہیں مگر صرف انہیں کو اسلام سمجھ لینا اور حرام کاموں سے نہ بچنا اور نماز روزے اور زکوٰۃ اور دیگر احکام شرع کی پابندی نہ کرنا ایک بڑی بھول ہے جس کی تلافی ضروری ہے۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر مسلمان کو نمازی اور دیندار بنائے اور اس کے ساتھ ساتھ بزرگوں سے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے انکی بارگاہوں کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائے۔

اعمال پرستی : اس سے میری مراد وہ لوگ ہیں جو بظاہر اعمال صالحہ، احکام شرع پر عمل پیرا نظر آتے ہیں مگر انہیں اس کا نشہ سوار ہے اور صرف اسی کو اسلام سمجھے ہوئے ہیں اور اس نشے میں محبوبان خدا کی بارگاہوں میں گستاخیاں کرتے، انکے نام اور ذکر سے چڑتے ہیں انہیں عشق خدا ورسول میسر نہیں، اسلام کی عظیم شخصیتوں سے عقیدت انہیں حاصل نہیں، یہ لوگ بڑے دھوکے اور سخت خسارے میں ہیں صرف نام کے مسلمان ہیں کیوں کہ اسلام اعمال پرستی اور اشخاص پرستی دونوں کے مجموعے کا نام ہے اور یہی مذہب اہلسنت اور درمیانی راستہ ہے۔

Scanned by CamScanner

بڑھتے ہوئے عرس و مزار

شریعت کے دائرے میں رہ کر اولیاء کرام کی تاریخ وصال پر گھروں، مسجدوں میں یا انکے مزارات پر حاضر ہو کر انکے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی، صدقہ و خیرات، کھانے پکا کر مسلمانوں کو کھلانا یا تقسیم کرنا وغیرہا امور یقیناً جائز و مستحب اور اچھے کام ہے، اسی کو 'عرس' کہتے ہیں۔ اور خاص قبر کی جگہ کو چھوڑ کر اس کے اطراف میں دیواریں کھڑی کر کے جو عمارت تیار کرائی جاتی ہے اس کو 'مزار' کہتے ہیں۔ قرن اولیٰ صحابہ و تابعین کے زمانے میں ان امور کا رواج و اہتمام نہیں تھا، بعد میں ہوا لیکن کوئی غلط نہیں ہوا، اچھی باتوں اور اچھے کاموں کو رائج کرنا بھی اچھا ہے۔ حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کرینگے ان سب کا اجر بھی اس کو ملے گا۔ صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۳

مگر یہ عرس کا اہتمام اور مزارات بنانا انہیں مخصوص بزرگوں کے لئے زیب دیتا ہے کہ جن کی ولایت ظاہر و مسلّم ہو اور اسلام کے لئے انکی خدمات نمایاں حیثیت رکھتی ہوں مگر آج کل عرس کرنے اور مزار بنانے کی ہوڑ چل رہی ہے اور لوگ حد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ایک ایک کروڑ روپیہ کے اسٹمیٹ سے مزار بنانا اور لاکھوں لاکھ روپیہ ہر سال عرسوں کے نام پر خرچ کرنا وہ بھی ایسے لوگوں کے لئے کہ جو اولیاء کرام کے مرتبے کے قریب بھی نہیں پہونچے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ پیروں، اور مولویوں کے خلیفے، سجادے، بیٹے، پوتے، پرپوتے وغیرہم اپنے باپ، دادوں کے عرسوں اور مزاروں میں اس لئے دلچسپی لے رہے ہیں کہ اس ذریعے سے انکا خوب دنیوی بھلا ہوتا ہے اور

انہیں خوب شہرت حاصل ہوتی ہے۔ بھائیو! صرف عرس کرنے یا شاندار مزار بنانے سے ولایت ظاہر نہیں ہوتی ولایت تو جب خدائے تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے تو خود ہی مشہور و معروف ہو جاتی ہے۔ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں کو طے شدہ لمبے لمبے نذرانے دیکر بلانے اور اس ذریعے سے بھیڑ جٹانے سے کچھ ہونے کا نہیں ہے وہ تو اللہ والوں کی کشش ہوتی ہے جو مخلوق کو خود ہی کھینچ لیتی ہے اور قوالوں، لمبے لمبے نذرانے طے کرنے والے پیشہ ور مقرروں اور شاعروں کو بلانے سے بہتر تو یہ ہے کہ صرف قرآن خوانی کرادی جائے اور نیاز وفاتحہ کی رسم مستحب ادا کر دی جائے خواہ کوئی آئے یا نہ آئے۔ خلاف شرع حرکتوں کے ذریعے مجمعے بڑھانے سے عزت نہ آپ کو ملیگی نہ آپ کے ان باپ داداؤں کو جو نیچے لیٹے ہیں۔ عزت تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور دنیوی عزت و شہرت کی اسلام میں کوئی خاص اہمیت نہیں ہے عزت و عظمت تو یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ بروز قیامت میدان محشر کی بھیڑ میں سرخروئی عطا فرمادے اور فقیر وہی جس کی نظر اس دن پر لگی ہے۔

کتنے ہی پیروں اور مولویوں کے مریدین اور معتقدین کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس لئے بہت پریشان اور دُکھی ہیں اور یہ صدمہ انہیں ہلاک کئے دے رہا ہے کہ انکے باپ دادا یا پیر صاحب کو عام طور سے لوگ جانتے نہیں انکے کارناموں اور کرامتوں سے لوگ واقف نہیں اور انہیں جو مل جائے اس کو ان پیروں، مولویوں یعنی اپنے باپ داداؤں کے کارنامے سنانے کے علاوہ گویا کہ انہیں اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے واقعی اگر کوئی اچھی اور نیک صالح شخصیت ہے تو اس سے لوگوں کو واقف کرانا اچھی بات ہے لیکن اس کے لئے

زیادہ فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ کو سنبھالئے اگر آپ کے باپ، دادا یا پیر صاحب نے کوئی دینی کارنامہ انجام دیا ہے یا کوئی نیکی کی ہے تو کوئی جانے نہ جانے اللہ جل شانہ جان رہا ہے اور فقیروں کی دنیا میں اس کا جاننا ہی کافی ہے اور وہ بہترین صلہ اور بدلہ دینے والا ہے اور وہ دھوکہ دینے سے پاک ہے۔ **سَنَجْزِ الشَّاکِرِیْنَ ۝** اور **لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ** کے مژدے اور بشارتیں اہل ایمان کے لئے کافی ہیں اور بجائے ہمارے کہنے کے خود ہی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اور تھوڑی دیر کے لئے ہی صحیح خدا توفیق دے تو نفس کو مار کر اپنے ہی دل سے پوچھئے کہ یہ جو اپنے باپ، داداؤں کے مزارات بنانے اور عرس کرنے میں آپ لگ گئے ہیں یہ انکی محبت میں یا آپ کو خود اپنی فکر ہے؟ یہ انہیں واقف کرانے کے لئے ہے یا خود کو چمکانے اور آمدنی کرنے کے لئے؟ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کس کی نیت میں کیا ہے۔ وہ دل کے ارادوں سے پوری طرح واقف ہے۔ اور قیامت کا دن اس نے بھیدوں کے کھولنے کے لئے ہی مقرر فرمایا ہے۔ کیا قرآن کی آیتوں میں سے **یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ** آپ کی نظر سے نہیں گذری۔ کیا **یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا** کے دل ہلانے والے مفہوم پر آپ نے غور نہیں فرمایا۔ کیا قرآن میں کبھی **یَوْمَ تَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ وَ اَیْدِیْھِمْ** کے کلام پر آپ کی نظر نہیں پڑی ہے؟

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ تاجدار اہلسنت حضرت مفتئ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ ہی میں انکے حقیقی بھتیجے اور داماد حضرت مولانا شاہ مفتی ابراہیم رضا خاں صاحب عرف جیلانی میاں نور اللہ مرقدہ کا وصال ہو گیا تھا جو صاحب علم و فضل تھے۔ لوگوں نے حضرت سے

انکے عرس کی اجازت چاہی تو حضرت نے فرمایا :

''کیا سب کا عرس ہوگا؟ میں مرونگا تو میرا بھی عرس ہوگا؟ اعلیٰحضرت کے علاوہ کسی کا عرس نہیں ہوگا۔''

اس واقعے کے راوی حضرت مولانا مفتی حبیب رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔

بھائیو! دیکھا آپ نے یہ ہے فقیری اور تصوف۔ آج لوگ فقیری کے معنی ہی نہیں جانتے۔ خود اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی امام الاتقیاء حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی اور دادا بزرگوار امام العلماء حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی قدست اسرارہم جو اپنے وقت کے اجلۂ اولیاء کرام اور ارباب علم وفضل، فقر وتصوف، تقوٰی و طہارت، فقہ و دیانت لوگوں میں سے تھے لیکن بایں فضل وکمال اعلیٰحضرت اور انکے شاہزادگان نے کبھی بھی اپنی اپنی حیات مبارکہ میں ان حضرات کے لئے اہتمام کے ساتھ عرس کرانے یا شاندار قسم کے مزارات بنوانے کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ وہ حضرات اس سب اہتمام کے بدرجۂ اتم مستحق تھے۔ یہ انکی حد درجہ احتیاط تھی کیوں کہ خود اپنے نسبی بزرگوں کے لئے یہ سب کرنے میں بوئے نفس آتی ہے اور نفس کو دخل ہوسکتا ہے اور وہاں تو نفس نام کی کوئی چیز رہ ہی نہیں گئی تھی، یہ سچا فقر اور اصلی تصوف تھا۔

ان حضرات کے علاوہ پوری دنیا کو چھوڑیئے صرف ہندوستان ہی کے قدیم تاریخی اسلامی شہروں میں کئی ہزار ایسے اولیاء واتقیاء، صاحب تصانیف علماء و فضلاء مدفون ہیں کہ ان کی راہوں کی غبار مل جائے تو انسان خدا سے قریب ہو

Scanned by CamScanner

جائے۔ تاریخ وسیر کی کتابوں میں انکے ذکر اور چرچے ہیں اور وہ کچی قبروں یا سادگی کے ساتھ بنے ہوئے قبوں اور مزاروں میں آرام فرمارہے ہیں۔ اکثر جگہ نہ عرسوں کا اہتمام ہے اور نہ شاندار مزارات۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ گھاٹے میں ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں۔ یہی تو نفوس مطمئنہ ہیں **فَادْخُلِیْ فِی عِبَادِیْ** کے مژدے انہیں کے لئے ہیں اور **وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ** کے وعدے انہیں کے لئے ہیں۔

اس سب کا مطلب کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ معاذ اللہ میں نے عرس کرانے اور مزار بنانے کو منع کردیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہر معاملے میں حدود کے اندر رہا جائے۔ ہر کام کا ایک دائرہ ہے اور اسلام یعنی مذہب اہلسنت ایک درمیانی راستہ ہے۔ تیرے اور میرے سب پیروں، مولویوں، خلیفوں کے عرس ہونے لگے اور مزار بننے لگے تو پتہ چلا کہ اسلام صرف عرس کرنے اور مزار بنانے کا ہی نام ہوکر رہ جائے گا۔

آج شخصیت پرستی اور خود پسندی ہم لوگوں میں اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ کتنے ہی مولوی ہیں کہ انہیں اگر صرف حضرت مولانا کہہ دیا جائے یا لکھ دیا جائے آگے پیچھے آدھی درجن القاب نہ ہوں تو وہ ناراض ہوجائینگے اور کتنے پیر خلیفے اور سجادے ایسے ہیں کہ ان کے ہاتھ پیر چومے بغیر خالی مصافحہ کرلیا جائے تو انہیں جلال آجائے گا اور بہت گھور کر دیکھینگے گویا کہ مصافحہ کرنا کوئی گناہ ہوگیا ہے یا صرف مولانا یا مولوی کہہ دینا توہین بن گئی ہے اور کتنے حضرت ہیں کہ محفلوں، مجلسوں، جلسوں اور کانفرنسوں میں کوئی کتنی ہی اچھی وعظ و نصیحت سے بھرپور اصلاح عقائد و اعمال کرنے والی تقریر کردے یا عمدہ سے عمدہ حمد الٰہی اور نعت نبی سنادے لیکن انہیں کوئی خوشی و سرور حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ خود انکی منقبت نہ

پڑھی جائے اس وقت تک یہ راضی نہیں ہیں انہیں خدا ورسول کی تعریف سن کر جوش نہیں آتا بلکہ خود اپنی شان وعظمت والا کلام سنکر حال آتا ہے اور پھر جیب کی طرف بھی ہاتھ جاتا ہے، اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ نفس پرست فقیر بنتے اور خود کو فقیر کہلواتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔ اور انکے دلوں میں اپنا خوف اور آخرت کی فکر پیدا فرمائے۔ یہ سب خدا ورسول کو بھلانے اور اپنا ذکر کرانے میں لگے ہیں اور صرف اپنی تعریفیں، منقبتیں سن سن کر جھوم رہے ہیں۔ ایک پیر کے ایک خلیفہ کو میں نے خود دیکھا کہ اس نے ایک پیشہ ور شاعر کو روپیہ دیکر اپنی منقبت لکھوائی تھی اور اسے جیب میں لئے پھرتا تھا اور ہر محفل میں اسے پڑھواتا تھا اور پڑھنے والے کو خود ہی خوب نوٹ دیتا تھا۔ یہ ہیں آج کل کے فنا فی اللہ اور باقی باللہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لذت نہیں ملتی اپنی ستائش وتعریف میں بڑی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی عقیدت سے کسی صاحب کمال کے فضائل اس کے سامنے بیان کرے اور یہ بلاضرورت اس کا خواہشمند نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

کچھ پیری مریدی کرنے والوں میں دیکھا گیا کہ وہ ہر وقت ہر جگہ بے ضرورت خود کو حاصل شدہ خلافتیں اجازتیں اور اپنی نسبتیں گناتے رہتے ہیں کہ فلاں نے میرے بارے میں یہ کہا اور فلاں نے مجھ کو یہ عزت دی مجھ کو فلاں فلاں جگہ سے خلافت حاصل ہے میرے باپ ایسے تھے اور دادا ایسے تھے بے ضرورت ہر وقت یہ ہی باتیں کرنا ان کی فطرت بن گئی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ پیری اور فقیری ان کے پاس سے ہو کر نہیں گذری انہوں نے ولایت کی بو بھی نہیں سونگھی ہے خالی برتن شور زیادہ کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

کرتے ہیں آپ مدح وثنا خود اپنی
جو ظرف کے خالی ہے صدا دیتا ہے

حدیث پاک میں ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا

جس کے عمل نے اس کو پیچھے ڈھکیل دیا وہ نسب خاندان کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پائے گا

ابوداؤد جلد نمبر ۲ باب فی فضل العلم صفحہ ۱۷۵

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۲۵۵

خلاصۂ کلام یہ کہ اس سب سے ہمارا مقصد بزرگوں کے عرس کرنے اور مزار بنانے اور نیاز و فاتحہ سے مطلقاً روکنا نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے اور خوف اس بات کا ہے کہ ہمارے ماحول کو دیکھ کر کہیں کوئی یہ نہ خیال کرے کہ مذہب اسلام میں عرس کرنے اور مزار بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور ہماری آنے والی نسلیں کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم پلاؤ، فیرنی، کھچڑے اور مالیدے، پوڑیاں اور حلوے کھانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے باپ دادا سے ہم کو یہی ملا ہے۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ احکام شرع کو بھول جائیں اور نیاز و فاتحہ، عرسوں اور مزاروں کو ہی مکمل اسلام خیال کرنے لگیں۔

بعض جگہ یہ بھی دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کچھ لوگ خوامخواہ محض گڑھے ہوئے خوابوں اور جھوٹی بشارتوں کی بنیاد پر مزار بنا لیتے ہیں یہ سراسر غلط اور اسلام کے خلاف حرکت ہے کسی اللہ والے کے مدفون ہونے کا یقین نہ ہو تو صرف

Scanned by CamScanner

خواب کی وجہ سے مزار بنانا بدعت و گناہ ہے اور ایسے مزارات جہاں بن گئے ہوں انکو اکھاڑ کر پھینک دینا مسلمانوں پر ضروری ہے اور ایسے جھوٹے مزاروں پر حاضری دینا، وہاں فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مزارات کے بارے میں غلط پروپیگنڈے

آج کل یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کچھ لوگ کسی جگہ مزار ظاہر ہونے کا پروپگنڈہ کردیتے ہیں اور پھر تو چل میں چل، لاریوں، گاڑیوں، بسوں کے ذریعے وہاں لاکھوں انسانوں کے ہجوم ہو جاتے ہیں اور پروپگنڈہ کرنے والوں کی چادروں، نذرانوں، ہوٹلوں اور دکانوں کے ذریعے خوب آمدنی ہوتی ہے اور یہ پروپگنڈے آمدنی ہی کے لئے کئے جاتے ہیں اور آج کل قوم کا یہ حال ہے کہ زیادہ تر لوگوں نے بزرگوں کے طور طریقے تو چھوڑ دئے ہیں صرف درگاہوں کی حاضری ہی کو اسلام سمجھ لیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر وہاں کسی بزرگ کے ہونے کا شبہ ہو بھی جائے تو اس شک و شبہ والے مزار پر جانے کی کیا ضرورت ہے کیا ایسے مزارات کم ہیں کہ جہاں مشہور و معروف تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور بزرگان دین مدفون ہیں؟ وہاں سے آپ کو سیری نہیں ہو رہی ہے؟ جو آپ اِدھر اُدھر پروپگنڈوں پر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”جو بغیر مزار کے زیارت کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل صفحہ ۱۴۴

Scanned by CamScanner

خلاصہ یہ کہ جب اصلی واقعی اور سچے مزارات جگہ جگہ خدائے تعالیٰ کے کرم سے موجود ہیں تو پھر محض اعلانات اور پروپیگنڈوں کی بنیاد پر مشہور کردئے گئے مزاروں پر حاضری کے لئے بھاگے بھاگے پھرنا سمجھداری نہیں ہے۔اور درگاہوں سے فیض و برکت بھی سب کو نہیں ملتا۔

آج کتنے لوگ ہیں کہ وہ درگاہوں اور مزاروں پر حاضری کے لئے لمبے لمبے سفر کرتے ہیں لیکن نماز، روزے، زکوٰۃ کی ادائیگی سے کوسوں دور ہیں اور کتنی بیویاں ہیں جو اپنے شوہروں کو ستاتی، انکی نافرمانی کرتی ہیں اور کتنے شوہر ہیں جو بیویوں کو خوش نہیں رکھتے، کتنی اولاد ہے جو ماں باپ کو ناراض کئے ہوئے ہے اور کتنے لوگ ہیں جنہیں رات دن سوائے گانوں، تماشوں اور پکچروں کے کوئی کام نہیں۔شراب، جوئے اور زناکاری جیسے حرام کاموں میں ملوث ہیں اور پھر یہ لوگ خانقاہوں کے چکر لگاتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں جو خدائے تعالیٰ اور اسکے بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے انہیں اس حالت میں مزارات کی حاضری سے کچھ ملنے والا نہیں ہے۔کیا انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مذہب اہلسنت والجماعت صرف خانقاہوں کی حاضری اور تبرک کھانے کا نام ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ لوگ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں اور بڑے جاہل اور نادان ہیں۔

اور ٹھیک ہے چلئے یہ بدکار وزناکار، سودخورے، شرابی، جواری، گانوں تماشوں اور پکچروں کے شوقین، ماں باپ کو ستانے اور تیرا میرا حق دبانے والے جنہیں نماز، روزے اور زکوٰۃ سے کوئی سروکار نہیں خدا و رسول کے نافرمان اللہ والوں کے درباروں میں جائیں میں انہیں روکتا بھی نہیں اور میں کون ہوتا ہوں مقدس بارگاہوں سے کسی کو روکنے والا لیکن کم از کم اتنا ہو جاتا کہ یہ لوگ وہاں

جاتے اور ان بدکاریوں، حرام کاریوں سے اللہ والوں کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے لوٹتے اور واپسی میں دیندار مسلمان بن جاتے مگر یہ تو جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ آئے نہ حرام کاریوں سے توبہ کرنے کی توفیق نہ اس پر قائم رہنے کا جذبہ، تو ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ انہیں وہاں سے نہ کوئی فیض ملا نہ برکت۔ کیوں کہ اسلام میں سب سے بڑا فیض اور برکت یہ ہے کہ کسی کی صحبت سے اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے اللہ سے ڈرنے لگے اور برے کام چھوڑ دے اور اچھے کام کرنے لگے۔

اس سارے عنوان اور بیان سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہر بھلے اور نیک آدمی کا مزار بنانا یا عرس کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ شان صرف بڑے بڑے اولیاء کرام کی ہی ہونا چاہئے بھلے اور نیک تو دنیا میں کروڑوں ہوئے اور ہیں ہاں قبرستان میں خاصکر اس کے کناروں پر پکی قبریں خواہ عام لوگوں کی ہی سہی بنا دی جائیں تو بہتر ہے کیونکہ آجکل قبرستانوں پر قبضہ کرنے اور مکان بنانے کا دور آ گیا ہے جب کنارے پر پکی قبریں ہونگی تو قبرستان کی حفاظت ہو جائے گی لیکن ان قبروں کے ساتھ بزرگوں کا سا معاملہ نہ کیا جائے۔

عوام میں ہمیشہ سے یہ بیماری رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک، مخلص، پرہیزگار، حق گو اور صاف بات کہنے والے بندوں کو انکی زندگی میں ستاتے، انہیں ایذا اور تکلیف دیتے، طرح طرح سے انہیں پریشان کرتے رہے ہیں اور خاصان خدا کو غیروں سے زیادہ اپنوں سے صدمے پہونچتے رہے ہیں۔ اور یہی زندگی مین ستانے والے انکے وصال کے بعد روتے، پیٹتے ہیں انکے مزارات بنا کر ان پر پھول ڈالتے اور چادریں چڑھاتے ہیں اور آجکل تو یہ مرض خوب زور

Scanned by CamScanner

پکڑ گیا ہے کہ کافی لوگ خدائے تعالیٰ کے محبوب بندوں کے مزارات پر حاضری دینے والے وہاں بار بار جانے والے وہ ہیں جو دنیا میں صاحب علم و فضل لوگوں کے پاس جھانکتے تک نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ والے جو انہیں حرام کاریوں سے روکیں، بری عادتوں پر ٹوکیں تو یہ انکے دشمن ہو جاتے ہیں۔ انکی صاف گوئی اور حق پسندی کی وجہ سے یہ انکے قریب رہ ہی نہیں پاتے اور انکے پاس جانا پسند نہیں کرتے اور اگر جاتے بھی ہیں تو محض تعویذ، گنڈے کرانے پڑھوانے پھنکوانے یا مالداری کی دعا کرانے کے لئے۔ بلکہ ان کے دماغوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ یہ تعویذ گنڈے کرنا اور پڑھنا پھونکنا ہی ولایت ہے اور یہ ہر اُس شخص کے مرید ہو جاتے ہیں جو کرنے دھرنے خوب کرتا حالانکہ شریعت کے دائرے میں رہ کر کلام خیر پڑھ کر پھونکنا اور اس کے ذریعے دعا و تعویذ کرنا کوئی غلط کام نہیں ہے لیکن بزرگان دین کا قرب اور انکی نزدیکی حاصل کرنے کا اصلی مقصد یہ نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہونا چاہئے کہ انکی نزدیکی اور صحبت سے گناہوں کی مغفرت ہو جائے، ایمان پر خاتمہ ہو جائے، مرنے کے بعد جنت مل جائے یعنی انکے ذریعے سے خدائے تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہی خاص مقصد ہونا چاہئے۔

میں پوچھتا ہوں کہ یہ بزرگان دین جو مزاروں میں آرام فرما ہیں اگر یہ دنیا میں ظاہری اور جسمانی زندگی کے ساتھ تشریف فرما ہوں تو یہ شرابی، جواری، زناکار، بدمعاش، بے نمازی، بے روزے دار، گانوں تماشوں اور سنیموں کے شوقین انکے سامنے آنے کی ہمت کر سکیں گے؟ اور انکے یہ حالات دیکھ کر وہ اسلامی شخصیتیں ان سے راضی اور خوش رہینگی؟ مگر بات یہ ہے کہ مزارات خاموش ہیں اور بعد وصال اللہ والوں کی توجہ ادھر سے زیادہ اُدھر ہے یعنی وہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے بے

رغبت ہوکر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور اس کی یاد میں مستغرق ہیں۔ ہم نے ایک اللہ والے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ بریلی میں رہتے تھے ان کا نام مصطفیٰ رضا خاں تھا لوگ انہیں مفتئ اعظم ہند کہتے ہیں، کوئی داڑھی منڈا ہوا مسلمان انکے سامنے آجاتا تھا تو انہیں جلال آجاتا تھا ڈانٹتے تھے، ناراض ہوجاتے تھے اور توبہ کرا کر داڑھی رکھانے کا وعدہ کراتے تھے۔ کبھی کسی کے بارے میں سن لیتے کہ فلاں شخص شراب، جوے، گانے تماشوں کا شوقین ہے یا نماز نہیں پڑھتا ہے تو غضبناک ہوجاتے لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور استغفر اللہ بار بار پڑھتے۔ بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بھی ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ تو اللہ کا ولی وہی ہے کہ اسے وہ باتیں اچھی لگیں جو اللہ ورسول کو پسند ہوں اور جو حرکتیں اللہ ورسول کو ناپسند ہوں وہ ان سے نفرت کرے۔ تو یہ حرام کار و بدکار، گانے تماشوں کے شوقین، بے نمازی، شرابی اور جواری اگر اللہ والوں کے مزاروں پر جائیں تو خیریت اسی میں ہے کہ ان بری عادتوں سے وہاں توبہ کریں اور ان بزرگوں کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور واپسی میں ان بری عادتوں کو چھوڑ دیں اور ایسا نہیں ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ یہ اللہ والوں کو راضی اور خوش کرنے کے بجائے انہیں ناراض کر کے آتے ہوں۔

ضروری نوٹ

دینی کتابوں کا ادب کیجئے۔ کتاب کے اوپر کبھی کوئی گھریلو سامان مت رکھئے، یہ بھی نہ ہو کہ آپ اوپر ہوں اور کتاب نیچے، بے پڑھا با ادب اچھا ہے پڑھے لکھوں بے ادب سے۔

مزارات کو چومنے اور چھونے کا مسئلہ

مزار خواہ کسی کا ہو اس کو سجدہ کرنا کم از کم حرام ضرور ہے چومنے اور چھونے سے بھی محتاط قسم کے علماء نے منع فرمایا ہے خاص کر ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے جو مشرکوں، بت پرستوں میں رہتا ہے اور رات دن پوجا پاٹ دیکھتا ہے اس کے لئے مزاروں کو چومنے اور چھونے سے روکنا ہی مناسب ہے ورنہ یہ چومنا اور چھونا آنے والے وقت میں جاہلوں انپڑھوں کے ایمان واسلام کے لئے خطرہ بن سکتا ہے اور تعجب نہیں کہ چومنا چھونا پوجا پاٹ کی شکل اختیار کر لے اور مزاروں کو دیکھ کر پوجا استھل یاد آنے لگیں اور جاہل لوگ یہ کہنے لگیں کہ جیسے غیر مسلموں کے لئے مندر و گرودارے ہیں ویسے ہی ہمارے لئے درگاہیں اور مزار۔ اور جاہلوں کی کمی نہیں اور انپڑھوں سے کچھ بھی محال و بعید نہیں اگرچہ کسی مسلمان کے ایسے عمل پر جب تک اس کی باطل نیت کا یقین نہ ہو جائے اس کی طرف سے بدگمانی نہیں کرنی چاہیے اور اس پر فتویٰ نہیں لگانا چاہیے۔

میں نے بہت سے پڑھے لکھے مولوی عالم کہلانے والوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ جب کسی مزار پر جاتے ہیں تو ایک دم گر پڑتے ہیں چومنا چھونا اور لپٹنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ علماء نے اس سے منع فرمایا ہے اور یہ جانتے بھی ہیں لیکن یہ پڑھے لکھے ہو کر انپڑھ بنتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ تم چوموگے بوسہ دوگے تو جاہل انپڑھ سجدے کریں گے۔ خاصکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے مسلک کا نعرہ لگانے والے بلکہ ان کے نام پر پلنے والے بہت سے مولویوں کو میں نے دیکھا کہ جب وہ کسی درگاہ میں آتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو بھول جاتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت نے مزارات کو چومنے سے منع فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں

Scanned by CamScanner

مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے۔

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۲۲ مطبوعہ پور بندر

اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۶ پر ہے۔

جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے

صفحہ ۵۲۸ پر ہے۔ عوام کے لئے منع ہی احوط ہے ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل؟

یعنی جب چار ہاتھ پر کھڑا ہوگا تو چومنے چھونے کا کوئی سوال ہی نہیں

صفحہ ۵۳۲ پر لکھتے ہیں

قبروں کو بوسہ لینا نہ چاہیے

اور اعلیٰ حضرت نے بھی یہ سب اپنی طرف سے نہ لکھا ان سے پہلے کے علمائے اہلسنت نے بھی مزارات کو چومنے بوسہ دینے اور چھونے سے منع فرمایا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

پھر کھڑے ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف متوجہ ہو اور قبر انور کی دیوار کو ہاتھ نہ لگائے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو اس میں زیادہ ہیبت تعظیم اور احترام ہے

(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۱ مطلب زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۶۵)

یعنی زیادہ قریب ہونا چھونا چومنا ادب میں کمی ہے

اسی عالمگیری میں ہے

نہ قبر کو چھوئے نہ چومے کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے

(عالمگیری جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۵۱)

Scanned by CamScanner

اورحضرت شیخ عبدالحق مدث دہلوی فرماتے ہیں

مسح نہ کہند قبر رابدست وبوسہ نہ دہد آں را نہ قبر کو ہاتھ سے چھوئے نہ اس کو چوے

اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور جلد نمبر اصفحہ ۱۶ا

شاید کوئی یہ خیال کرے کہ مزارات کو سجدے کرنے اور انکو چومنے چھونے سے روکنا وہابیوں کے کام ہیں تو یہ اس کی بھول ہے بھائیو وہابیوں کے مذہب میں تو مزارات کی حاضری وہاں جا کر فاتحہ پڑھنا ان سے فیض و برکت حاصل کرنا ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا پھول چادر وغیرہ ڈالنا سبھی کچھ حرام و ناجائز ہے ان کے مذہب میں تو تین مسجدیں مسجد خانۂ کعبہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ کے علاوہ کہیں کے لئے سفر کرنا بھی حرام ہے سنیوں کے مذہب میں مزارات کی حاضری جائز وہاں قرآن کی سورتیں آیتیں پڑھ کر ثواب پہونچانا جائز وہاں بیٹھ کر فیض پانا برکت حاصل کرنا جائز ان کے نام کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مدد مانگنا جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کو مالک حقیقی اور سب کچھ اسی کی طرف اسی کی دین سے سمجھ کر ان سے مرادیں مانگنا بھی شرک و کفر حرام نہیں ہاں سجدے کرنا حرام ہے چومنے چھونے کی بھی اجازت نہیں تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اگر کوئی شخص غور کرے تو واقعی مذہب اہلسنت درمیانی راستہ ہے اور درمیان میں چلنے میں ہی بہتری ہے۔ کہ نہ اِدھر کو گرے نہ اُدھر کو

اللہ

چادر چڑھانے کا مسئلہ

مزارات پر چادر چڑھانے کے معاملے میں بھی علمائے اہلسنت کا فتویٰ ایک درمیانی راستہ ہے وہ بزرگوں کے مزار پر چادر چڑھانے کو جائز کہتے ہیں لیکن ایک چادر جب تک خراب بوسیدہ اور پرانی نہ ہو جائے دوسری چڑھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بے ضرورت ہے لہٰذا فضول خرچی ہے ہاں اگر یہ چادریں غریبوں مسکینوں محتاجوں کے کام میں آتی ہوں تو یہ فضول خرچی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کا صدقہ اور خیرات ہے لیکن جب پتہ ہے کہ یہ چادریں مالدار مجاوروں یا سجادہ نشینوں کے کام میں آتی ہیں تو یہ مالداروں کو زیادہ مالدار بنانا ہے اس کے بجائے اتنے پیسے غریبوں کو دے دیے جائیں کسی بے گھر کا گھر بنا دیا جائے کسی مریض کا علاج کرا دیا جائے کسی کا نکاح کرا دیا جائے کسی طالب علم کی مدد کر دی جائے کسی امام و مؤذن کو دے دیے جائیں اور اس سب کا ثواب بھی ان بزرگ کی روح کو پہونچا دیا جائے جن کے مزار پر چادر چڑھانا تھی تو یہ زیادہ بہتر ہے اور بڑی نیکی ہے آخر چادر چڑھانے کا مقصد یہ ہی تو ہے کہ بزرگوں کے مزارات عام لوگوں کی قبروں سے الگ دکھائی دیں اور وہ پہچانے جائیں تاکہ ایذا نہ دیے جائیں اور بے حرمتی سے بچائے جائیں اور یہ مقصد ایک چادر سے حاصل ہو جاتا ہے اس مقصد کے لئے چادروں پر چادریں چڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ خاص طور سے ان کے لئے چندے کرنا غریب مسلمانوں کو پریشان کرنا بجائے ان کی مدد کرنے کے انہیں نوچنا سب بے فائدہ باتیں ہیں قوم کی تباہی اور بربادی کے آثار ہیں عرسوں وغیرہ مستحب کاموں کے لئے چندے نہ کرنا ہی مناسب ہے آپ چندے

Scanned by CamScanner

کر کے سب کے ذمے دار کیوں بن رہے ہیں آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے باقی جس کو جو کرنا ہے وہ خود کرے گا۔

خانہ کعبہ پر بھی غلاف چڑھایا جاتا ہے مگر سال میں صرف ایک مرتبہ مدینہ شریف میں قبر انور پر سال میں صرف ایک مرتبہ غلاف ڈالنے کا معمول نجدیوں کی حکومت سے پہلے سے ہے بغداد شریف میں روضۂ پاک حضور سیدنا غوث الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی پر بھی منتظمین کی طرف سے سال میں ایک مرتبہ چادر ڈالی جاتی ہے عام لوگوں کو چادر چڑھانے کی اجازت نہیں اور بھی کچھ محتاط خانقاہوں میں ایسا ہی ہے ہر کس و ناکس کو ہر وقت چادر چڑھانے کی اجازت اور بے ضرورت نہ چادر ابھی پھٹی نہ پرانی نہ میلی ہوئی پھر بھی چادر پر چادر چڑھانے کے دستور و رواج کی حیثیت ایک کمائی کے دھندے سے زیادہ نہیں۔ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تصنیف احکام شریعت حصہ اول کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ایک سنی عالم حضرت مولانا غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں

علامہ نابلسی، علامہ اسمعیل حقی، علامہ شامی اور علامہ رافعی نے مزارات پر چادر چڑھانے کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس میں افراط اور بے اعتدالی کرنا صحیح نہیں جس طرح اوباش لڑکے باجوں تاشوں کے ساتھ ناچتے گاتے چادر کا جلوس لیکر مزارات کی طرف جاتے ہیں۔ البتہ ادب و تعظیم کے ساتھ نعت خوانی کرتے ہوئے چادر چڑھانا جائز ہے ضرورت سے زیادہ چادریں بھی نہ چڑھائی جائیں یہ اسراف و گناہ ہے جب تعظیم کے لئے مزار پر چادر ہو تو اس کے اوپر چادر چڑھانے کے بجائے وہ کپڑا غریبوں پر صدقہ کر کے اس کا ثواب صاحب مزار کو پہونچا دیں مزار پر چادر چڑھانے کی شرعی نذر و منت مانگنا بھی گناہ ہے فقہاء کی تصریح کے

مطابق غیر اللہ کے لئے شرعی نذر ماننا ناجائز و گناہ ہے ہاں عرفی نذر بمعنی نذرانہ یا ایصال ثواب جائز ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۱۶

خلاصہ یہ کہ علماء اہلسنت مزارات پر چادر چڑھانے سے منع بھی نہیں فرماتے نہ اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن چادروں پر چادریں بے ضرورت چڑھانے کی اجازت بھی نہیں دیتے اور یہی درمیانی روش ہے بیچ کا راستہ ہے اور ضد و ہٹ دھرمی چھوڑ کر غور کرنیوالوں کیلئے حق و درست ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ سب سنی لوگ اگر علمائے اہلسنت خاصکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی تعلمیات پر عمل کریں اور جس زور شور سے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتے ہیں اسی جوش و خروش کے ساتھ انکے ارشادات کو اپنالیں اور انکا کہنا مانیں تو وہابیت دفن ہو جائیگی اور اس کا نام وشان مٹ جائے گا۔

ایک بھول

شروع اسلام میں قبروں کی زیارت کے لئے جانا ممنوع تھا بعد میں اجازت دی گئی حدیث میں ہے

میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب میں تم کو اجازت دیتا ہوں تم ان کی زیارت کرو اس لئے کہ یہ دنیا کی طرف سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے مشکوٰۃ باب زیارت القبور صفحہ ۱۵۴

اس حدیث کے پیش نظر مزارات اور قبروں کی زیارت کرنے کا اصلی مقصد دنیا کی محبت دل سے نکالنا اور آخرت کی تیاری کرنا اور اس کی فکر رکھنا ہے خاصکر بزرگوں کی مقدس قبروں کی زیارت سے اور بھی زیادہ آخرت کی فکر اور موت

Scanned by CamScanner

کی یاد آنا چاہیے کہ جب وہ دنیا میں نہ رہ سکے تو ہم کیا رہیں گے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ موت وفنا سے بالکل پاک صرف ایک اللہ کی ذات ہے باقی سب کے لئے موت وفنا ہے اگرچہ خاصان خدا بعد وصال بھی ایک خاص قسم کی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور انہیں مردہ یا مرا ہوا کہنا بے ادبی و گستاخی ہے اور ان میں ایک طبقہ حیات حقیقی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہے لیکن انہیں بھی موت سے پاک نہیں کہا جا سکتا یہ شان تو صرف اللہ ہی کی ہے جو معبود برحق ہے۔

شارحین حدیث مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے قبروں کی زیارت کا ایک فائدہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ کسی خدا والے کی قبر ہے تو اس سے فیض و برکت حاصل ہوتے ہیں اور وہاں اس نیت سے جانا بھی جائز ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کہ مرادیں مانگنا اور فیض برکت حاصل کرنا ہی مقصد بن جائے اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مقصد بتایا تھا اس کی کبھی یاد بھی نہ آئے اور نہ کبھی ادھر دھیان جائے آج لوگ مزارات اور قبروں پر جاتے ہیں لیکن زندگی ایسی گزار رہے ہیں جیسے انہیں سب دن دنیا میں رہنا ہے ان کے ڈھنگ بتا رہے ہیں کہ ان کے دل میں ذرہ برابر خوف خدا اور آخرت کی فکر نہیں لیکن یہ موت کو بھول جائیں مگر موت انہیں نہیں بھولے گی

ضروری نوٹ: اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو بذریعہ خط و کتابت ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے دور کیا جا سکے ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

امید اور خوف کے درمیان

عقائد ونظریات کے اعتبار سے سے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہل حق ہمیشہ سے درمیانی روش اور بیچ کے راستے پر رہے اور آج بھی ہیں۔اب کتاب کے اخیر میں میں نے چاہا کہ کچھ اور امور و وجوہات جن کے اعتبار سے بھی اسلام ایک درمیانی راستہ ہے۔ان کا بھی ذکر کر دیا جائے۔ان میں سب سے پہلے میں امید اور خوف کا ذکر کر رہا ہوں۔'امید' کا مطلب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور اس کی عطا اور اذن سے اس کے محبوب ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ کرنا اور یہ امید رکھنا کہ خدائے تعالیٰ گناہوں، خطاؤں کو معاف فرما کر اپنے فضل وکرم اور اپنے رسول مقبول کی شفاعت کے ذریعہ قبر، برزخ، حشر یا جہنم کے عذاب و تکلیف سے نجات اور چھٹکارا عطا فرما کر جنت کی نعمت عطا فرمائے گا۔مومن خواہ کتنا ہی گنہ گار، خطا کار، عصیاں شعار ہو مگر اس کو یہ امید رکھنا چاہئے اور ہر گز نا امید نہیں ہونا چاہئے بلکہ نا امید ہو جانا اسلام میں سخت معیوب ہے۔کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی جگہ یہ فرمایا ہے کہ "میرے بندوں کو بتادو گناہ کر کے بھی میری رحمت سے نا امید نہ ہوں" کہیں فرمایا "میرے بندوں کو بتادو کہ میں نہایت بخشنے والا مہربان ہوں"

تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو ہر کار خیر اور کلام خیر سے پہلے پڑھی جاتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنی صفات میں سے رحمٰن اور رحیم کو پسند فرمایا ہے۔

'خوف' کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب وعقاب سے ڈرتے رہنا

اور ہر وقت اس بات کا دھیان کر کے لرزتے رہنا کہ کہیں وہ جہنم میں نہ ڈال دے یہ خوف الٰہی اور خشیت ربانی بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جسے عطا فرمادے اُس پر اُس کا بڑا احسان ہے یعنی بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں خدائے تعالیٰ سے ڈرتا رہے خواہ کتنا ہی نیکوکار پرہیزگار اور دیندار ہو ولی، قطب اور غوث ہو مقرب فرشتہ ہو یا رسول و نبی ہو۔ بلکہ جس کا مرتبہ اور علم جتنا زیادہ ہوگا اس کے دل میں اتنا ہی خوف خدا زیادہ ہوگا۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا :

''بیشک علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف نہ ہو اور اس کے عذاب کی طرف سے نڈر ہو گیا ہو وہ خواہ کتنی ہی کتابیں پڑھ چکا ہو لیکن وہ پڑھا لکھا نہیں ہے۔ اور ضروریات دین سے واقف مومن اگر اس نے کتابیں نہ پڑھیں ہوں لیکن اس کے دل میں خوف خدا کی نعمت ہے تو وہ علم والا ہے پڑھا لکھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام و ایمان والوں کی شان یہی رہی ہے اور ہے اور ہونا چاہئے کہ بندہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے خواہ کتنا ہی نیکوکار ہو اور اس کی رحمت سے امید بھی لگائے رہے خواہ کتنا ہی گنہ گار ہو۔

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دو اشعار کے ذریعے اس مفہوم کو خوب اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

اگر در دہد یک صلائے رحم　　عزازیل گوید نصیبے برم
وگر بر جفا پیشہ بشتافتے　　کہ از دست قہرش اماں یافتے

یعنی خدائے تعالیٰ اگر رحم و کرم کی آواز لگائے تو ابلیس تک اپنا حصہ مانگنے لگے۔ اور اگر گناہ و ظلم کرنے والوں کی پکڑ فرمائے تو کوئی بھی اس کے قہر و غضب کی پکڑ

Scanned by CamScanner

سے بچ نہیں سکتا۔

بزرگان دین، اولیاء کرام کا طریقہ رہا ہے کہ وہ دینداری اور مذہب کی پابندی اور خدا ورسول کے احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتے تھے لیکن بھروسہ اپنی اس دینداری اور نماز روزے کی پابندی عبادت و ریاضت پر نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم، فضل و بخشش اور اس کے محبوب کی شفاعت پر رکھتے تھے۔ رات رات بھر نفل نماز پڑھتے رو رو کر قرآن کی تلاوت کرتے آنسوؤں سے داڑھیاں اور مصلے بھیگ جاتے لیکن صبح کو یہ دعا کرتے یا اللہ اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمالے اگر تیرا رحم وکرم شامل حال نہ ہو تو یہ سب بیکار ہے اور جنت تو صرف تیری مہربانی ہی سے ملنا ہے اور بخشش تیرے کرم سے ہونا ہے۔

تو جو لوگ حرام کاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور احکام شرع کی پابندی نہیں کرتے اور خدا ورسول کی نافرمانی انکی عادت بن گئی ہے وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں بڑے دھوکے میں ہیں اور بجائے اللہ کو راضی کرنے کے شیطان کو خوش کر رہے ہیں یہ قبر میں میدان محشر اور جہنم میں سخت عذاب کے مستحق ہیں اور جو لوگ دیندار اور پرہیزگار تو ہیں لیکن اس دینداری اور پرہیزگاری پر پھولے ہوئے مغرور گھمنڈی اور بد اخلاق ہوگئے ہیں یہ بھی بڑی بھول میں ہیں اور دیندار ہوکر بھی شیطان کے جال میں ہیں گویا کہ دیندار نہ بننا بھی غلط اور دینداری کے اوپر بھروسہ کر کے پھول جانا اور اللہ کے رحم وکرم اور اس کے محبوب کی شفاعت کو بھول جانا یہ بھی غلط۔

یہ دیکھئے بریلی کے تاجدار امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی بھر کبھی کوئی گناہ نہیں کیا نماز تو نماز کبھی قصداً

Scanned by CamScanner

جماعت تک نہیں چھوڑی ساری زندگی اور اس کا متاع و سرمایہ ہمیشہ نام خدا و مصطفٰی پر قربان رہا لیکن اس سب دینی خدمت عبادت و ریاضت تقوٰی اور طہارت کے باوجود خدائے تعالیٰ سے ڈرنے اس کے عذاب سے لرزنے اور کانپنے کا یہ عالم تھا کہ فرماتے ہیں :

راہ پرخار ہے کیا ہونا ہے پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
ہم کو بدکر وہی کرنا جس سے دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
کام زنداں کے کئے او رہمیں شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے

اللہ جل شانہ کے خوف وخشیت سے کانپتے لرزتے اعلیٰحضرت کے ایسے اور بھی بہت سے اشعار ہیں لیکن امید کا یہ عالم ہے کہ سب کے بعد فرماتے ہیں :

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

چونکہ اعلیٰحضرت تقریباً اسی زمانے کے بزرگوں میں سے ہیں لہٰذا صرف انہیں کے خوف وامید کی صرف ایک مثال میں نے بیان کردی ورنہ انکی تحریر، تقریر وا شعار میں جگہ جگہ یہ دونوں جلوے آپ کو دیکھنے کو ملیں گے۔ اور دوسرے ہر زمانے کے بزرگوں کے حالات واقوال اس متعلق اس قدر ہیں کہ جمع نہیں کئے جا سکتے جسے شوق ہو وہ تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرے خاصکر امام غزالی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت۔

اور پیروں، مولویوں، عالموں اور مقرروں کا کام بھی یہی ہے وہ قوم کے دل میں یہ دونوں باتیں پیدا کریں ڈراتے بھی رہیں اور ناامید بھی نہ ہونے دیں اور عوام کو چاہئے کہ جس مولوی یا پیر کی تقریر اور صحبت سے یہ دونوں چیزیں دل

Scanned by CamScanner

میں پیدا ہوں اسی کے قریب جائیں یا اسی کی باتیں سنیں اور جس کی صحبت یا بیان و خطاب صرف ایک طرف کو کھینچے۔ اتنا خوف اور ڈر پیدا کرے کہ انسان بالکل مایوس اور نا امید ہو جائے یا اتنی امید دلا دے کہ انسان گناہوں پر جری اور حرام کاریوں کا عادی ہو جائے تو ایسوں کی صحبت شیطان کی صحبت ہے اور ایسوں کی تقریریں شیطان کی باتیں ہیں۔

آج کتنے پیر ہیں کہ جنہوں نے اپنے مریدوں کے دل میں یہ بات پیدا کردی ہے کہ ہمارے مرید ہو جاؤ بس کافی ہے نماز، روزے وغیرہ احکام شرع کی یا تو بالکل ضرورت نہیں یا کوئی خاص ضرورت نہیں مرید ہونا ہی جنت کے لئے کافی ہے۔ اور کتنے مولوی مقرر اور شاعر ہیں کہ انہوں نے صرف حضور کی شفاعت کی باتیں اور بزرگوں کے فضائل و کرامات سنانے ہی کو اسلامی وعظ و تقریر و خطاب سمجھ لیا ہے۔ یہ گناہوں کا عذاب کبھی نہیں بتاتے یہ جوئے، شراب اور زنا کاری جیسی حرام کاریوں کی مرنے کے بعد کی سزا کا ذکر کبھی نہیں سناتے یہ نماز چھوڑنے اور روزہ نہ رکھنے اور زکوۃ نہ نکالنے کا انجام کبھی زبان پر نہیں لاتے۔ ایسے پیروں کی صحبت او ایسے مولویوں کی تقریروں سے تنہائی بہتر ہے۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فی زمانہ واعظین عمل کا وعظ ہی نہیں کرتے۔ شعر خوانی، خوش الحانی، قصے کہانی میں سارا وقت گذار دیتے ہیں۔ عام جلسے گویا کہ حلال سنیما ہیں کہ سننے والے بھی تماشائی ذہنی عیاش ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے کہ جب مسلمان علماء کے وعظ سن کر بعد میں یاد کرتے تھے کہ مولوی صاحب نے آج فلاں فلاں مسئلہ بتایا۔

مرآۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۴۳۹

اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ہے جن پیروں کی صحبت اومولویوں کی تقریریں سن کر لوگوں کے دل سے خدائے تعالیٰ کا خوف نکل جائے اور وہ گناہوں پر جری اور حرام کاریوں کے عادی ہو جائیں ایسے مولوی اور پیر سب شیطان کا گروہ ہیں۔

ایسے ہی وہ لوگ کہ جن کی باتیں سن کر گنہ گار انسان خدائے تعالیٰ کے رحم وکرم سے ناامید ہو جائے کہ ہم تو گنہ گار ہیں جنت میں جا ہی نہیں سکتے ہمیں تو جہنم میں جلنا ہی ہے لہٰذا جو کر ملے کرلیں اور بدکاریوں، حرام کاریوں میں بے دھڑک لگ جائیں تو یہ لوگ بھی اسلام کی راہوں سے ہٹانے والے ہیں۔اسلام میں اللہ کے رحم وکرم سے ناامید ہو جانا بھی حرام ہے خواہ کتنا ہی گناہ گار ہو اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جانا بھی شیطانی راستہ ہے خواہ کتنا ہی نیک ہو امید اور خوف کے بارے میں آیات واحادیث اور بزرگوں کے واقعات کی کثرت ہے صرف ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں :

حدیث : سرور کائنات ﷺ نے ایک شخص کو جانکنی کے عالم میں ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں گناہوں سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں۔آپ نے فرمایا اس وقت میں یعنی جانکنی کے عالم میں جس کے دل میں یہ دونوں چیزیں جمع ہوگئیں تو حق تعالیٰ اس کو ڈراونی چیز سے بچائے گا اور جس کی اسے امید ہے وہ عطا فرمائے گا۔ (ترمذی،ابن ماجہ)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر مجھ کو بتایا جائے کہ سب لوگ جنتی ہیں صرف ایک جہنمی ہے تو مجھ کو اس بات کا ڈر

رہے گا کہ کہیں وہ ایک جہنمی کہیں میں ہی نہ ہوں۔ اور اگر مجھ کو یہ بتایا جائے کہ سب لوگ جہنمی ہیں صرف ایک جنتی ہے تو مجھ کو یہ امید رہے گی کہ شاید وہ ایک جنتی میں ہی ہوں۔

جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف نہ ہو اس کو خدائے تعالیٰ کے عذاب اور اس کی طرف سے مقررہ سزاؤں والی آیتیں اور حدیثیں اور واقعات کا مطالعہ کرنا چاہئے اور جس کے دل میں امید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مایوس اور ناامید ہونے لگا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے کرم، اس کی مغفرت، بخشش اور حضور کی شفاعت والی آیتوں، حدیثوں کا مطالعہ کرنا چاہئے اور قوم کے رہنما پیروں، مولویوں اور مقرروں کو جس میں جو مرض ہو اس کو ویسی ہی دوا دینا چاہئے۔ اس عنوان اور بیان کے تعلق سے حصول برکت کے لئے اخیر میں قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ اور صرف ایک حدیث لکھ دوں اور اسی پر موضوع کو ختم کر دوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ.

ترجمہ : ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے انکی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔ پارہ ۲۱ رکوع ۱۵

حدیث : رسول اللہ فرماتے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو اس کے سو حصے کئے ۹۹ حصے اپنے پاس رکھ لئے اور صرف ایک حصہ اپنی مخلوق کے پاس بھیج دیا تو اگر کافر بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن جان لے کے اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عذاب ہے تو وہ دوزخ کی طرف سے بے خوف نہ ہو۔ بخاری کتاب الرقاق

عورت کے بارے میں اسلام کا درمیانی نظریہ

عورتوں کے تعلق سے دنیا کی تاریخ میں دو قسم کے نظریات سامنے آئے ہیں عام طور سے انسانی معاشرے اور اسلام کے علاوہ دوسرے مذہبوں میں عورتوں کو ذلیل وحقیر خیال کیا گیا اسلام سے پہلے عربوں میں عورتوں کی نہایت بدتر حالت تھی ایک عورت ہونا دنیا کا سب سے بڑا جرم تھا۔ بری طرح عورتوں کو مارنے پیٹنے کا رواج عام تھا۔ بہت سے لوگ اپنی بیٹیوں کو گڑھا کھود کر اس میں زندہ دفن کر دیتے تھے کیونکہ بیٹی کی پیدائش باپ کے لئے بہت بڑی شرم و ندامت کی بات مانی جاتی تھی۔ شوہر اپنی بیوی کو کوئی مانگے تو اس کو دینے کا اختیار رکھتا تھا۔ اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا یا اس کو طلاق دے دیتا تھا تو اس عورت کو بستی سے باہر ایک اندھیری کوٹھری میں ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر ایک سال کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس مدت میں اس کو پاخانہ اور پیشاب اور نہانے دھونے کے لئے پانی بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ بیوہ عورتوں کے ساتھ اس طرح

Scanned by CamScanner

کے اور بھی گندے اور برے برتاؤ کئے جاتے تھے۔

ہندوستان میں بھی عورتوں پر ظلم وزیادتی کرنا دھرم خیال کیا جاتا تھا۔ یہاں کے راجہ مہاراجہ عورتوں کو جوئے میں ہار جاتے تو وہ جیتنے والے کے حوالے کردی جاتی تھیں۔ سودی قرضے ادانہ ہونے پر بھی بیویوں یا بیٹیوں کو قرض خواہ کو یا تو بالکل دے دیا جاتا تھا یا انکے یہاں انہیں گروی رکھا جاتا تھا۔ یہاں لڑکی کی شادی کو 'کنیادان' (कन्यादान) کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا۔ اور آج بھی ایسا ہی ہے یعنی یہاں کے قدیمی باشندوں کے دھرم میں لڑکی کی شادی اس کو شوہر کی بیوی بنانا نہیں ہے بلکہ اس کو دان کرنا یعنی خیرات کرنا اور اس کے شوہر کو اس کا مالک ومختار بنانا ہے۔ یہاں بیوی 'داسی' یعنی باندی اور کنیز سمجھی جاتی ہے۔ یہاں کی پرانی تہذیب میں شوہر کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ کو شوہر کی چتا میں زندہ جلا دیا جاتا تھا کیونکہ یہاں کے پرانے مذہب کے مطابق شوہر کے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بعض راجاؤں کی کئی کئی سورانیاں ہوتی تھیں اس کے مرنے پر ان سب کو اس کے ساتھ جلنا پڑتا تھا۔ اور بیوہ عورتوں کو نہایت درجہ منحوس اور بدنصیب خیال کرنا یہاں کی تہذیب کا اہم حصہ ہے۔ ماہواری کے دنوں میں اسے اچھوت قرار دے دینا ہندوستانی دھرم ہے۔ یہاں کی تہذیب میں ایک بھائی کی بیوی دوسرے بھائی کی بھی جورو بن کر رہ سکتی تھی اور وہ بھی اس سے اپنا نفسانی مقصد پورا کرسکتا تھا یہاں کی بھاشا میں شوہر کے بھائی کو دیور کہا جاتا ہے اور دیور کے معنی ہی دوسرا 'ور' یعنی دوسرے شوہر کے ہیں۔ عورتوں کے بارے میں ہندوستانی قدیمی کتابوں میں کیا کیا لکھا ہوا ہے میں اس سب کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا صرف مہاکوی تلسی داس کا ایک قول ملاحظہ فرمائیے :

Scanned by CamScanner

ढोल, गंवार, शूद्र, पशु, नारी

जे सब ताड़न के अधिकारी

یعنی 'تلسی داس' کہتے ہیں کہ ڈھول، گنوار، اچھوت، جانور اور عورت یہ سب ٹھونکنے، پیٹنے کے لائق ہیں۔

عورتوں اور پچھڑی ذات کے لوگوں سے متعلق ذلت آمیز باتیں انکی دھرم پستکوں میں جگہ جگہ موجود ہیں جو پڑھے لکھے لوگوں سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔

عیسائی تہذیب نے بھی عورت کو کوئی مقام نہیں دیا۔ اور تقریباً سبھی ملکوں اور اسلام کے علاوہ مذہبوں نے عورت کی حیثیت کے ساتھ کھلواڑ ہی کیا ہے ۵۹۲ء میں چین میں دستور تھا کہ شادی کے وقت لڑکی کا باپ ایک ریشمی کوڑے سے اپنی لڑکی کو داماد کے سامنے مارتا تھا اور پھر وہی کوڑا اس کے بعد اپنے داماد کے ہاتھ میں دے دیتا تھا کہ اس کو کام میں لاتے رہنا۔

ملک شام اور فلسطین میں اسلام سے پہلے وہاں کے اہل علم کا خیال تھا کہ عورت کو آرام پہونچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ صرف آدمی کی خدمت کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تو ایک طرف عورت کے تعلق سے قوموں اور مذہبوں کے یہ نظریات رہے ہیں اور دوسری طرف آج آزاد خیالی اور بے راہ روی کے اس دور میں عورت کو ہر اعتبار سے مرد کے برابر کرنے اور برابر کا مرتبہ دینے اور اس کو مردوں کی صف میں لاکر کھڑا کرنے کی تحریکیں زور شور سے چل رہی ہیں۔ اور ان تحریکوں میں حصہ لینے والے اور مرد و عورت کی برابری کا سبق دنیا کو پڑھانے والے زیادہ تر وہی لوگ ہیں جن کے دھرماتماؤں نے عورت کو جانوروں سے زیادہ ذلیل کر دیا تھا۔ اسلام ان دونوں نظریات کا مخالف ہے اور

Scanned by CamScanner

وہ ایک درمیانی راستہ ہے وہ بیویوں کو جانوروں کی طرح ذلیل وخوار یا داسی، باندی اور کنیز، خادمہ اور نوکرانی بنانے کا بھی روادار نہیں اور اسلام میں ہر اعتبار سے عورت مرد کے برابر بھی نہیں۔

تو وہ لوگ جو عورتوں کو مارنے، پیٹنے کے عادی ہیں انہیں ستاتے بات بات پر ڈانٹتے، ڈپٹتے اور جھڑکتے رہتے ہیں انہیں نوکرانی اور باندی سمجھ کر انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام لیتے ہیں اور انہیں اس کے لئے مجبور کرتے ہیں انکے ساتھ ظلم وزیادتی کرتے ہیں شادی کے بعد انہیں مائکے میں چھوڑ رکھتے ہیں یا انہیں گھروں میں قید کر کے خود عیاشی وزناکاری کے لئے ہوٹلوں میں رنڈی خانوں میں جاتے ہیں انکی ضروریات زندگی، کھانے، کپڑے اور رہائش کا خیال نہیں رکھتے ہیں انکو خوش رکھنا بالکل جانتے ہی نہیں ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف راستہ اپنائے ہوئے ہیں آخر وہ اپنے ماں، باپ، بھائی، بہن، کنبے، قبیلے، پاس پڑوس سب کو چھوڑ کر آپ کے یہاں آئی ہے اب آپ کے یہاں بھی اس کو محبت اور سکون نہ ملے تو اس دُکھیا کا دنیا میں کون رہا۔

ایسے ہی وہ لوگ جنہوں نے اپنی بیویوں کو سر پر بٹھالیا ہے ہر بات اور ہر کام وہی کرتے ہیں جو بیوی صاحبہ کا حکم ہوتا ہے انکے پیچھے گھر والوں اور پڑوسیوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور بالکل جورو کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کے بعض بعض بیوی کو خوش رکھنے کے لئے ماں، باپ، بھائی، بہنوں کو سخت ایذائیں پہونچاتے ہیں۔ تو یہ عورتوں کے غلام اور انکے اشاروں پر ناچنے والے، انکی ہر بات ماننے والے بھی اسلامی راہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

حق یہ ہے کہ گھر میں محبت بیوی کو ملنا چاہئے لیکن حکومت شوہر کی ہی ہونا چاہئے۔

Scanned by CamScanner

میں نے دیکھا ہے کہ جن گھروں میں مکمل طور پر عورتوں کی حکومت ہوتی ہے وہ گھر عموماً ویران اور برباد رہتے ہیں۔ کبھی کبھی نادان عورتیں پڑوسیوں سے جھگڑا کر لیتی ہیں اور پھر شوہروں کو مجبور کر کے یہاں سے گھر بکواتی ہیں وہاں خریدواتی ہیں اور وہاں سے بکواتی ہیں تو اور کسی جگہ خریدواتی ہیں اور عورتوں کے اشاروں پر چلنے والے لوگ خانہ خراب رہتے ہیں۔ بعض عورتیں کم عقل اور نادان اور ناعاقبت اندیش ہوتی ہیں مردوں کی کمائی کو غیر ضروری اور فالتو کاموں میں یا غیر شرعی رسوم ورواج میں خوب خرچ کر دیتی ہیں اور خوب کمانے کے باوجود بھی جورو کے غلام پریشان تنگ دست رہتے ہیں اور کبھی کبھی وہ فالتو خرچوں کی زیادتی اور آمدنی کی کمی کے باعث بے ایمانی، امانت میں خیانت، قرض لے کر نہ دینے کی عادت میں ملوث ہو کر بستی میں ذلت و بے عزتی اور رسوائی و بدنامی کی زندگی گذارتے ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ آج کل جو بیاہ شادیوں میں فالتو اخراجات آسمان کو چھو رہے ہیں اور شادیاں گھروں کی بربادیاں ہو کر رہ گئی ہیں، بیٹیاں ماں باپ کے لئے عذاب بن گئی ہیں اس سب میں زیادہ تر گھروں میں عورتون کی حکومت کا دخل ہے یعنی جو عورتیں کہتی رہیں وہی مرد کرتے رہے۔

بعض بے وقوف عورتیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھر والوں سے محلے والوں سے پڑوسیوں سے جھگڑا کر لیتی ہیں اور پھر ایک کی چار لگا کر شوہروں سے بھی لڑنے کو کہتی ہیں۔ اور عورتوں کے یہ غلام جو دیکھنے کے مرد لیکن حقیقت میں نامرد انکی باتوں میں آکر اپنے گھر والوں، پڑوسیوں وغیرہ سے خوب لڑتے اور مار پیٹ کرتے ہیں اور پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وقت پر کام آنے والے اپنے گھر والے عزیز واقارب یا پڑوسیوں سے انسان دور ہو جاتا ہے اور سب سے جدا ہو کر تنہا رہ جاتا

ہے اور پھر کبھی کبھی یہ سب سے الگ کرانے والی عورت بے وفائی کر جاتی ہے اور چونکہ اس کی فطرت وعادت ہی جھگڑا کرنا ہے لہٰذا پھر یہ شوہر سے بھی جھگڑا کرنے میں نہیں چوکتی ہے اور جورو کا غلام کہیں کا نہیں رہتا ہے۔ اور وہ بالکل ''دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا'' والی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ غرض یہ کہ عورتوں کے سامنے ہر معاملے میں گھٹنے ٹیکنے والے اس کی ہر بات ماننے والے کبھی عزت سے نہیں رہ سکتے انہیں اکثر ذلت و بے عزتی کا منھ دیکھنا پڑتا ہے۔

اسلام میں بیوی کی دلجوئی اور اس کا خیال رکھنے اور اس سے محبت کرنے کا حکم ہے لیکن اس کی محبت میں ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ گھر والوں یا پڑوسیوں سے حق تلفی کرنے کا مذہب اسلام مخالف ہے۔ آج معاشرے میں جو طرح طرح کی پریشانیاں بڑھ گئی ہیں اور پہلے کے مقابلے میں ہزار سہولیات اور ترقیات کے باوجود ہر شخص پریشان دُکھی اور بے اطمینان ہے اس میں بھی عورتوں کی گھروں میں حکومت کو بہت بڑا دخل ہے۔

بعض عورتیں کرنے دھرنے اور گنڈے تعویذ کرانے میں بڑی ماہر ہوتی ہیں اور اس کے لئے وہ رات دن میاں مولوی یہاں تک کہ غیر مسلم باباؤں کے یہاں پڑی رہتی ہیں کبھی اس پر اور کبھی اس پر کراتی پھرتی ہیں مزاروں کے چکر لگاتی ہیں اور اپنے غلام یعنی شوہروں کو بھی لئے لئے پھرتی ہیں۔

گھروں میں عورتوں کا راج اور انکی بالادستی کے نتیجے میں ایک بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ شوہر اگر اپنے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ اقربا کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرنا چاہے تو عورتیں اس میں عموماً آڑے آتی ہیں۔ ظاہری بات ہے وہ آپ کے بھائی بہن ہیں، ماں اور باپ ہیں آپکی بیوی کے تو نہیں ہیں۔ لہٰذا

Scanned by CamScanner

جو محبت خونی رشتے کی وجہ سے آپکو ہوگی وہ اس کو نہیں ہوگی۔ اور انہیں کوئی تکلیف و مصیبت ہوگی تو جو درد اور کوفت آپ کو ہوگا وہ آپکی بیوی کو کیوں ہونے لگا کچھ بھی سہی لیکن بہر حال وہ دوسرے گھرانے کی ہے اب انکی مصیبت دُکھ درد میں آپ انکے ساتھ کوئی جسمانی یا مالی ہمدردی، خدمت یا حسن سلوک کرنا چاہیں تو بیوی اس میں رکاوٹ بن سکتی ہے لہٰذا اسکی بالادستی اور اختیارات کا ایک دائرہ ہونا ضروری ہے اس کو مختار کل مان کر آپ کتنے کار خیر ایسے ہیں کہ جن سے محروم رہ جائینگے۔

گھروں میں مردوں کی سربراہی اور انکی برتری میں عورتوں کا بھی بہت بڑا فائدہ ہے کیونکہ وہی عورت جب اپنی سسرال میں اپنے شوہروں سے اپنی من مانی کرائیگی اور اس کے ماں باپ کے ساتھ اس کو حسن سلوک کرنے سے روکے گی اور پانچ پانچ سات سات بیٹوں والے ہوکر بھی ماں باپ روٹی کے چند ٹکڑوں کے لئے پریشان رہینگے تو گھر گھر عورت کی حکومت کے نتیجے میں اس کے مائیکے میں بھی اسکے بھائیوں کی بیویاں جو کریں گی وہ ہوگا اور جو کہیں گی وہ شوہروں کو کرنا پڑیگا۔ تو اس بات کو مت بھول کہ تیرے ماں باپ سے تجھ کو اور تیرے بھائیوں کو جو محبت ہوگی وہ تیری بھاوجوں کو ہرگز نہیں ہوسکتی تو تیرے بھائیوں کی بیویوں کی حکومت سے تیرے مائیکے میں تیری اور تیرے ماں باپ کی بے عزتی اور ناقدری ہوسکتی ہے اور کبھی شوہر سے بات بگڑ جانے، طلاق ہو جانے یا شوہر کے مر جانے یا لاپتہ ہو جانے پر اگر تجھ کو بھی مائکے میں زندگی گذارنا پڑی تو وہاں ہوسکتا ہے دوسرے گھرانوں اور خاندانوں سے آنے والیوں کی سلطنت میں تیرا رہنا مشکل ہو جائے اور تو وہاں بھی نہ ٹک سکے لہٰذا عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ گھروں میں مردوں یعنی شوہروں کی حکومت کی ہی خواہاں رہیں اور اس کے لئے کوشش کریں

اوراس قسم کی آواز اٹھانے والوں کی تائید کریں اور جولوگ عورتوں کی سربراہی او برابری کے لئے شور مچاتے ہیں انکا ساتھ کبھی نہ دیں ورنہ ہوسکتا ہے کہ تمھیں مائیکے میں کبھی غیروں کی غلامی کرنا پڑے۔

بعض عورتوں کی یہ بڑی بے وقوفی ہے کہ اپنی سسرال میں تو اپنی حکومت و بالادستی اور ہر قسم کا اختیار چاہتی ہیں اور اپنے مائیکے میں اپنی بھاوجوں کو بے اختیار، مجبور ولاچار دیکھنا چاہتی ہیں۔ نادانوں معاشرے اور سماج میں جس قسم کا رواج ہو جائیگا اور ماحول جیسا بنا دیا جائے گا سب جگہ ویسا ہی تو ہوگا تو ایسا ماحول ہی کیوں بنایا جائے کہ جس سے معاشرے کا توازن برقرار نہ رہ سکے اور انسان انسان کو کھانے لگے۔

اگر ہمارے اس بیان پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض عورتیں بعض مردوں سے زیادہ سمجھدار صبر وضبط، تحمل اور برداشت، سوجھ بوجھ والی ہوتی ہیں تو ایسے گھروں میں تو انہیں کی بالادستی اور حکومت ہونا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ قانون ضابطے اور اصول زیادتی اور اکثریت اور غلبے کی بنیاد پر بنائے جاتے ہیں یعنی مطلب یہ ہے زیادہ تر عورتیں مردوں کے مقابلے میں کم عقل، جلد غصے میں آنے والی، بہت جلد کوئی فیصلہ کرنے والی، غیر متحمل اور ناسمجھ اور کمزور ہوتی ہیں اور زیادہ تر مرد انکے مقابلے میں سمجھدار، تحمل و برداشت والے اور طاقتور ہوتے ہیں۔ یوں تو بعض بعض بچے بھی اپنے بڑوں سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں باپ پاگل ہے اور بچہ ہوشیار تو کیا ان چند بچوں کی وجہ سے یہ اصول بنا دیا جائے گا کہ کچھ بچے ماں باپ سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوئے ہیں لہٰذا گھر گھر میں بچوں کی حکومت ہونا چاہئے اور جو بچے کہیں بڑوں کو وہی کرنا چاہئے۔

بعض نائبین اور اسسٹینٹس (Assistants) اپنے اوپر والے افسروں سے زیادہ پڑھے لکھے اور ہوشیار ہوتے ہیں تو کہیں کہیں کسی کسی کلرک کے افسروں سے زیادہ قابل و ہوشیار ہونے کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کلرک لوگ ادھیکاریوں سے زیادہ قابل ہوتے ہیں لہٰذا انکو زیادہ ادھیکار ملنا چاہئے اور کتنا ہی کوالیفائیڈ پڑھا لکھا، طاقت و ہمت والا ہوشیار چالاک اور چست کیوں نہ ہو جائے لیکن سپاہی کا اختیار اور اسکی پاور تھانے دار سے کم ہی ہوتی ہے اور تھانے دار کی اس کے اعلیٰ افسران سے۔

اور جو گھروں میں بیوی کے اختیارات شوہر کے برابر کرنے کے خواہاں ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک ضلع میں دو کلکٹر کیوں نہیں ہوتے اور S.D.M. یا A.D.M. کی پاور D.M. کے برابر کیوں نہیں کی جاتی ایک تھانے میں دو انچارج کیوں نہیں کرائے جاتے۔ وغیرہ وغیرہ تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ کسی بھی نظام یا حکومت کو چلانے کیلئے سپریم پاور ایک ہی ہونا چاہئے باقی اس کے نائبین اسسٹینٹس ہوں اس کے ماتحت ہوں تبھی وہ نظام چلے گا اور اگر سب کی پاور برابر ہوگی تو جھگڑے فساد کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ لہٰذا ایک پریوار کو صحیح طور پر چلانے کے لئے اس کا مُکھیا اور سربراہ ایک ہی ہونا چاہئے اور وہ مرد ہی ہے کیوں کہ وہ عام طور پر طاقتور، ہمت اور ضبط و تحمل میں عورتوں اور بچوں سے زیادہ ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ کسی بھی تنظیم اور پارٹی کا صدر صرف ایک ہی ہوتا ہے نائب صدر کئی ایک ہو سکتے ہیں تو یہاں سے یہ بات بھی خوب اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ جس طرح ضلع میں D.M. ایک اور S.D.M. کئی ہو سکتے ہیں، تھانے میں انچارج ایک اور اس کے نائب داروغہ کئی ایک ہو سکتے ہیں،

Scanned by CamScanner

پارٹی کا صدر ایک اور نائب صدر کئی ایک ہو سکتے ہیں۔تو اسی طرح ایک شوہر کی بیویاں کئی ایک لیکن ایک بیوی کے شوہر کئی ایک نہیں ہو سکتے کیونکہ صرف ایک ہونا سپریم پاور اور سرابراہ کی ہی شان ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ مرد کو ہی گھر اور پریوار کا مکھیا ہونا چاہئے اور یہاں سے یہ بات بھی خوب صاف ہو گئی کہ عورت گھر میں اپنے شوہر کی نائب اور اسسٹینٹ ہوتی ہے اس کی باندی، داسی، نوکرانی اور خادمہ نہیں ہوتی اور یہی قرآنی تعلیم ہے اور یہ اسلامی نظریہ اور درمیان کا راستہ ۔تو جو لوگ انہیں نوکرانی، خادمہ یا باندی اور داسی سمجھتے ہیں اور انکے ساتھ انہیں کے جیسا برتاؤ کرتے ہیں وہ بھی حد سے آگے بڑھنے والے ظالم جفا کار اور حق تلفی کرنے والے ہیں آخر جس طرح آپ کسی کے بیٹے ہیں وہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور اس نے آپ کے ہاتھ اسے بیچا نہیں ہے بلکہ نکاح کیا ہے بیوی بنا کر بھیجا ہے باندی اور داسی بنا کر نہیں بھیجا ہے اگر چار مرتبہ وہ آپکی خراب عادت اور غلط باتوں کو برداشت کرتی ہے تو دو مرتبہ آپ بھی اس کی کسی بدمزاجی یا بدزبانی کو برداشت کرلیں گے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہت بڑے ثواب کی امید ہے۔اور جن لوگوں نے عورتوں کو سر پر چڑھا لیا ہے اور جورو کے غلام بن گئے ہیں وہ بھی اسلامی مزاج کے خلاف راہ اپنائے ہوئے ہیں۔

عورتوں سے متعلق اسلام کا نظریہ کیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگائے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے ﷺ اپنی سب سے زیادہ پیاری اور چہیتی بیوی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اس محبت کے واقعات کتب احادیث میں جگہ جگہ دیکھے جا سکتے ہیں یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ سفر میں ان کی دلجوئی کے لئے انکے ساتھ دوڑے تک ہیں دوڑنے میں

پہلی مرتبہ میں حضرت عائشہ آگے نکل گئیں اور دوسری مرتبہ حضور آگے نکل گئے تو فرمایا، عائشہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔ (ابوداؤد)

یہی عائشہ ہیں کہ وصال مبارک کے وقت حضور کا سر انہیں کی گود میں تھا لیکن انہیں عائشہ صدیقہ نے وصال سے چند روز قبل جب سرکار مرض کی شدت کی بنا پر مسجد میں تشریف نہیں لائے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ عشاء کی نماز کے لئے لوگ جمع ہیں رات کافی ہوگئی ہے آپ کا انتظار ہے تو فرمایا ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' حضرت عائشہ صدیقہ نے اس بات پر ٹوکا اور کئی مرتبہ اس خیال سے روکا کہ میرے باپ ابوبکر دل کے نرم ہیں آپ کے بعد آپکے مصلے پر کیسے کھڑے ہونگے وہ تو قرآن پڑھتے پڑھتے رونے لگتے ہیں، کسی اور کے لئے حکم فرمایئے تو آپ کو جلال آگیا اور حضرت عائشہ کو ایک خاص قسم کی تنبیہ بھی فرمائی اور انکے مشورے کو تسلیم نہیں فرمایا اور حضرت ابوبکر کو ہی اپنا جانشین اور قائم مقام بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ بخاری ابواب الامارۃ

اس سے ظاہر ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ بیوی سے محبت کرنے، اسکی دلجوئی اور خیال رکھنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کرنا چاہئے لیکن اس کی ہر بات ماننی بھی نہیں چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت نہ جانوروں کی طرح ذلیل اور باندی، داسی اور نوکرانی ہے اور نہ مردوں کے بالکل برابر حکومت و سربراہی کے لائق ہے گھر میں محبت عورت کو ملے اور حکومت شوہر کو ملے عورت نہ سر پر بٹھانے کی چیز ہے اور نہ پیروں سے ٹھکرانے کے لئے بلکہ دل سے محبت کرنے اور سینے سے لگانے کی چیز ہے اور دل درمیان میں ہے پیر بالکل نیچے ہیں اور سر سب سے اوپر ہے اور عورت کی

Scanned by CamScanner

جگہ دل میں ہے جو درمیان اور بیچ میں ہے۔ جن لوگوں نے اُسے سر کا تاج بنالیا وہ بھی غلط اور جن لوگوں نے اُس کو پیر کی جوتی سمجھ رکھا ہے وہ بھی غلط اور یہی اسلامی مزاج ہے اور اسی میں معاشرے کا تحفظ اور سماج کی خیریت ہے اور سمجھدار قسم کے غیر مسلم بھی غور کریں گے تو انہیں ایک ایک دن اس اسلامی روش کی قدر کرنا ہی ہوگی اور خدا توفیق دے گا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان بھی بن جائیں گے اور زمین پر ایک ہی آواز گونجے گی :

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور "محمد" اللہ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

عورتوں کے خاص دنوں سے متعلق اسلام کا درمیانی راستہ

عورتوں کے آگے کے مقام سے ہر مہینے چند دن تک جو خون آتا ہے اسے ماہواری اور حیض کہتے ہیں۔ اس کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے یعنی تین دن سے کم آئے تو حیض نہیں اور دس سے زیادہ آئے تو بھی حیض نہیں بلکہ وہ بیماری کی وجہ سے ہے اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں اس کی کم سے کم مدت کچھ نہیں یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بالکل نہ آئے اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس (۴۰) دن ہے یعنی چالیس دن سے زیادہ آئے تو وہ نفاس نہیں بلکہ بیماری ہے۔ حیض و نفاس کے مسائل تفصیل سے جاننے کے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

Scanned by CamScanner

یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ عورتوں کے ان خاص دنوں کے متعلق دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوئے ہیں اور ہیں جو دونوں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔

یہودی اور مجوسی اس حالت میں عورتوں سے بہت زیادہ نفرت کرتے تھے انکے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا تک گوارا نہ تھا بلکہ نفرت یہاں تک پہونچ گئی تھی کہ انکی طرف دیکھنا ان سے کلام کرنا تک حرام سمجھتے تھے اور نصاریٰ یعنی عیسائی اس حالت مین عورتوں کی طرف زیادہ رغبت کرتے اور مجامعت و صحبت سے بھی گریز نہیں کرتے اور بڑی محبت سے مشغول ہوتے۔ ہندوستان کی علاقائی تہذیب اور مذہب میں بھی ان دنوں میں عورتوں کو اچھوت قرار دیا جاتا ہے انکے چولھے چوکے اور برتن علیحدہ کردئے جاتے ہیں انکے ساتھ کھانے پینے بلکہ انکے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کو بھی برا سمجھا جاتا ہے۔

اسلام میں ان دونوں کے بیچ کا راستہ اپنایا گیا اور قرآن پارہ ۲ رکوع ۱۱ میں خاصکر اس بارے میں آیت نازل فرمائی گئی اس آیت کریمہ اور احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عورتوں کے ان خاص دنوں سے متعلق بتایا گیا کہ وہ ان دنوں میں نہ نفرت کے لائق ہے اور نہ بہت زیادہ نزدیکی اور قربت کے۔ اسلام میں اس حالت میں عورت کے ساتھ مجامعت یعنی صحبت اور ہم بستری کو ناجائز و گناہ قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ ملاعبت یعنی جسم کو چھونے، اس سے لذت حاصل کرنے، چومنے، چمٹنے، اس کے ساتھ لیٹنے، سونے، کھانے اور پینے میں کوئی گناہ نہیں ہاں اگر ساتھ لیٹنے میں صحبت اور ہم بستری کا خطرہ ہو تو ساتھ نہ لیٹے۔ ناف سے گھٹنے تک اس کے بدن کو کپڑا ہٹا کر چھونا یا اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے مس کرنا جائز نہیں کپڑے کے ساتھ چھونا جائز ہے اور ناف سے اوپر اور گھٹنے

کے نیچے کے بدن سے انتفاع جائز ہے۔اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا۔اس سے بات چیت کرنا اس کے پاس بیٹھا، اُٹھنا سب جائز ہے اس حالت میں اس کو اچھوت سمجھنا اسلام کے خلاف ہے۔اس حالت میں عورت کا مسجد میں داخل ہونا ،قرآن کریم کی تلاوت کرنا اس کو چھونا، بغیر جزدان کے ناجائز ہے۔تفصیل سے جاننے کے لئے احادیث اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ اسلام نے اس معاملے میں بھی درمیانی راستے کو اپنایا ہے۔

عبادت اور ریاضت کے معاملے میں میانہ روی

عبادت اور ریاضت دینداری اور پرہیزگاری کے معاملے میں بھی اسلام نے ایک درمیانی اور بیچ کی راہ بتائی اور اسی کو پسند فرمایا رہبانیت یعنی دنیا کو بالکل چھوڑ دینا عام حالات میں نکاح نہ کرنا لوگوں سے میل جول اور تعلق قطع کر کے بالکل یکسوئی اختیار کرنے کو زیادہ پسند نہیں فرمایا گیا بلکہ نکاح کو تو سنت اور ثواب فرمایا گیا۔حلال روزی کما کر خود کھانے اور بال بچوں کو کھلانے کو بھی نیکی فرمایا گیا۔ہاں اگر فتنوں کے دور میں اپنے ایمان کو بچانے کے لئے کوئی شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے یکسوئی اختیار کرے جنگلوں، پہاڑوں میں چلا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کا تعلق اس کی نیت سے ہے اور یہ تو ایک مجبوری ہے یہاں بات عام حالات مین عام آدمی کی ہو رہی ہے۔

البتہ ہر بالغ عاقل مسلمان کے لئے پانچوں وقت نماز کی پابندی،

رمضان کے روزے اور صاحب نصاب اور استطاعت پر زکوٰۃ اور زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے جس کے بغیر اسلام میں چارہ نہیں۔ اور جوان مین کوتاہی کرے اور غفلت سے کام لے وہ تو صحیح معنی میں مسلمان ہی نہیں ہے اور اس کی کوئی اور عبادت اور وظیفہ وعمل بغیر انکے قبول ہی نہیں ہے۔ ایسے ہی جو حرام کام ہیں مثلاً شراب، جوا، سود، زنا، چوری، غیبت، گانے، سنیمے وغیرہ سے بچنا بھی اشد ضروری ہے جوان مین ملوث رہے وہ بھی نام کا مسلمان ہے یعنی ناقص و ادھورا ہے۔ یہاں جس عبادت وریاضت کی بات ہورہی وہ ان سب کے بعد کا معاملہ ہے۔ اس بارے میں اسلام نے ایک درمیانی راہ بتائی نہ بالکل دنیا کو چھوڑ دے کہ دنیا کے کسی معاملے اور کسی بات سے اور کسی شخص سے کوئی تعلق ہی نہیں یہ بھی ناپسند ہے اور نہ بالکل دنیا دار ہو جائے۔ دنیا میں لگ کر اللہ و رسول کو بالکل بھلا بیٹھے دین و مذہب سے کوئی سروکار ہی نہیں یہ بھی اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

اس بارے میں اب ہم قرآن کی چند آیتیں اور پیغمبر اسلام کے چند فرمودات یعنی حدیثیں نقل کر دیں جس کو پڑھ کر آپ خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ عبادت وریاضت میں درمیانہ روی اور اعتدال ہی پسندیدہ زندگی ہے۔

قرآن کریم میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَ لَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔

(پارہ ۲۸، رکوع ۱۴)

اس آیت کے مفہوم سے ظاہر ہے کہ اسلام میں مال و اولاد والا ہونا کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ مال و اولاد مین لگ کر اللہ کو بھول جانا برا ہے اور غیر اسلامی

طریقہ ہے۔

چند ٹکے بھی اگر اللہ کے ذکر سے دور کردیں نماز روزے اور احکام شرع کو بھلادیں تو وہ دنیا ہیں اور لاکھوں کروڑوں کے کاروبار بھی اگر بندے کو خدائے تعالیٰ اور اس کے احکام سے دور نہ کریں تو یہ دین ہیں۔

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکال لی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کے لئے ایجاد کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا کہ نباہنے کا حق تھا۔ پارہ ۲۷ رکوع ۲۰

آیت کریمہ میں مذکور لفظ ''رہبانیہ'' یعنی راہب بننے کا مطلب پہاڑوں، غاروں اور مکانوں میں تنہا خلوت نشیں ہونا اور دنیا والوں سے ترک تعلق کردینا عبادت میں بہت زیادہ مشقت اُٹھانا، نکاح نہ کرنا، موٹے کپڑے پہننا بہت کم غذا کھانا ہے۔ آیت کریمہ میں اس زندگی کو ایک دم برا تو نہیں کہا گیا لیکن مفہوم سے ظاہر ہے کہ زیادہ پسند بھی نہیں کیا گیا ہے اور فرض وواجب نہیں کیا گیا۔

عیسائیوں میں سے ایک طبقے نے یہ طریقۂ زندگی اختیار کیا تھا لیکن قرآن کریم نے بتایا کہ ان میں کے بہت سے اس کو نباہ نہیں سکے اور اس پر قائم نہیں رہ سکے۔ آج بھی میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ حد سے زیادہ متقی اور پرہیز گار و عبادت گذار بنتے ہیں ان میں کے زیادہ تر لوگ اس پر ٹِک نہیں پاتے ہیں اور حد سے زیادہ پرہیز گاری تھوڑے دن ہی رہتی ہے یا وہ صرف دوسروں پر تنقید کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے تقوے اور پرہیز گاری کے نشے مین

دوسرے مسلمانوں کو حقیر جاننے والے اور ان کی برائی کرنے والوں کو دیکھا گیا ہے پرہیز گاری کے پردے میں حرام کار نکلتے ہیں جیسے عیسائیوں میں جو لوگ تارک الدنیا ہو کر نکاح نہ کر کے جنگلوں اور صومعوں مین خلوت نشیں ہو گئے تھے ان میں کے بہت سے زنا میں مبتلا ہو گئے تھے اور نکاح نہ کرنے کا نتیجہ زنا کاری میں ابتلا ہو سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ عمل تھوڑا ہو لیکن دائم ہو یعنی اس پر قائم رہا جائے ۔جوش میں آکر بہت سے اعمال و وظائف، اوراد و اذکار میں لگ جانا اور پھر اس پر قائم نہ رہنے سے تھوڑے پر قائم رہنا افضل ہے۔ حدیث پاک میں ہے :

حدیث : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے لوگوں نے معلوم کیا کہ کونسے اعمال افضل ہیں تو فرمایا جو پابندی سے کیے جائیں خواہ تھوڑے ہی ہوں اور فرمایا عمل کے معاملے خود کو اتنی ہی مشقت میں ڈالو جتنی تم میں طاقت ہے۔ (بخاری جلد۲، باب القصد والمداومۃ علی العمل صفحہ ۹۵۷)

اور بخاری میں یہیں ایک اور فرمان رسول ﷺ اس طرح ہے :

حدیث : نبی کریم ﷺ نے فرمایا درمیانی روش اختیار کرو خدا کا قرب حاصل کرو اور خوشی مناؤ کہ کسی کا عمل اس کو جنت میں نہیں لے جائے گا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ بھی؟ فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مغفرت میں ڈھانپ لے۔

اس سلسلے میں بخاری اور مسلم کی متفقہ اور جامع حدیث یہ بھی ہے :

حدیث : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین (۳) حضرات حضور کی عبادت کا حال معلوم کرنے کے لئے آپ کی بیویوں کے پاس

حاضر ہوئے جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اپنے خیال میں حضور کی اس عبادت کو تھوڑا سمجھا۔ اور کہنے لگے کہ کہاں ہم اور کہاں حضور ﷺ انکی تو اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف ہیں تو ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کرونگا۔ دوسرے بولے میں پورے سال ہمیشہ روزہ رکھا کرونگا کبھی بے روزہ نہیں رہونگا۔ تیسرے بولے میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کرونگا۔ پھر حضور انکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تمہیں لوگ ابھی یہ باتیں کررہے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ، فرمایا خوب جان لو کہ میں تم میں سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہوں لیکن میں ہمیشہ پورے سال روزے سے نہیں رہتا، کبھی رکھتا ہوں کبھی نہیں رکھتا ہوں ساری رات نماز نہیں پڑھتا، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور بیویوں والا بھی ہوں تو جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ مجھ میں سے نہیں۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ فصل اول صفحہ ۲۷)

یعنی حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو عیسائیوں کے راہبوں اور غیر مسلم سادھوؤں کی طرح تارک الدنیا نہ بنایا بلکہ دنیا کو دین بنا دیا اور حضور کا ہر کام سنت ہے لہٰذا رمضان کے علاوہ دنوں میں روزے رکھنا سنت ہے لیکن کبھی کبھی نہ رکھنا بھی سنت ہے۔ البتہ رمضان کا روزہ بہر حال فرض ہے جس سے چھٹکارا نہیں۔ رات کو تہجد کی نماز پڑھنا بھی سنت ہے اور آرام کرنا اور سونا بھی سنت ہے، نکاح کرنا، اولاد حاصل کرنا، دنیوی حلال کاروبار تجارت وغیرہ کرنا سبھی سنت اور عبادت ہے۔

خدائے تعالیٰ ہمیشہ اپنے محبوب کی سنتوں پر قائم رکھے اور اعتدال پسند

میانہ رو درمیانی روش والا بنائے افراط وتفریط سے محفوظ فرمائے، ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے اور بروز قیامت اپنے محبوب سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شفاعت سے جنت میں اپنے مقرب بندوں کے قدموں میں جگہ عنایت فرمائے۔

والحمد للہ وحدہٗ

والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ و علیٰ آلہ و اصحابہ الذین معہ

آؤ دین پر چلیں

المرتبہ

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

آسان زبان میں مسلمانوں کو دین کی طرف لانے والی ایک کتاب جس کو پڑھ کر ان مسلمان بھائیوں کے لئے بھی راستہ آسان ہوگا جو دین پر چلنا چاہتے ہیں لیکن چل نہیں پاتے۔

ناشر

اسلامی کتب خانہ قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف

Scanned by CamScanner

Allama Tatheer Raza Sahab ki Kitab Darmiyani Ummat me ek Jagah Wahabiyo ke Radd me ek Ibarat Ismail Dahalvi ki Tafviyatul Iman (Me use Taqviyat nahi kah Raha kyuki woh Tafiyat hi he Taqviyat nahi) ki Ibarat Naqal Karne ke baad ALLAMA sahab ne itna likha ki,

isme koi Shaq Nahi ki Allah ke Samne Sab be bas he

Kuch Ilm ke Dushmano ne ye Ilzaam Lagana Shuru kiya ki Dekho Sarkaar ko be bas likh diya MAAZ ALLAH MAAZ ALLAH Ye gustakhe Rasul he.
Bahar Haal is Ibarat me kahi bhi ye nahin likha ki MAAZ ALLAH Sarkaar bebas hai or

Scanned by CamScanner

agar koi Shaqs Mantiq laga kar ise ibarat me Sarkar se Muraad lena chahe to unhe me Quran E Majeed ka ye Farmaan Sunana Chahunga,

E LOGON TUM SAB ALLAH K MOHTAJ HO, OR ALLAH HI BE NIYAZ HAI SAB KHUBIYO SARAHA HUWA

(surah fatir Ayat 15)

Yani uske fazl wa uske Ahsan ke Hajat mand or tamam khalk uski mohtaaj hai, Isi ki Tafseer me Hazrat Zunnon Farmate he ki khalk Har dam or Har Lhaz ALLAH TALA KI MOHTAJ HAI or kyu na ho uski Hasti or uski baqa sab usi ke karam se he.

(QANZUL IMAN)

Kaho mere AJIZO kya QURAN E MAJEED

Scanned by CamScanner

PR FATWA LAGAOGE nahi thahro yaha log ye kah kar bachne ki koshish karenge ki MOHTAJ ALAG OR BEBAS ALAG HE, Mere AJIZO kya Lughat me MUHTAJ OR BEBAS EK Doosre ke mutawatir mano me nahi liya jata Ahle ILM to zaroor lete he koi Ilm ka Dushman ho to uska kuch kiya bhi nahi ja sakta, kher Bebas se zyada Muhtaaj ke Mane agar dekhe jaye to aap payenge ki MUHTAJ KE MANE LULE, LANGDE, ANDHE, BAHRE, GUNGE, HAJAT MAND Or bhi kai jagah liye jate he ye Gustakhana nahi lagta or agar lagta he to fir SIRF ALLAMA TATHEER RAZA SAHAB PR kyu Tamam AHLE SUNNAT WAL JAMAT PR KUFR KA FATWA LAGA DO?

mere AJIZO abhi kuch log kahenge ki

Scanned by CamScanner

Sarkar ALA HAZRAT NE FATAWA RAZVIYA SHAREEF me Bebas ko gustakhi kaha to me kahna chahunga ki are ilm ke Dushmano kya fatawa Razviya Shareef ko kabhi padh bhi lo kya usme sir Bebas Lafz ko Gustakhi likha usi fatwe me ALA HAZRAT SARKA ne Muhtaj lafz ko bhi Beadabi likha or fir Be bas Ba mana Yateem ke Gustakhi likha hai na ki Mutlak kahne pr, ab kya Sarkar ALA HAZRAT RAHMATULLAH pr bhi Fatwa Lagaoge?

FATAWA RAZVIYA SHAREEF KI 29 JILD ME SARKAR ALA HAZRAT FARMATE HE Sab unke Mohtaaj or woh ALLAH KE MOHTAAJ Kya huwa ab Sarkaar ALA HAZRAT PR BHI APNI BAD ZABANI KHOLOGE?

Scanned by CamScanner

Yahi 29 jild me sarkar ALA HAZRAT RAHMATULLAH ALAIHI farmate hai

Bayn hma khuda ke bande wa Mohtaaj hai

Fatawa Razviya 29 jild

Are tum QURAAN KA INKAAR KARO TUM FATAWA RAZVIYA KA INKAAR KARO TUM BAHAR E SHARIYAT ka inkaar karo Lughat ko na Mano kya Tum kalme ka bhi INKAAR KAROGE?

ALLAH KE SIWA KOI MABOOD NAHI, OR MUHAMMAD SALALLAHO ALAIHI WA SALLAM ALLAH KE BANDE WA RASOOL HAI.

Kaho bande ke Mane kya hote he jao

Scanned by CamScanner

uthao Lughat kya Bande ke mae Barabri ke he Are jahilo agar Zarra barabar bhi ALLAH KE MAHBOOB KI BRABRI RABBE QADEER se karadi to Islam se kharij ho jaoge, are apne Iman ko sambhalo or sachho ke Saath ho jao or sach yahi he ki waha sarkaar ka Name Mubaraq ya ishara bhi nahi likha balki Surah Fatir ki Ayat 15 hi ka Mafhoom likha ki ALLAH KE SAMNE SAB MOHTAAJ HAI. AB agar mm khuda ke bhi mohtaaj nahi banna chaho to Jao shetano ke tole me or Intezaar karo ki Rabbe Zuljalal Hamare beech Faisla farmaye.

Scanned by CamScanner

Aolma Ikram ke Furui Masail ke Ikhtelaf me na Pade Apne Rabb ki Ibadat me waqt guzare. Aor Khoob Ilm e Deen Hasil kare taki koi Hame Behka Na Sake. Tamam Mashaikh ki Izzat Kare. Gustakho Se khud bhi door Rahe Or Apne Ahl o Ayaal ko Door Rakhe.

Apni Duwao me Is Fakeer Dr Tariq Hussain Or Mere Tamam Sunni Jannati Bhaiyyo ko Zaroor Yaad Rakhiyega.

Scanned by CamScanner

Islami Kutubkhana

Raza Market, Dhounra, Distt. Bareilly, U.P.-243204
Ph.: 0581-2623043, Mob.: 9319295813

Scanned by CamScanner